www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بچوں کی تربیت کے راہنما اصول

والدین اور اساتذہ کے لیے راہنمائی

مصنفین: ایڈیل فیبر، ایلین میزلیش

مترجم: طاہر منصور قادری

urdukutabkhanapk.blogspot

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دیباچہ

محترم خواتین وحضرات، پیارے بچو اور نوجوانو!

السلام علیکم!

آپ کی خدمت میں How to talk so Kids can learn کا ترجمہ حاضر ہے، اس کتاب کو پڑھنے کے بعد آپکو اپنے بچوں کو ڈانٹنے اور مارنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ (انشاءاللہ)۔ 1999ء میں میں نے یہ کتاب پڑھی تھی۔ اس وقت سے دل میں تمنا تھی کہ پاکستان کے عوام کے سامنے اس کا ترجمہ پیش کیا جائے۔ ادارہ تخلیقات اور طاہر منصور فاروقی صاحب کی شکرگزار ہوں کہ جن کی محنت سے یہ ترجمہ ہوا۔

میں ڈاکٹر صداقت علی کی بھی شکرگزار ہوں، جنہوں نے مجھے How to talk so Kids will listen پڑھنے کو عاریتاً دی۔ ڈاکٹر صداقت علی کی عادت ہے کہ ہر اچھی چیز جو خود پڑھتے ہیں، اپنے دوستوں کو بھی پڑھنے کو دیتے ہیں۔

یہاں سے میرا تعارف ڈاکٹر ہائم جناٹ کے بتائے ہوئے ''اولاد کی تربیت'' کے طریقوں سے ہوا۔ ان طریقوں کے بارے میں ایڈیل فیبر اور ایلین مزلیش نے لکھا تھا اور یہ کتاب ساری دنیا میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئی۔ اس کی لاکھوں کاپیاں بکنے کے علاوہ یہ دنیا کی 16 زبانوں میں ترجمہ ہوئی۔ میں نے خود اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا۔ لیکن جب "How to talk so kids will Learn" پڑھی تو میں نے محسوس کیا کہ یہ کتاب زیادہ دلچسپ ہے کیونکہ یہ کہانی کے انداز میں ہے۔ اس لیے میں نے فیصلہ کیا کہ "How to talk so kids will Learn" کا ترجمہ نہ چھپوایا جائے۔

میں نے اپنی کتاب ''تعلیمی کامیابی کے راز'' میں لکھا ہے اور اپنے آڈیو کیسٹوں میں بتایا ہے کہ اچھی یادداشت کے لیے ضروری ہے کہ جو آج پڑھا ہے، اسے کل

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ضرور دہرائیں، بلکہ روزانہ پہلے دہرائی کا کام کریں، پھر آج کی نئی پڑھائی کریں۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو اسی طریقے سے پڑھیں تاکہ اس کتاب کے سبق یاد رہیں۔

اس کتاب کا سب سے اہم سبق تعریف کی اہمیت ہے اور وضاحت کے ساتھ تعریف کرنے کا طریقہ ہے۔ اس طریقے میں تفصیل سے تعریف کیجاتی ہے تاکہ سننے والے کو پتا چل جائے کہ اس کا کون سا کام ہمیں کیوں پسند ہے۔ یہ خود اعتمادی اور تعلقات بہتر بنانے مضبوط بنانے کا سب سے اہم طریقہ ہے ایسی تعریف سن کر لوگ اپنے کام کو اور بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ جب وضاحت کے ساتھ تعریف کثرت سے کی جائے، تو انعام دینے کی بھی اکثر ضرورت نہیں رہتی۔

اس کتاب نے مجھے ایک بہت بہتر ماں اور انسان بنایا ہے۔ میں لوگوں کی باتیں غور سے سنتی ہوں اور اکثر وضاحت کے ساتھ تعریف کرتی ہوں۔ جدید تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ تنقید کی نسبت تعریف 5 گنا زیادہ ہونی چاہیے۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ کام آپ کے لیے آسان ہو جائے گا اور آپ کی زندگی کے باغ انشاءاللہ پھول ہی پھول ہوں گے۔

ڈاکٹر غزالہ موسیٰ

ایم بی بی ایس

سند یافتہ امریکن بورڈ برائے امراض

دماغی نفسیاتی

13 جنوری 2005ء

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پیش لفظ

بچوں کو ذہنی نشوونما اور داخلی شخصیت کی تراش خراش اور ابتدائی عمر میں ہی شروع ہو جاتی ہے۔ اس دور میں انہیں جو کچھ سکھایا جاتا ہے وہی ان کے کردار کا سانچہ ہوتا ہے۔ کردار سازی کے لیے انہیں خودرو پودوں کی طرح حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا عموماً خاندان اور معاشرے کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ ہم یہ تو چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے ذہین اور مہذب ہوں لیکن یہ نتائج جس راستے پر چل کر حاصل ہوتے ہیں اس پر چلنے سے گریزاں رہتے ہیں۔ یہ گریز شعوری اور لاشعوری طور پر دونوں طرح سے ہوتا ہے۔ بچوں کی تربیت یعنی سکھانے کا عمل گھر اور سکول میں بیک وقت ہوتا ہے۔ اس ضمن میں اساتذہ بلاشبہ ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن اکثر ہم بچے کی مثالی تعلیم و تربیت چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے اس کی زندگی میں آنے والے اولین استاد کی طرف توجہ دینا ہوگی جو ماں (بلکہ والدین) کی صورت میں ہمیشہ کے لیے اس کے ذہن پر نقش ہو جاتا ہے۔ سکول میں صبح آٹھ سے دوپہر دو بجے تک جو کچھ ہوتا ہے بچے کی ذہنی نشوونما میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے لیکن اس کے سیکھنے کے عمل میں وہ واقعات بھی پوری طرح اثر انداز ہوتے ہیں جو سکول سے باہر یعنی گھروں میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ تعلیم و تربیت کا عمل ان دونوں مقامات پہ بیک وقت اور مربوط انداز میں ہونا چاہیے۔ اساتذہ کی ذمہ داری قرار دے دینے سے بات نہیں بنتی۔

اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ والدین اور اساتذہ ذاتی طور پر کتنے مہذب ہیں۔ اگر وہ دونوں اپنے اچھے ارادوں اور خواہشات کو عملی صورت دینے کا ڈھنگ نہیں جانتے تو ان کے بچے (اور طلبہ) کبھی بھی مثالی یا کم از کم اچھے کردار (عادت و اطوار) کے مالک نہیں بن سکتے۔ بچوں کی تربیت کے لیے جزا کا تصور اب متروک ہو رہا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ جزا کا لالچ اور سزا کا خوف دونوں باتیں غیر انسانی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

رویہ ہیں۔ ان رویوں سے آپ جانوروں کو سدھاتے اور سکھاتے ہیں۔ انسانوں کے لیے ایک اعلیٰ تر رویہ ہونا چاہیے اور یہ رویہ آپ کی گفتگو سے پھوٹتا ہے۔ بچوں کو سکھانے ان کی ذہنی صلاحیتیں بیدار کرنے کے لیے اس قوت سے کام لیں جو قدرت نے صرف اشرف المخلوقات کو عطا کی ہے یعنی قوت گویائی۔ بچوں کو سزا دینے یا لالچ کے ذریعے اچھی باتیں سکھانے کی بجائے اس طرح گفتگو کریں کہ وہ از خود سیکھنے پر مائل ہوں۔

زیر نظر کتاب کا موضوع یہی ہے کہ بچوں سے کس طرح بات کی جائے کہ وہ اچھی باتیں سیکھیں، مثبت رویہ اپنائیں اور مثالی کردار میں ڈھل سکیں۔ والدین اور اساتذہ دونوں کو اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ ان لفظوں کے درمیان فرق کو سمجھیں جو حوصلہ شکنی کرتے ہیں یا حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ ان لفظوں کے درمیان فرق کو سمجھیں جو ضد اور تصادم کے لیے برانگیختہ کرتے ہیں یا تعاون کی دعوت دیتے ہیں۔ انہیں ان لفظوں کا فرق سمجھنا ہوگا جو کسی بچے کے لیے سوچنا ممکن بنا دیتے ہیں یا توجہ مرکوز اور صلاحیتیں بیدار کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ ہمیں ان لفظوں کا استعمال کرنا ہوگا جو سیکھنے کی فطری خواہش کو آزادی بخشتے ہیں۔ زیر نظر کتاب بچوں کی ذہنی نشوونما کو درست ترین انداز مہیا کرنے کی جدید ترین سوچ پر مبنی ہے۔ امریکہ اور کینیڈا میں ابتدائی تعلیم کے سکولوں کے اساتذہ اور والدین کو جاننے کی ضرورت ہے۔ امریکہ میں حال ہی میں شائع ہونے والی اس کتاب کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ان اساتذہ اور والدین کی مدد ہو سکے جو یہ جاننا چاہتے ہیں کہ

آخر بچوں سے کس طرح بات کی جائے کہ وہ سیکھ سکیں۔

طاہر منصور فاروقی (مترجم)

2/43 شاہد رہ ٹاؤن لاہور۔

فون۔ 7914506

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سکھانے کا ڈھنگ

سیکھنے کی راہ میں رکاوٹ سے نمٹنا

مجھے میرے اساتذہ کی یادوں نے ایک استاد بننے پر مجبور کیا۔ ان میں دونوں طرح کے اساتذہ تھے۔ جن سے میں محبت کرتی تھی اور جن سے میں نفرت ۔۔ دونوں کی یادیں مجھے تحریک دیتی تھیں کہ میں ایک مثالی استاد بنوں۔ میں نے ان تمام گھٹیا باتوں کی ایک فہرست ذہن میں مرتب کر رکھی تھی جن سے مجھے گریز کرنا تھا اور ایک واضح تصور رکھتی تھی کہ میں نے تحمل، بردباری اور تفہیم سے کام لینا ہے۔ کالج کے دنوں میں اپنے اس عزم کو پختہ کرتی رہی کہ استاد بن کر میں بچوں کو اس طرح تعلیم دوں گی کہ ان میں علم حاصل کرنے کی لگن پیدا ہو جائے۔

اور پھر میں استاد بن گئی۔ لیکن استاد کی حیثیت سے میرا پہلا دن ایک خوفناک تجربہ تھا۔ اپنی پوری منصوبہ بندی اور تیاری کے باوجود چھٹے گریڈ کے ان بتیس بچوں کے لیے میں قطعاً تیار نہ تھی۔ یہ بتیس بچے اونچی آوازوں، پورے جوش و خروش اور پنی عجیب و غریب ضرورتوں کے ساتھ طوفان برپا کیے ہوئے تھے۔

کلاس شروع ہونے کے تھوڑی دیر بعد ان کی چیخ و پکار شروع ہو گئی۔

''میری پنسل کس نے چرالی ہے''؟

''میرے آگے سے ہٹو''؟

''چپ کرو۔ میں مس کی بات سننے کی کوشش کر رہا ہوں۔''

میں نے ظاہر کیا کہ جیسے میں کچھ نہیں سن رہی۔ میں نے سبق جاری رکھا لیکن یہ آتش فشانی جاری رہی۔

میں اس کے ساتھ کیوں بیٹھوں؟

مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ہمیں کیا کرنا ہے؟

اس نے مجھے مکہ مارا ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نہیں پہل اس نے کی۔

میرے سر پہ جیسے ہتھوڑے برس رہے تھے۔ کمرے میں شور بڑھتا جا رہا تھا۔ تحمل اور تفہیم کے لفظ میرے ہونٹوں پہ آ کر دم توڑ گئے۔ میں نے اپنے آپ کو کہتے ہوئے سنا۔ اس جماعت کے لیے ایک ایسے استاد کی ضرورت ہے جو ان سب کو قابو میں رکھے اور پھر میں پھٹ پڑی۔

انسان بن کر بیٹھو۔۔۔ کسی نے تمہاری پنسل نہیں چرائی۔

تمہیں اس کے ساتھ ہی بیٹھنا ہوگا۔ اس لیے کہ میں نے ایسا کہا ہے۔

کیا کہا۔۔۔ تم نہیں سمجھے؟ میں نے ابھی تو سمجھایا ہے۔

مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم لوگ چھٹے گریڈ میں ہو۔ تم تو پہلے گریڈ جیسے بچوں کی حرکتیں کر رہے ہو۔ کیا تم آرام سے بیٹھو گے۔؟

آپ مجھے کسی کام کے لیے مجبور نہیں کر سکتیں۔ اس نے بے نیازی سے کہا۔

میں نے اپنے غصے پہ قابو پاتے ہوئے کہا۔ ٹھیک ہے۔ سکول ٹائم کے بعد ہم اس پر بات کریں گے۔

نہیں میں نہیں ٹھہروں گی۔ مجھے بس پر جانا ہوتا ہے۔

تو ٹھیک ہے میں فون پر تمہارے والدین سے بات کروں گی۔

آپ میرے والدین سے فون پر ہرگز بات نہیں کر سکتیں۔ ہمارے پاس فون نہیں۔

تین بجے تک اسی طرح کی ہنگامہ آرائی رہی۔ میں تھک کر چور ہو چکی تھی۔ بچے کلاس روم سے باہر نکلے اور گلیوں میں پھیل گئے۔ اب وہ زیادہ اودھم مچا رہے تھے لیکن میں نے سوچا اب وہ اپنے والدین کی ذمہ داری ہیں۔ مجھے کیا۔۔۔ میں نے اپنا وقت پورا ادا کر دیا ہے۔

میں اپنی کرسی پر جیسے ڈھیر ہو گئی اور خالی ڈیسکوں کو گھورنے لگی۔

مجھ سے کہاں غلطی ہوئی۔۔ انہوں نے مجھے کیوں نہیں سنا؟

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ان بچوں کو قابو میں رکھنے کے لیے کیا کروں؟

تدریس کے ابتدائی چند ماہ تک یہی معمول رہا۔ میں ہر دن کا آغاز نئی امید کے ساتھ کرتی۔ اپنے تئیں نئے ڈھنگ سے نصاب پڑھانے کی کوشش کرتی۔ لیکن ہر سہ پہر کو مایوسی اور کوفت کے ساتھ کلاس روم سے نکلتی۔ میرے لیے اذیت ناک بات یہ تھی کہ میں ایک ایسی استاد بنتی جا رہی تھی جو مجھے ہمیشہ سے ناپسند تھی۔ مجھے بیزار، حکم چلانے والے اور تحقیر آمیز اساتذہ کبھی اچھے نہیں لگے۔ لیکن اب میں بھی ویسی ہی بنتی جا رہی تھی اور میرے شاگرد بتدریج گستاخ اور ضدی ہوتے جا رہے تھے۔ جیسے جیسے پہلی سہ ماہی گزری۔۔۔ میں الجھتی گئی۔ میرے اندر ایک کش مکش تھی۔ اس طرح میں کب تک چل سکوں گی۔

جین ڈیوس۔۔۔ ساتھ والے کلاس روم کی ٹیچر۔۔۔ ایک دن میری مدد کو آ گئی۔۔۔ میں نے اپنی الجھن اس کے سامنے رکھ دی۔ اگلے دن وہ میرے کمرے کے پاس آ کر رکی اور مجھے ایک کتاب تھما دی۔۔۔ ''کیسے بات کریں کہ بچے سنیں''

''مجھے اندازہ نہیں کہ یہ کتاب تمہاری مدد کر سکے گی یا نہیں۔۔۔ لیکن اس میں موجود مہارتوں نے مجھے گھر میں بچوں سے نمٹنے میں بہت مدد کی۔۔۔ یقیناً جماعت میں بھی میری معاون ثابت ہوئی ہیں۔۔۔ جین نے کہا۔

میں نے جین کا شکریہ ادا کیا اور کتاب اس سے لے کر اپنے بیگ میں رکھ لی اور پھر اسے بھول گئی۔ ایک ہفتہ بعد میں فلو میں مبتلا ہو کر بستر پہ تھی کہ مجھے اس کتاب کا خیال آیا۔ میں نے بے دلی سے اسے شیلف سے اٹھایا اور کھولا۔ پہلے صفحہ پر ترچھے لفظوں میں لکھا تھا:

''بچوں کے احساسات اور طرز عمل میں براہ راست تعلق''

''جب بچے اچھا محسوس کرتے ہیں تو اچھا رویہ اپناتے ہیں۔ ہم اچھا محسوس کرنے میں بچوں کی مدد کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔ ان کے احساسات تسلیم کر کے۔۔''

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں نے تکیہ پر سر رکھا اور آنکھیں موند لیں۔

کیا میں نے اپنے شاگردوں کے احساسات تسلیم کیے ہیں؟

اپنے ذہن میں وہ تمام رویے لائی جو میں نے گزشتہ ہفتہ کے دوران بچوں کے لیے اپنائے تھے۔

طالب علم: میں نہیں لکھ سکتا۔

میں: یہ تو غلط بات ہے۔

طالب علم: لیکن میں لکھنے کے لیے کچھ سوچ ہی نہیں سکتا۔

میں: تم لکھ سکتے ہو۔ شکائتیں کرنا چھوڑو اور لکھنا شروع کرو۔

طالب علم: مجھے تاریخ سے نفرت ہے۔ مجھے ذرا بھی پرواہ نہیں ہے کہ ایک صدی پہلے کیا ہوا تھا۔

میں: نہیں تمہیں پرواہ کرنی چاہیے۔ تمہیں اپنے ملک کی تاریخ جاننا چاہیے۔ یہ بہت اہم بات ہے۔

طالب علم: لیکن یہ بہت بے مزہ ہے۔

میں: نہیں ایسا نہیں۔ اگر تم توجہ دو تو اسکو دلچسپ محسوس کرو گے

ایک طالب علم کے ساتھ اپنا یہ مکالمہ یاد کر کے میں پریشان ہو گئی۔ یہ تو بہت مضحکہ خیز ہے۔ میں تو بچوں کو تلقین کرتی ہوں کہ ہر فرد کی رائے اور محسوسات کا احترام کرنا چاہیے۔ لیکن عملی طور پر کیا ہو رہا ہے۔ جب بچے اپنے احساسات کا اظہار کرتے ہیں تو میں ان کو مسترد کرتی ہوں اور انہیں ملامت کرتی ہوں۔ میں انہیں یہ باور کرانے کی کوشش کرتی ہوں کہ تمہارے محسوسات غلط ہیں۔ ان کی بجائے میری بات سنو اور اس پر عمل کرو میں بستر پہ بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ میرے اساتذہ نے کے کبھی میرے ساتھ ایسا کیا تھا؟

ایک مرتبہ ہائی سکول میں حساب کے ٹیچر نے مجھے پہلی مرتبہ سرزنش کی۔ اس

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں پریشانی کی تو کئی بات نہیں۔ دراصل تم اپنی صلاحیتیں استعمال نہیں کرتی۔ ورنہ یہ بات نہیں ہے کہ تم جیومیٹری سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ تمہیں اپنے ذہن کو تیار کرنا ہے کہ تم یہ کرسکتی ہو۔ مگر اصل مسئلہ تمہارا رویہ ہے۔

شاید ان کا کہنا درست تھا۔ میں جانتی ہوں کہ انکی نیت اچھی تھی لیکن اپنے لفظوں سے انہون نے مجھے احمق اور ناکام ہونے کا احساس دلایا۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ میں نے ان کو سننا چھوڑ دیا۔ صرف ان کی مونچھوں کی اوپر نیچے حرکت کو دیکھتی رہتی اور منتظر رہتی کہ ان کی بات ختم ہو اور میں وہاں سے دور چلی جاؤں۔

کیا میرے طلبہ بھی میرے لیے ایسا ہی سوچتے ہیں؟ اگلے چند ہفتوں تک میں اپنے طلبہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بہت محتاط اور حساس رہی۔ میں نے کوشش کی کہ وہ درست طور پر اپنے آپ کو پیش کرسکیں۔

"یہ آسان نہیں ہے کہ آپ اپنی پسند کا موضوع نہ ہوتے ہوئے بھی لکھنے کی کوشش کریں۔ یہ واقعی بہت مشکل ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ تاریخ کے مضون کے لیے کیا محسوس کرتے ہیں۔ آپ کی حیرت درست ہے کہ کوئی کیوں ماضی میں رونما ہونے والے واقعات یاد کرتا پھرے۔ چلیں ٹھیک ہے ہم رٹا لگا کر کچھ نہیں لکھیں گے بلکہ تاریخ کی باتیں پڑھ کر ایک دوسرے کو بتائیں گے اور پھر انہیں لکھنے کی کوشش کریں گے۔

اس رویے نے میری مدد کی۔ میں نے اندازہ لگایا کہ بچوں نے تبدیلی محسوس کی ہے۔

انہوں نے اقرار میں سر ہلایا اور براہ راست میری آنکھوں میں دیکھ کر ایک اچھا تاثر دیا۔ ہم احساس ہونے کا تاثر۔

ایک دن ایلیکس نے اعلان کردیا کہ وہ ورزش کے لیے جم نہیں جائے گا۔ مجھے کوئی بھی نہیں بھیج سکتا۔ میرے بھڑک اٹھنے کے لیے یہ کافی تھا۔ میں نے ایک ثانیہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کی بھی تاخیر نہ کی اور کرخت و تحکمانہ لہجے میں کہا۔۔۔

تم جم جاؤ گے۔۔یا پھر تمہیں پرنسپل کے آفس میں جانا ہوگا۔

بچوں کے احساسات کو تسلیم کرنا اتنا مشکل کیوں ہے؟ لنچ کے دوران میں نے یہی سوال بلند آواز میں پوچھا اور پھر منہ پر اپنے ساتھ بیٹھی جین اور دوسرے لوگوں کو بتایا کہ میں نے کیا پڑھا تھا اور خود اس کے بارے میں کیا سوچتی ہوں۔میریا ایسٹس فوراً اساتذہ کے دفاع کے لیے آگے بڑھی۔

بہت سے بچوں کو پڑھانا ہوتا ہے۔اور۔۔بہت کچھ پڑھانا ہوتا ہے۔تم اپنے آپ سے کیسے توقع کر سکتی ہو کہ ان سے مخاطب ہوتے ہوئے ہر لفظ کے بارے میں محتاط رہو۔

جین نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ہو سکتا ہے۔۔دراصل ہماری زندگی میں جو بزرگ تھے۔اگر انہوں نے ذرا سا بھی اپنے لفظوں پہ غور کیا ہوتا تو آج ہم دو الفاظ ادا نہ کرتے۔آج ہمیں وہ لفظ بھولنے کی کوشش نہ کرنا پڑتی لیکن اب ہمیں اس کا سامنا کرنا ہے۔ہم اپنے مرضی کی پیداوار ہیں۔ہم اپنے طلبہ سے اسی لہجے اور انہی لفظون میں بات کرتے ہیں جس میں ہمارے اساتذہ اور والدین نے ہم سے بات کی تھی۔میں جانتی ہوں کہ مجھے گھر پر اپنے بچوں کیساتھ پرانی زبان ترک کرنے میں کتنی مشکل پیش آئی۔یہ میرے لیے ایک بہت بڑا اقدم تھا۔یہ بہت معمولی لفظ ہے، یہ تکلیف نہیں دیتا۔۔سے لے کر۔۔ایک معمولی لفظ بھی تکلیف دہ ہو سکتا ہے۔کامرحلہ طے کرنا واقعی بہت مشکل ہوتا ہے۔

سائنس کے ٹیچر کن وائسن نے کہا۔۔میرے خیال میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑیا۔

میں نے بہت کوشش کی۔کوئی ایسی مثال یاد کرنا چاہی جس سے وائسن کو واقعی فرق محسوس ہو۔لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔تب میں نے جین کو کہتے ہوئے سنا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مسٹر واٹسن فرض کرو تم ایک نوخیز لڑکے ہو۔ حال ہی میں تمہیں سکول کی باسکٹ بال ٹیم میں شامل کرلیا گیا ہے۔ تم نے خوب محنت اور گرم جوشی سے پریکٹس کی ہو لیکن کوچ کسی میچ سے پہلے ایک طرف بلا کر کہے کہ تم ٹیم سے باہر ہو۔ چنانچہ تم بہت دل برداشتہ ہو۔

کن واٹسن نے ایک آہ بھری۔

کچھ دیر بعد۔۔۔ جین نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔۔ تم ہال میں اپنی ٹیچر سے ملتے ہو اور اسے بتاتے ہو کہ ابھی کیا ہوا ہے۔ فرض کرو وہ ٹیچر میں ہوں۔ اب میں تمہاری کیفیت پر مختلف ردعمل دکھاؤں گی اور پھر تم اپنے اندر کے بچے کے متعلق بتاؤ گے کہ وہ میرے ہر ردعمل پر کیا محسوس کرتا ہے۔ اسکو لکھ لینا۔ کن واٹسن نے کاغذ کا ایک ٹکڑا پکڑ لیا۔ جین نے جو مختلف ردعمل دکھائے وہ اس طرح تھے۔

۱۔ تم بلاوجہ اپنے آپ کو اشتعال دلا رہے ہو۔ یہ دنیا کا اختتام نہیں کہ تم ٹیم میں شامل نہیں ہو۔ بھول جاؤ اسے۔ (احساسات کی نفی)

۲۔ زندگی ہمیشہ عمدہ برتاؤ نہیں کرتی۔ اپنے آپ کو وقت کے مطابق ڈھالو۔ (فلسفیانہ ردعمل)

۳۔ تمہیں ایسی باتوں پہ حوصلہ نہیں ہارنا چاہیے۔ تمہیں کسی اور کھیل کی ٹیم میں اپنی جگہ بنانی چاہیے۔ (نصیحت)

سوالات:

جین نے مسٹر واٹسن کو مخاطب کر کے کچھ سوالات کئے اور ان کے جواب بھی لکھنے کے لیے کہا۔

۱۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ تمہیں ٹیم سے کیوں نکالا گیا؟ کیا دوسرے کھلاڑی تم سے بہتر تھے؟

اب تم کیا کرنے والے ہو؟

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دوسرے شخص کا دفاع

تم کوچ کے نقطہ نظر سے اس معاملے کو دیکھنے کی کوشش کرو۔ وہ ہمیشہ ''جیتنے والی'' ٹیم بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے لیے یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ وہ کسے رکھے اور کسے نکال باہر کرے۔

جذبہ ترحم:

اوہ۔۔تم بے چارے لڑکے، مجھے تمہارے لیے بہت افسوس ہے۔ تم نے ٹیم میں جگہ بنانے کی کوشش کی لیکن تم معیار پر پورے نہ اتر سکے۔ اس بات کا علم پورے سکول کو ہو چکا ہے۔ تم ندامت کے مارے جان دے دو گے۔

غیر پیشہ وارانہ نفسیاتی تجزیہ:

تم نے غور نہیں کیا۔۔۔تمہارا ٹیم سے اخراج محض تمہارے دل لگا کر نہ کھیلنے کی وجہ سے ہوا۔ میرا خیال ہے کہ تم لاشعوری طور پر ٹیم میں جانا ہی نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ تم نے اپنا کھیل خراب کر لیا۔

کن واٹسن نے یکا یک ہاتھ اٹھائے اور بولا۔۔بس بس، کافی ہے میں سمجھ گیا۔

میں نے کن سے پوچھا۔ کیا میں دیکھ سکتی ہوں تم نے کیا لکھا ہے۔ کن نے کاغذ کا ٹکڑا میرے طرف سرکا دیا۔

۱۔ مجھے مت بتاؤ کہ کیسے محسوس کرنا ہے۔

۲۔ مجھے مت بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔

۳۔ تم نہیں سمجھ سکتی۔

☆۔ تم جانتی ہو ان سوالات کا جواب ابھی نہیں دیا جا سکتا۔

☆۔ تم میرے سوا سب کا ساتھ دے رہی ہو۔

☆۔ میں شکست خوردہ ہوں۔

☆۔ یہ آخری بار ہے۔ اب میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میریا نے فوراً کہا۔۔۔ جو باتیں جین نے کن سے کہی۔ میں بھی ایسی ہی باتیں اپنے بیٹے مارکو سے کہتی ہوں۔اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔؟

بچے کی ذہنی اذیت کو سمجھو۔ میں نے تیزی سے جواب دیا۔

کیسے؟میریا نے پوچھا۔

مجھے مناسب لفظ نہیں سوجھ رہے تھے۔ میں نے مدد کے لیے جین کی طرف دیکھا جین، کن کی طرف مڑی اور اس پر نظر جما کر بولی۔

تمہیں یقین تھا کہ تم ٹیم کا حصہ ہو۔لیکن جب تمہیں پتا چلا کہ تم ٹیم سے باہر ہو تو یہ بات یقیناً تمہارے لیے ایک صدمہ اور مایوسی تھی۔

کن نے اثبات میں سر ہلایا۔ یہ ایک صدمہ تھا ایک بہت بڑی مایوسی۔۔لیکن سچی بات یہ ہے کہ اگر کوئی حقیقت کو تسلیم کر لے تو مطمئن رہتا ہے۔

اس کے بعد ہم نے ایک دوسرے سے بہت کچھ کہا اور پھر ماریا نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔ جب میں نوخیزی کی عمر میں تھی تو کبھی کسی نے میرے احساسات کو تسلیم نہیں کیا تھا۔

کن نے کہا۔۔۔ہم سے کیسے امید کی جاتی ہے کہ ہم نے جو کچھ کبھی حاصل ہی نہیں کیا وہ اپنے بچوں یا طلبہ کو دیں؟ جین نے کہا ظاہر ہے کہ اگر ہم بچوں کو اس نئے انداز کے ساتھ کچھ سکھانے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں خاصی محنت کرنا پڑے گی۔صرف اسی صورت میں ہم بچوں کے ساتھ افہام و تفہیم پیدا کر سکتے ہیں اور پھر جین نے کارڈون کی شکل میں بنے کچھ خاکے میز پر رکھے۔ان خاکوں میں بتایا گیا تھا کہ بچوں کے احساسات کی نفی نہ کی جائے۔محسوسات کو لفظ دیے جائیں نکتہ چینی اور نصیحت کی بجائے بچوں کے جذبات کو سمجھا اور تسلیم کیا جائے۔

کن نے ان خاکوں کو دیکھا اور تائید کرتے ہوئے کہا۔ اصولاً یہ سب باتیں بہت زبردست ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ یہ اساتذہ سے ان کے فرائض سے کچھ زیادہ ہی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

طلب کرنے کی بات ہے۔ ہمارے پاس اتنا وقت کہاں ہوتا ہے کہ ہم طلبا کے احساسات سے نمٹتے پھریں۔

جین کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ تمہیں وقت نکالنا ہوا۔ سکول جلد آؤ دیر سے گھر جاؤ۔ لنچ کا وقفہ مختصر کرو۔۔ باتھ روم کے وقفوں کو بھول جاؤ۔

''ٹھیک ہے'' کن نے استہزائیہ انداز میں کہا۔۔ اور سبق تیار کرتے ہوئے۔ پرچے دیکھتے ہوئے، سکول کا نیوز بلٹن بورڈ تیار کرتے ہوئے۔ اساتذہ کی میٹنگ کی تیاری کرتے ہوئے اور پھر پڑھاتے ہوئے اس فکر میں رہو کہ طلبا کیا محسوس کر رہے ہیں یا انہیں تصورات میں وہ کچھ دیا جائے جو حقیقت میں ان کے پاس نہیں ہے۔

کن کی باتیں سنتے ہوئے میں نے بھی سوچا کہ یہ سب کچھ تو اساتذہ سے بہت زیادہ توقع کرنے کی بات ہوگی۔ جین نے میرا ذہن پڑھ لیا۔ اس نے کہا۔۔ یقیناً یہ اساتذہ سے کچھ زیادہ ہی توقع کرنے کی بات ہے۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ضروری ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ بہت آسان سی بات ہے۔ آپ نے صرف اتنا کرنا ہے بچے محسوس کر لیں کہ ان کو سمجھ لیا گیا ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ جب وہ الجھ جاتے ہیں۔ پریشان ہو جاتے ہیں تو پھر توجہ مرکوز نہیں کر سکتے۔ وہ نئی باتیں ذہن نشین نہیں کر سکتے۔ اگر ہم انہیں سیکھنے اور سمجھنے کے لیے مجبور کرنے کی بجائے ان کے ذہن آزاد کر دیں۔ وہ از خود سوچیں اور سیکھیں تو یہ صرف اسی صورت میں ہوگا کہ ان کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے انہیں تنقید کا نشانہ نہ بنائیں بلکہ از خود سمجھنے کا راستہ دکھائیں۔

ماریا نے لقمہ دیتے ہوئے کہا۔۔ اور یہ صرف اسکول میں نہیں بلکہ گھروں میں بھی کیا جائے۔ ہم سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس نے مزید کہا:

جب میں صرف نو برس کی تھی تو میرے گھر والے نئی جگہ پر منتقل ہو گئے۔ مجھے ایک نئے اسکول میں جانا پڑا۔ میری ٹیچر بہت سخت تھی۔ جب بھی ریاضی کا ٹیسٹ ہوتا وہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میرے ہر غلط جواب پر بہت بڑا کالا کراس لگاتی اور مجھے درست طور پر سوال حل کرنے کے لیے واپس کر دیتی۔ مجھے اس وقت تک بار بار اس کی میز پر جانا پڑتا جب تک تمام جوابات درست نہ ہو جاتے۔ اس کا اصرار تو درست ہوتا تھا لیکن میں بہت حواس باختہ رہتی۔ میں کچھ سوچ ہی نہیں سکتی تھی۔ بعض اوقات میں دوسرے بچوں کے جوابات نقل کر لیتی۔ ٹیسٹ سے ایک رات پہلے میں ہمیشہ معدے کے درد میں مبتلا ہو جاتی۔۔۔ میں کہتی۔۔ ماں میں بہت خوفزدہ ہوں۔ لیکن وہ جواب میں کہتی۔۔۔ خوف زدہ ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔ بس تم تیاری کرتی رہو۔ میرے والد کہتے ہیں۔ جب تم پڑھو گی تو تمہارا خوف خود ہی ختم ہو جائے گا۔ لیکن ان کیباتیں سن کر میری حالت اور خراب ہو جاتی۔

کن نے میریا کی طرف عجیب نظروں سے دیکھا اور کہا۔ بالفرض تمہارے والدین نے کہا ہوتا۔ میریا تم اس ٹیسٹ کے بارے میں بہت فکرمند ہو۔۔ تو اس سے کیا فرق پڑتا؟

ہاں۔۔ میریا چلا اٹھی۔۔ بہت فرق پڑتا۔۔ کیونکہ تب میں انہیں کالے کراس اور پوری جماعت کے سامنے بار بار شرمندہ ہونے کی اذیت کے متعلق بتا سکتی تھی۔

کن ابھی تک غیر یقینی کی کیفیت میں تھا۔ اس نے کہا۔۔ لیکن کیا یہ تمہاری بے چینی میں کمی اور ریاضی میں بہتر کارکردگی کیلیے کافی ہوتا۔

میریا کچھ دیر خاموش رہی اور پھر بولی۔ میں سوچتی ہوں۔ اگر میرے والدین نے میری فکرمندی کے بارے میں سوچا ہوتا اور مجھے اس کے متعلق بات کرنے کی حوصلہ افزائی کی ہوتی تو میں اگلے دن سکول جاتے ہوئے حواس باختہ نہ ہوتی۔ مجھے اس اذیت میں تنہا ہونے کا احساس نہ ہوتا اور اس طرح مجھے مزید کوشش کرنے اور توجہ مرکوز کرنے میں کامیابی مل جاتی۔

اس گفتگو کے چند دن، میریا نے اپنے بیگ میں سے دہرے کئے ہوئے کاغذ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کے کچھ ٹکڑے نکالے اور مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا۔۔ میں تمہیں کچھ ایسی باتیں سنانا چاہتی ہوں جو میرے اپنے بچوں نے مجھے سے اس ہفتہ کے دوران کیں۔تم لوگوں نے اندازہ لگانا ہے کہ میں نے اس سے کیا کہنے سے گریز کیا ہوگا۔پہلے میری بیٹھی اینا کی بات سنو۔میریا نے کاغذ کھول کر پڑھنا شروع کیا۔

ماما۔جم کی ٹیچر نے مجھ سے گراؤنڈ کا پورا چکر لگوایا کیونکہ میں نے لباس تبدیل کرنے میں سستی دکھائی تھی۔سزا کیطور پر میں دوڑ رہی تھی اور سب لوگ مجھے دیکھ دیکھ کر ہنس رہے تھے۔

کن نے فورا کہا۔تم نے یہ نہیں کہا ہوگا۔تم اپنی ٹیچر سے اور کیا توقع رکھتی ہو؟وہ تمہاری تعریف کرتی۔سست ہونے پر تمہیں تمغہ دیتی؟

میز پہ بیٹھنا ہر فرد ہنس پڑا۔

میریا نے کہا۔اب ذرا میرے بیٹے کی بات سنو۔

ماما غصے میں نہ آنا۔مجھ سے میرے نئے دستانے کھو گئے ہیں۔

جین نے کہا۔۔تم نے کہا ہوگا۔کیا؟یہ اس مہینے میں دستانوں کا دوسرا جوڑا ہے جو تم نے گم کیا ہے۔تمہارا کیا خیال ہے۔ہم پیسے درختوں سے توڑتے ہیں۔آئندہ جب بھی دستانے اتارو تو ان کو جیب میں رکھنا۔بس سے اترنے سے پہلے نشست اور اردگرد اچھی طرح دیکھ لینا کہ تم انہیں وہاں گرا تو نہیں جا رہے۔

ٹھہرو۔۔اس میں کیا غلط ہے۔کن نے کہا۔

تم اسے ذمہ داری سکھا رہے ہو لیکن یہ اس کا وقت نہیں۔جین نے ٹاکا۔

کیا مطلب۔۔؟کن نے حیرت کا اظہار کیا۔

اس لیے کہ جب کوئی ڈوب رہا ہو تو وہ وقت تیراکی کا سبق دینے کا نہیں ہوتا۔

ہوں۔کن نے کہا۔مجھے اس کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔

اچھا اب تمہاری باری ہے لز۔۔میریا نے میری طرف دیکھتے ہوئے دوسرا کاغذ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کھولا۔ یہ بات بھی اینا کی ہے۔

''میرا جی نہیں چاہتا کہ آرکسٹرا میں مزید رہوں۔

میں فوراً اچھلی۔ وائل سیکھنے پر اتنے پیسے خرچ کرنے کے بعد اب تم اسے چھوڑنے کی بات کر رہی ہو۔ تمہارے والدیہ سنیں گے تو بہت پریشان ہوں گے۔

میریا نے حیرت سے ہم سب کو دیکھا۔ تم سب کیسے جانتے ہو کہ میں اکثر اوقات کیا کہتی ہوں۔

بہت آسان سی بات ہے۔ جین نے کہا۔۔ یہ وہی الفاظ ہیں جو ہمارے والدین نے ہم سے کہے اور ابھی تک ہم بھی یہی کچھ کہہ رہے ہیں۔

میریا۔۔ کن نے کہا۔۔ ہمیں تجسس میں نہ رکھا۔ بتاؤ تم نے اپنے بچوں سے اصل میں کیا کہا۔''

اچھا سنو۔۔ میریا بولی۔۔ جب مارکو نے اپنے نئے دستانے گم ہونے کی بات کی تو میں نے کہا،، جب کوئی چیز گم ہو جاتی ہے تو اس سے بہت پریشانی ہوتی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ تم اپنے دستانے بس میں بھول آئے ہو۔ مارکو نے مجھے حیرت سے دیکھا جیسے اسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے کہا۔۔ کل صبح میں ڈرائیور سے پوچھوں گا۔ ممکن ہے اسے بس مین سے مل گئے ہوں اور جب ایانا نے مجھے بتایا کہ جم کی ٹیچر نے سزا کے طور پر اسے گراؤنڈ کا چکر لگانے کے لیے کہا تو میں نے کہا۔۔ یہ تو واقعی باعث شرمندگی ہے۔ وہ بولی ہاں ایسا ہی ہے۔ پھر اس نے موضوع بدل دیا لیکن یہ کوئی اہم موضوع نہ تھا۔ وہ سکول میں ہونے والی ہر بات کا ذکر نہ کیا کرتی تھی لیکن موضوع بدلنے کے لیے اس نے ایسا کیا اور پھر حیرت انگیز بات وہ ہے جو بعد میں رونما ہوئی۔ جب میوزک کی کلاس کے بعد اس نے کہا کہ میں نہیں جانتی کہ آرکسٹرا میں مزید رہوں گی یا نہیں۔ تو اس کے الفاظ نے میرا سانس روک دیا لیکن میں نے کہا۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارا ایک فیصلہ تو آرکسٹرا میں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

رہنے کا ہے اور دوسرا نہ رہنے کا۔۔۔بعض اوقات فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔وہ پہلے تو خاموش ہوگئی اور پھر ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی۔باتوں باتوں میں اسنے بتایا کہ وائل بجانا اسے پسند تو ہے لیکن ریہرسل اس کا سارا وقت لے لیتی ہے۔اسے اپنی دوستوں سے ملنے کا وقت نہیں ملتا ہے۔اور اب تو اس کی دوستوں نے ملنا بھی چھوڑ دیا ہے۔اینا نے کہا۔۔اب وہ شاید اس کی دوست ہی نہیں رہیں اور پھر رونا شروع کر دیا۔میں نے اینا کو پچکارا۔وہو۔۔اینا یہ تو واقعی بہت گڑبڑ ہو رہی ہے۔

جین نے کہا۔۔اگر میریا نے اینا کے گڈمڈ احساسات کو قبول نہ کیا ہوتا تو وہ اسے کبھی نہ بتاتی کہ اسے کیا چیز پریشان کر رہی ہے۔

ہاں بالکل یہی بات ہے۔میریا نے کہا۔۔اور جب ایک دفعہ اصل مسئلہ کھل کر سامنے آ گیا تو پھر اسے اس کا حل بھی سوجھ گیا۔اگلے روز اینا نے مجھے بتایا کہ اس نے آرکسٹرا میں رہنے کا فیصلہ کیا ہے اور سوچا ہے کہ وہ نئی دوست بنا لے گی۔

یہ تو زبردست تبدیلی ہے۔میں نے کہا۔

ہاں۔لیکن میں نے تمہیں اچھی باتیں ہی بتائی ہیں۔ایک تکلیف دہ بات تو بتائی نہیں۔وہ کیا ہم سب نے بیک وقت پوچھا۔

مارکو کی اس بات نے مجھے سخت رنجیدہ کیا کہ وہ اپنے ٹیچر۔مسٹر پیٹرسن سے نفرت کرتا ہے۔

اوہ۔یہ تو کافی مشکل مسئلہ ہے۔میں نے کہا۔

مسٹر پیٹرسن ایک اچھے استاد ہیں۔بہت مخلص۔وہ بڑبڑائی۔

تم تو چکی کے دو پاٹوں کے بیچ ہو۔ایک طرف تم بیٹے کی طرف داری کرنا چاہتی ہو اور دوسری طرف مسٹر پیٹرسن پہ نکتہ چینی نہیں کرنا چاہتی۔

صرف مسٹر پیٹرسن ہی نہیں۔میریا نیکہا۔میں شاید پرانے ذہن کی ہوں اور میری تربیت اس طرح ہوئی ہے کہ بچے کو کسی استاد کے خلاف بات نہ کرنے دی جائے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اس کا حل بھی یہی ہے کہ بچے کے احساسات کو تسلیم کرنے کے بعد اسے ٹیچر کے رویہ کو غلط انداز میں لینے سے روکا جائے اور ایک استاد کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ ایک متحمل مزاج اور شائستہ فرد ہو۔ وہ بچوں کو جذباتی طور پر پڑھنے اور سمجھنے کے لیے تیار کرے اگر ہم دنیا کو ایسے افراد دینا چاہتے ہیں جو دوسروں کا احترام اور عزت کریں تو ہمیں انکے احترام سے آغاز کرنا ہوگا اور ہم اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک ان کے احساس کا احترام نہ کریں۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سکھانے کا ڈھنگ

والدین کے مسائل ۔۔۔۔ کچھ سوالات

ا۔بعض اوقات میرا سات سالہ بیٹا، بل سکول سے ملنے والے ہوم ورک کو ایک مسئلہ بنا دیتا ہے۔ جب اسے کوئی بات سمجھ نہیں آتی تو وہ کاپی کے ورق پھاڑ پھاڑ کر فرش پر پھیلا دیتا ہے۔ پنسلیں توڑنے لگتا ہے۔ میں اسطرح کے طوفانی رویے سے کیسے نمٹ سکتی ہوں؟

۔۔بل کو والدین کی توجہ کی ضرورت ہے تا کہ وہ اس کے احساسات کو سمجھیں اور پھر اس کی مدد کریں۔ وہ اسے سکھائیں کہ اپنے مسائل حل کرنے کے لیے والدین کی مدد حاصل کریں۔ اسے یہ سننے کی ضرورت ہے۔ جب کوئی سوال حل نہ ہو رہا ہو یا کوئی بات سمجھ میں نہ آ رہی ہو تو یہ واقعی پریشان کر دینے والا معاملہ ہوتا ہے۔ اسی لیے تم چیزوں کو توڑنے اور ورق پھاڑتے ہو۔ دیکھو بل جب بھی تمہیں ہوم ورک کرتے ہوئے کوئی پریشانی ہو تو ڈیڈی یا ممی کو بتاؤ۔ کہ میں پریشان ہوں، آپ میری مدد کریں پھر ہم مل کر تمہارا مسئلہ حل کر دیں گے۔

۲۔میری تیرہ سالہ بیٹی پچھلے کچھ دنوں سے بہت پریشان ہے۔ وہ نہ دل جمعی کے ساتھ ہوم ورک کر سکتی ہے اور نہ پڑھائی۔ میرے کریدنے پر اس نے بتایا کہ اس کی ایک دوست نے اس کے اعتماد کو مجروح کیا ہے۔ اس نے وہ تمام باتیں جو ایک تیسرے کلاس فیلو کے بارے میں تھیں، سب کو بتا دیں۔

۔۔بیٹی کو بتائیں کہ انسانی تعلقات میں ایسے نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔ وہ ابھی سیکھنے کی مرحلہ میں ہے۔ لوگوں کو سمجھنے اور ان کے قابل اعتماد ہونے کی پرکھ اسے بتدریج حاصل ہو گی۔ وہ اپنے آپ کو اخلاقی جرات پیدا کرے اور کسی تیسرے فرد کے بارے میں اگر اسے کوئی بات کرنا ہے تو براہ راست کرے۔ کسی دوسرے کے ذریعہ سے کی گئی بات غلط رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ اپنی غلطی تسلیم کر لینا بزدلی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نہیں بہادری ہوتی ہے۔ یہ قدم مزید الجھنوں سے بچالیتا ہے۔

۳۔ کیا نصیحت کا کبھی موقعہ نہیں ہوتا۔؟

۔۔ بچے کو اپنی بات اچھی طرح کہنے کا موقع دیں۔ جب اسے سن لیں تو پھر اسے پوچھیں کہ تمہارا خیال میں اس کا کیا حل ہونا چاہیے۔ اسے صورت حال قبول کرنے مسترد کرنے یا متبادل تلاش کرنے کا اختیار دیتے ہوئے اپنی تجاویز دیں۔ براہ راست نصیحت کو بچے خوش دلی سے قبول نہیں کرتے۔ تجویز اور مشورے کی شکل میں بچہ آپ کے خیالات سنتے اور قبول کرنے پر آمادہ ہوسکتا ہے۔

۴۔ میرا بیٹا آج کل چڑچڑا ہو رہا ہے۔ وہ اپنے معاشرتی علوم کے ٹیچر کی شکایت کرتا رہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ۔۔ مسٹر ولیم ہمیں روزانہ اخبار پڑھنے پر مجبور کرتے ہیں۔ وہ ہر ہفتے مباحثہ کرواتے ہیں۔ ہمیشہ ٹیسٹ لیتے رہتے ہیں۔ کوئی ہمیں اتنا ہوم ورک نہیں دیتا جتنا مسٹر ولیم دیتے ہیں۔ میں نہیں جانتی کہ کیا ردعمل ظاہر کروں۔ میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ اپنے بچے کے لیے ترحم کے جذبات محسوس کرنے لگی ہوں۔

۔۔ آپ کے بیٹے کو آپ کے رحم کی نہیں بلکہ صورت حال کو سمجھنے میں مدد دینے کی ضرورت ہے۔ اسے بتائیں کہ آپ اس کی پریشانی کو سمجھتی ہیں۔ آپ کو ہم احساس پاکر اس کی ذہنی خلفشار ختم ہو جائے گا۔ اس وقت وہ خود کو اس پریشانی میں تنہا محسس کرتا ہے چنانچہ صورت حال کا مقابلہ کرنے پر تیار نہیں ہے۔ اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے آپ کے درج ذیل بیانات میں سے کوئی ایک ضرور کارگر ثابت ہوسکتا ہے۔

سر ولیم واقعی بہت زیادہ کام دیتے ہیں۔

میں سمجھ سکتی ہوں کہ کام کے اس بوجھ سے تم کتنے پریشان رہتے ہو۔

میں شرطیہ کہتی ہوں کہ اگر تم استاد ہوتے تو کچھ دنوں کے بعد بچوں کو ایک چھٹی ضرور دے دیا کرتے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

لگتا ہے سر ولیم ایک سخت گیر اور بچوں سے بہت زیادہ کام لینے والے استاد ہیں یہ کافی مشکل کا ہے۔ ان کے مطلوبہ معیار تک پہنچنے کے لیے مزید محنت کی ضرورت ہے۔

۵۔ جو بچہ اپنی پریشانی آپ کو بتانے سے گریزاں ہوا، اس کا کیا حل ہے؟

۔۔۔ ہم بالغ افراد کا رویہ بھی یہی ہے کہ ہم ہر بات کا اظہار پسند نہیں کرتے۔ بعض اوقات وقتی طور پر اور بعض اوقات تو ہمیشہ اس سے گریزاں رہتے ہیں۔ ہم میں سے کچھ لوگ اپنی تکلیف، دکھ یا شرمندگی اپنے آپ تک محدود اور خود ہی برداشت کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ کچھ بچوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ جب وہ چاہتے ہیں کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تا کہ وہ اپنے زخموں پہ خود ہی مرہم رکھ لیں تو واضح قسم کے اشارے دیتے ہیں۔ مثلاً آپ ہمدردی کے ساتھ کہتے ہیں۔ آج کوئی تکلف دہ بات ضرور ہوئی ہے۔ لیکن آپ کا بچہ کمرے سے باہر نکل جاتا ہے یا بے تکلفی سے کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے متعلق کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ ایسی صورت حال میں ہمیں بچے کو یہ باور کرا دینا چاہیے کہ اگر وہ اپنا فیصلہ بدل دے اور ہماری ضرورت محسوس کرے تو ہم موجود ہیں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سکھانے کا ڈھنگ

والدین اور واقعات

ایک ماں کا کہنا ہے کہ بعض اوقات ہم اپنے بچوں کے مسائل کو اہمیت نہیں دیتے۔ وہ الجھے ہوتے ہیں لیکن ہم انہیں سمجھنے کی بجائے ان پر اپنی مرضی مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً ایک واقعہ میں اس کے خاوند نے بیٹے کے اضطراب کا خاتمہ کس طرح کیا آپ بھی سنئے۔

سکول کا دوسرا دن تھا۔ میری کوشش تھی کہ بچے ذرا جلدی سو جائیں۔ سبھی بچوں نے تعاون کیا لیکن میرا نو سالہ بیٹا انتھونی میری بات ماننے پر تیار نہیں تھا۔ اس پہ کسی بات کا اثر ہی نہیں ہو رہا تھا۔ آخر میں نے اپنے خاوند سے کہا۔۔ ''جو۔۔ تم ہی انتھونی سے اچھی طرح نمٹ سکتے ہو۔ میری برداشت کی حد ہو چکی ہے۔ جو انتھونی کے پاس آیا اور اس سے بولا۔

ٹونی۔ ماما کہہ رہی ہین کہ تم اسے بہت تنگ کر رہے ہو۔ مجھے لگتا ہے۔

۔۔۔ تمہارے ساتھ کوئی مسئلہ ہے۔

انتھونی مجھے بہت سی پریشانیاں ہیں۔

جو: اوہو۔۔ اچھا آپ مجھے بتاؤ تمہیں کیا پریشانی ہے۔ آؤ تمہارے کمرے میں چل کر بات کرتے ہیں۔

وہ دونوں انتھونی کے سونے کے کمرے میں چلے گئے۔ بیس منٹ کے بعد جو باہر آیا۔ وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔

میں: کیا ہوا۔؟

جو: کچھ نہین میں نیا سے بستر پہ پہنچا دیا ہے۔

میں: تم نے یہ کیسے کیا۔۔ وہ میری تو کوئی بات سننے پر آمادہ ہی نہیں تھا۔

جو: میں نے اس کی پریشانیاں سنیں اور انہیں لکھ لیا ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں: اچھا۔ پھر کیا ہوا۔

جو: میں نے اس کی پریشانیاں پڑھ کر سنا دی ہیں اور وعدہ کیا ہے کہ اس ہفتہ کے دوران میں اس کی تمام پریشانیاں دور کر دوں گا۔ اس نے وہ فہرست تکیے کے نیچے رکھی اور کپڑے تبدیل کر کے بستر پہ چلا گیا۔

اگلی صبح میں انتھونی کا بستر ٹھیک کر رہی تھی کہ اس کے تکیے کے نیچے سے کاغذ کا ٹکڑا فرش پر گر گیا۔ میں نے دیکھا اس پر لکھا تھا۔ انتھونی کو کیا بات پریشان کر رہی ہے۔

فہرست کچھ اس طرح تھی۔

۱۔ الماری اور کمرے میں جگہ کی کمی ہے۔

۲۔ سکول کے لیے مزید کپڑے چاہییں۔

۳۔ سکول میں بہت زیادہ کام ہوتا ہے۔ کتابوں کا ڈھیر اٹھا کر لے جانا پڑتا ہے۔

۴۔ سکول میں لنچ کے لیے مزید جیب خرچ کی ضرورت ہے۔

۵۔ سائیکل خراب ہے۔ اس کی چین بار بار اتر جاتی ہے۔

۶۔ واشنگ مشین کے نیچے پیسے کھو گئے ہیں۔

۷۔ اگر والد اسے ایک سو ڈالر دے دیں تو سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

میں یہ سب پڑھ کر ہنس پڑی۔ لیکن پھر میں نے سنجیدگی سے سوچا، صرف بڑے افراد کی پریشانیاں ہی نہیں ہوتیں۔ بچوں کے بھی اپنے مسائل ہوتے ہیں۔ یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ بچوں کی بھی پریشانیاں ہوتی ہیں۔ ہماری طرح ان کی ضروریات بھی یہی ہوتی ہے کہ کوئی انہیں سنے اور ان کی پریشانیوں کی سنجیدگی سے سمجھے۔

درج ذیل کہانی بتاتی ہے کہ کس طرح ایک ماں نے اپنی تساہل پسند بیٹی کو کالج میں داخلہ کے لیے درخواست لکھنے پر مائل کیا۔

سینئر کلاس کے تمام طلبہ نے نئے داخلہ کے لیے مختلف کالجوں کو اپنی درخواستیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بجھوادی تھیں لیکن میری بیٹی کیرن نے ابھی تک کچھ نہیں کیا تھا۔ وہ ہمیشہ سے اپنا کام آخری لمحوں میں کرنے کا رجحان رکھتی ہے۔ لیکن اس معاملہ میں اب بہت کم وقت باقی تھا۔ میں نے چاہا کہ ڈانٹ ڈپٹ کی نوبت نہ آئے۔ چنانچہ گاہے بگاہے اسے یاددہانی کرانے کی کوشش کرتی رہی لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ایک دن اس کے والد بھی اس کے ساتھ بیٹھے اور اسے یہ کام کرنے پر آمادہ کرتے رہے۔ اسے وہ تمام باتیں بتائیں جو کسی کالج میں داخلہ کے لیے ایک درخواست میں لکھنا ضروری ہوتی ہیں۔ وہ بہت متحمل مزاج ہیں۔ انہوں نے اسے ایک خاکہ بھی بنا دیا ہے تاکہ اس کی رہنمائی ہو سکے۔ کیرن نے ہفتہ کے اختتام تک ایسا کرنے کا وعدہ بھی کرلیا لیکن اس پر عمل درآمد نہ کیا۔ کچھ دن اور گزر گئے تو میں نے خود کو ہیسٹیریائی انداز میں اس پر چیختے ہوئے پایا۔

کیرن اگر اب بھی تم نے کچھ نہ کیا تو پھر تمہیں کسی اچھے کالج میں داخلہ نہ مل سکے گا۔

لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

پھر وجدانی کیفیت کے ایک لمحے میں جو نا امیدی سے ابھرا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔۔ کالج میں داخلہ کے لیے درخواست لکھنا ایک خوفناک عمل ہے۔ درخواست فارم میں دیئے گئے تمام سوالوں کے جواب دینا اور ایک مضمون لکھنا جو فیصلہ کرے کہ آپ کس کالج میں جائیں گے۔۔ ایک ایسا مشکل کام ہے جسے ہر کوئی ممکنہ حد تک ٹالتا رہتا ہے۔ اس نے زور سے کہا۔۔۔ ہاں بالکل یہی بات ہے۔

میں نے کہا۔۔ بہتر ہوگا کہ کالج والے درخوستوں کے جھنجھٹ سے جان چھڑالیں۔ ہر کالج ایک داخلہ افسر رکھ لے جس کے پاس سینیئر کلاس کے نتائج ہوں۔ اسے خود ہی اندازہ ہو جائے کہ کس طالب علم کو اپنے کالج میں لانا اعزاز کی بات ہے۔ اگر ایسا نہ جائے تو سارے شہر کے کالج تمہیں اپنے ہاں داخلہ دینے کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پیش کش کرتے پھریں۔

کیرن مسکرائی اور سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اگلے روز اس نے اپنے فارم پر کر لیے اور اس سے اگلے روز وہ انہیں سپرد ڈاک کر چکی تھی۔

یہ اگلا تجربہ ایک ایسی ماں کا ہے جسے اپنے بچے کی شدید اور طویل بیماری سے نبرد آزما ہونا پڑا:

میرا بیٹا اینڈریو تقریباً گیارہ برس کا تھا۔ اس کو پہلے ہی سے پیس میکر لگ چکا تھا۔ ایک خاص قسم کے عدسے اس کے کمزور پپوٹوں کو اٹھائے رکھتے تھے اور اب اسے آلہ سماعت کی ضرورت تھی۔ جب ہم اینڈریو کو سماعت کے معائنے سے واپس لا رہے تھے تو اس نے اچانک کہا۔۔ ماما آپ کے لیے بہتر ہیکہ اس نامعقول آلہ سماعت کو نہ لیں۔ میں کسی طور پر بھی اسے پہن کر سکول نہیں جاؤں گا۔ میں تو اس کو کسی کوڑے دان میں پھینک دوں گا یا فلش میں بہا دوں گا۔ میں گاڑی چلا رہی تھی۔ یہ سن کر میرا دل ڈوبنے لگا۔ میں صرف اتنا جانتی تھی کہ کوئی معقول جواب سوچنے تک مجھے اپنا منہ بند رکھنا ہے۔ کوئی ایسا جواب نہ دیا جائے جو حالات کو مزید خراب کر دے۔ اینڈریو نے ایک دفعہ پھر میری طرف دیکھا اور کہا۔۔۔ آپ نے سن لیا جو کچھ میں نے کہا۔؟ میں نے جواب میں کہا اور خدا کا شکر ہے کہ یہ جواب دیا کہ۔۔ میں نے سن لیا ہے کہ ایک لڑکا آلہ سماعت کے استعمال کو پسند نہیں کرتا۔ وہ اسے اپنے خیال میں ایک بدترین چیز سمجھتا ہے۔ اینڈریو ایک لمحے کے لیے خاموش رہا اور پھر بولا۔۔ اور اگر سکول میں کسی نے مذاق اڑایا تو میں اسے ہرگز دوبارہ نہیں پہنوں گا۔

میں نے ایک لمحے کے لیے توقف کیا اور پھر تجویز پیش کی۔ اینڈریو شاید تم پسند کرو گے کہ حجام تمہارے بال اس طرح تراشے کہ یہ کانوں پہ لمبے رہیں۔۔۔ اینڈریو نے فوراً کہا۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔۔ آئیں حجام کے پاس چلیں۔

سینے میں اچھلتا ہوا میرا دل کچھ قابو میں آیا اور میں نے شکریہ ادا کیا ان مہارتوں کا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جو بچوں کی تربیت کے بارے میں، میں نے پڑھ رکھی تھیں۔ بچوں کے محسوسات کو سمجھنا اور انہیں الجھن سے نکالنے میں مدد دینا، گھر میں والدین اور سکول میں اساتذہ کی ذمہ داری ہے۔ لیکن اس ضمن میں اساتذہ کچھ تحفظات رکھتے ہیں۔ ذیل میں ان کی طرف سے اٹھائے گئے کچھ سوالات اور ماہرین کی طرف سے ان کے جوابات پیش کئے جا رہے ہیں۔

ا۔ یہ ذمہ داری میری تو نہیں کہ کلاس روم میں بچوں کے احساسات سے نمٹتا پھروں۔ کیا یہ ذمہ داری کسی نفسیات دان کی نہیں ہے۔؟

جواب: بعض اوقات بہت پیچیدہ اور طویل محسوس ہونے والا کام بہت مختصر اور آسان ثابت ہوتا ہے۔ بچوں کے محسوسات کو سمجھنے اور انہیں الجھن سے نکالنے کے لیے ''نفسیاتی نشستوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بروقت چند منٹ لگا لینا بہتر ہے چہ جائیکہ کوئی بڑا مسئلہ بننے دیا جائے اور پھر جماعت کا زیادہ قیمتی وقت برباد ہو۔ اس طرح آپ ایک بچے کی نہیں پوری جماعت کی مدد کر لیتے ہیں۔

نمبر۲۔ جب میں اپنے طلبہ سے ان کے احساسات کیبارے میں سوال کرتی ہوں تو وہ کوئی جواب نہیں دیتے۔ عموماً ان کا جواب ہوتا ہے۔۔ میں نہیں جانتا۔۔۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟

جواب: جب بچوں سے بڑے افراد ان کے احساسات کے بارے میں استفسار کرتے ہیں تو بچے میز ید الجھ جاتے ہیں۔ مثلاً ان سے پوچھا جاتا ہے۔ تم نے ایسا کیوں محسوس کیا؟ اب تم کیا محسوس کر رہے ہو؟ کیا تم غصے میں ہو؟ خوف زدہ ہو؟ تم ایسا کیوں محسوس کرتے ہو؟ ایسے سوالات بچوں کو خاموشی اختیار کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ خاص طور پر بچوں کو ایسے سوال کا جواب دینا پریشان کر دیتا ہے کہ وہ کیا اور کیوں محسوس کر رہا ہے۔ لفظ کیوں کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ اپنے احساسات کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ترجمانی درست طور پر کرے۔لیکن اس کے پاس کیوں کا جواب نہیں ہوتا۔وہ غصے، توہین، پریشانی اور حق تلفی کے جذبات محسوس کرتا ہے انہیں کوئی نام نہیں دے سکتا۔ مثلاوہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب بس سٹاپ پر بچے مجھے تنگ کرتے ہیں تو یہ میری عزت نفس پر حملہ ہوتا ہے۔وہ اپنے اس احساس کو الفاظ نہیں دے سکتا۔ چنانچہ جب کوئی بچہ ناخوش ہوتا ہے تو وہ ایسے ماں باپ یا استاد کو پسند کرتا ہے جو اس کی داخلی کیفیت کا اندازہ لگا کر اس کی مدد کرتا ہے۔تنگ کئے جانے پر سبھی تو تکلیف ہوتی ہے چاہے اس کا سبب کچھ بھی ہو۔اور جب بچے کو باوہ ہو جائے کہ اس کی تکلیف کا احساس بڑوں کو بھی ہے تو وہ اپنے اظہار میں پختہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

نمبر۳: آپ کا کہنا ہے کہ بچوں کے بدترین احساسات کو بھی تسلیم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔کیا اس میں خطرہ نہیں ہے کہ طلبا ہماری طرف سے تسلیم کئے جانے کو اپنے بدترین احساسات پر عمل درآمد کی اجازت سمجھ لیں گے۔

جواب:نہیں اگر ہم احساسات اور طرز عمل میں فرق کر سکیں تو ایسا ممکن نہیں۔مثلا بچوں کو غصہ محسوس کرنے کا حق ہوتا ہے اور ہم ان کے محسوسات کو بھی تسلیم کرتے ہیں اور انکے اظہار کو بھی لیکن انہیں یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے غصے کے اظہار میں کسی کو جسمانی یا جذباتی نقصان پہنچائیں۔یہی بات تو ہم نے انہیں سکھانی ہے۔مثلا اپ ڈیوڈ کو بتا سکتے ہیں کہ تم غصے میں تھے اور مائکل کو مکا مارنے کی کوشش میں تھے۔دیکھو ڈیوڈ میں تمہیں یا کسی اور بچے کو یا ہ اجازت نہیں دے سکتی کہ وہ دوسروں کے ساتھ گالی گلوچ کرے یا مار پیٹ پر اتر آئے۔تمہیں غصہ آئے تو دوسرے کو لفظوں کے ذریعے اپنے غصے سے آگاہ کرو نہ کہ گھونسوں کے ذریعے۔

نمبر۴۔ میری کلاس کے ایک طالب علم کا تعلق نسبتا غیر مہذب خاندان سے ہے۔اس سے مفاہمت کرنا بعض اوقات بہت مشکل ہو جاتا ہے۔مثلا جب وہ مجھے کہتا ہے کہ۔۔میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔۔تم بہت گھٹیا ہو۔۔یا ایسے لفظ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

استعمال کرتا ہے جو مین دہرا نہیں سکتی تو میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔لیکن میں سخت رویہ اختیار نہیں کرنا چاہتی ۔ میں سمجھ نہیں پا رہی کہ کیا ردعمل ظاہر کروں۔کوئی مشورہ دیں۔

جواب: بعض اوقات کوئی تنگ کرنے والا بچہ اپنے استاد کو جان بوجھ کر مشتعل یا مدافعت پر مجبور کرتا ہے۔مزہ لینے کا ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ استاد کو دق کر کے اسے ایک لمبی خفگی آمیز تقریر کرنے پر مجبور کیا جائے۔اس دوران پوری جماعت احمقوں کی طرح کھی کھی کر کے ہنستی رہتی ہے۔غصے میں آ کر اپنا ردعمل ظاہر کرنے کیجا نے اسے نرمی سے کہیں۔۔میں نے ابھی جو کچھ سنا، مجھے وہ اچھا نہیں لگا۔اگر تم ناراض ہو تو مجھے کسی اور طریقے سے بتاؤ۔میں خوشی سے تمہاری بات سنوں گی۔

نمبر ۵۔ میرے طلبہ میں سے ایک نے حال ہی میں بتایا کہ اسے گھر میں کچھ مسائل کا سامنا ہے۔اس نے بتایا کہ اس کا بھائی اور والدین ہمیشہ لڑتے رہتے ہیں۔میں نیکہا: مجھے اندازہ ہے کہ تم اس صورت حال پہ بہت ناخوش ہو لیکن صرف ان باتوں کو ہی نہ دیکھو۔ان باتوں کو بھی نظر میں رکھ جن پہ تمہیں خوش اور شکر گزار ہونا چاہیے۔اس کے آنسو بہہ نکلے اور بولی۔۔۔میں نے کیا غلط کیا؟

جواب: لفظ لیکن سے خبردار رہیں۔۔یہ ان جذبات کو ختم کر دیتا ہے جن کا ابھی اظہار کیا گیا۔یہ لفظ تاثر دیتا ہے کہ اب تمہیں بتایا جائے گا کہ تمہارے احساسات کیوں اہم نہیں۔بچے اپنے جذبات کی قبولیت فوراً اور غیر مشروط طور پر چاہتے ہیں ۔مثلاً مذکورہ معاملے میں کہا جا سکتا تھا کہ۔۔مجھے اندازہ ہے کہ تم اپنے گھر کے حالات کے بارے میں کتنی ناخوش ہو۔تم چاہتی ہو کہ ہر کوئی بہتر انداز میں مل جل کر رہے۔یہ ایسا ردعمل ہے جو پوری طرح ہم احساس ہونے کا تاثر دیتا ہے اور نوجوانوں کو ہمت دیتا ہے کہ وہ مسائل کا سامنا کر سکیں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سکھانے کا ڈھنگ

اساتذہ کے واقعات

یہ پہلی کہانی ایک زیر تربیت ٹیچر کی ہے جس کو دو زبانے بولنے والے بچوں کی کنڈر گارٹن کی جماعت دی گئی۔

نیا تعلیمی سال شروع ہوئے کئی ہفتے ہو چکے تھے۔ایک دن ایک خاتون اپنے بچے کو ہمارے کلاس روم میں لائی۔اس نے ٹیچر کو بچے سے متعارف کروایا۔اور جلدی سے چلی گئی۔۔ٹیچر نے خوشگوار مسکراہٹ کیساتھ بچے کو اس کی نشست دکھائی۔اسے کاغذ اور رنگ دیئے اور بتایا کہ تمام بچے اپنے اپنے خاندان کے کسی فرد کی تصویر بنا رہے ہیں۔تم بھی بناؤ۔۔نیا بچہ رونے لگا۔ٹیچر نے کہا۔رونے کی کوئی بات نہیں۔ تصویر بناؤ۔لیکن بچہ مسلسل روتا رہا۔میں اسے پچکارنے کے لیے قریب ہوگئی۔ٹیچر نے مجھے اشارہ کیا اس سے دور ہو جاؤ۔اسے اکیلا چھوڑ دو۔ورنہ یہ جون تک روتا رہے گا۔وہ خود اپنی میز پہ جا کر رپورٹ لکھنے میں مصروف ہوگئی۔

میں نے بچے کو نظر انداز کر نیکی کوشش کی لیکن اس کا رونا قابل رحم ہوتا جا رہا تا ھ۔ مجھ سے برداشت نہ ہو سکا۔میں اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور پیار سے پیٹھ تھپتھپائی۔اس نے اپنا سر ڈیسک پہ رکھا اور سسکیاں بھرنے لگا۔ماما۔ماما۔۔میں نے سرگوشی کی۔تمہیں ماما کے پاس جانا ہے۔اس نے آنسو بھری آنکھوں سے مجھے گھورا اور کہا۔ہاں۔

بچہ سپینش بول رہا تھا۔میں نے سپینش میں اس سے کہا۔ماما کے بغیر رہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔تمہیں معلوم ہے کہ ابھی چھٹی ہو جائے گی اور پھر تم ماما کے پاس چلے جاؤ گے۔پھر بھی یہ مشکل کام ہے۔چلو اس وقت تک ہم تمہاری ماما کی ایک تصویر بناتے ہیں۔تب میں نے رنگ کا ایک ٹکڑا لیا اور چہرہ بنانے کے لیے ایک دائرہ بنایا۔پھر ایک ناک اور منہ بنایا۔اور پھر رنگ اسے دیتے ہوئے کہا کہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یہاں آنکھیں بناؤ۔

اس نے رونا چھوڑ کر رنگ پکڑ لیا اور بڑی محنت سے دو نقطے بنائے۔ میں نے کہا۔تم نے آنکھیں تو بہت اچھی بنائی ہیں۔اب اس کے بال بناؤ۔لیکن بال کس رنگ سے بناؤ گے۔اس نے کالا رنگ اٹھایا اور بال بنانے لگا۔جب میں اس کے پاس اٹھی تو وہ تصویر بنانے میں مگن تھا۔

میں نے حیرت انگیز خوشی محسوس کی۔میں نے سوچا اگر میں اسے نظر انداز کر دیتی تو بھی وہ بالآخر پرسکون ہو جاتا لیکن اس کے احساسات تسلیم کر کے میں نے اسے ناخوشگوار صورت حال سے بہت جلد نکلنے میں مدد دی۔

درج ذیل واقعہ ایک جونیئر ہائی سکول کے شاپ انچارج ٹیچر نے بیان کیا۔اس نے لنچ کے وقت تصادم پہ آمادہ دو لڑکوں کے غصے کے جذبات تسلیم کر کے لڑائی ختم کرائی۔

میں نے چیخنے کی آوازیں سنیں اور دیکھا کہ دو لڑکے فرش پر ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہیں۔میں دوڑ کر وہاں پہنچا۔مینوئیل کو جھٹک کر کھینچا۔وہ جولیوں کے سینے پر سوار تھا۔

میں نے ان دونوں کو الگ کیا اور ان سے لڑائی کی وجہ پوچھی۔

میں:تم دونوں تو پاگل ہو رہے ہو۔ہوا کیا ہے؟

مینوئیل:اس نے مجھے ٹانگ پر ٹھڈا مارا۔

میں:ٹانگ پہ چوٹ بہت تکلیف دیتی ہے۔اسی لیے تم غصے میں آئے۔

جولیو:اس نے میرے پیٹ پہ مکہ مارا تھا۔

میں:اسی لیے تم نے اسے ٹھڈا مارا۔

مینوئیل:اس نے میرے چپس اٹھا لیے تھے۔

میں: ظاہر ہے تمہیں اس پہ غصہ آیا۔ظاہر ہے جولیو کو علم نہیں کہ تم یہ پسند

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نہیں کرتے کہ کوئی تمہارے چپس تمہاری اجازت کے بغیر اٹھا لے۔ اطمینان رکھو وہ آئندہ ایسا کبھی نہیں کرے گا۔

مینوئیل: بہتر یہی ہے کہ وہ آئندہ ایسا نہ کرے۔

دونوں ایک دوسرے کو قہر آلود نظروں سے دیکھتے رہے۔

میں تم دونوں کو کچھ دیر الگ الگ رہنا چاہیے۔ پھر تم دوبارہ دوست بن سکتے ہو۔

ایسا ہی ہوا۔ بعد میں، میں نے دونوں لڑکوں کو ہال میں اکٹھے چلتے اور ہنستے ہوئے دیکھا۔ مجھے دیکھ کر جولیو نے کہا۔ دیکھیں ہم دونوں دوبارہ دوست بن گئے ہیں۔

.....

یہ آخری کہانی ایک ایسی ٹیچر کی ہے جسے جنگ سے خوفزدہ بچوں کو معمول پہ لانا پڑا۔

خلیجی جنگ شروع ہونیکے بعد اگلے روز میری کلاس میں بہت سے بچے سہمے اور خوفزدہ سے نظر آ رہے تھے۔ میں نے سوچا ان کے لیے بہترین بات یہ ہوگی کہ میں حالیہ واقعات کو ان کے سامنے تاریخی تناظر میں پیش کروں۔ میں نے ایک لیکچر دینے کا پروگرام بنایا۔ جس مین ان بڑی جنگوں پر تبصرہ ہو جو امریکہ ماضی میں لڑ چکا ہے۔ جب میں نے اپنے ارادے کا اعلان کیا تو طلبہ خاموش تھے۔ ایک لڑکی بولی۔ مسز رٹز۔ آج وہ نہ کیا جائے جو آپ نے سوچا ہے اور اس کی بجائے جنگ کے متعلق جو کچھ ہم سوچتے ہیں اس کی بات کریں۔

پوری کلاس نے استفامیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔

کیا آپ سب ایسا ہی چاہتے ہیں؟ میں نے پوچھا۔

سب نے اثبات میں سر ہلایا۔ میں بہت متاثر ہوئی۔ مجھے خوشی تھی کہ انہوں نے میرے لیکچر کے متبادل کچھ تجویز کیا تھا۔

ایک لڑکے نے آغاز کرتے ہوئے کہا۔ جنگ بے رحم اور بہری ہوتی ہے اس کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

آواز میں اداسی تھی ۔ سب نظریں میری طرف اٹھیں ۔ وہ میرا ردعمل دیکھنا چاہتے تھے۔

میں سننا چاہتی ہوں کہ تم لوگ کتنی شدت سے محسوس کرتے ہو۔ سب اپنے اپنے تاثرات بیان کرو۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اگلے تیس منٹ تک کلاس کے تمام بچے اپنے اپنے محسوسات بیان کرتے رہے۔ ان میں خوف اور اضطراب تھا۔ ایک بچے نے کہا۔ کیوں نہ ہم وہ کچھ لکھیں جو سوچتے ہیں۔

مجھے یہ تجویز پسند آئی ۔ میں نے کہا کہ یہ تو بہت اچھی بات ہے ۔ اگر کوئی بچہ اپنے احساسات کو تخلیقی اظہار دے سکتا ہے تو یہ سب کے لیے مددگار ثابت ہوگا۔ انہوں نے اپنی اپنی کاپیاں کھولیں اور سنجیدگی سے لکھنے میں مصروف ہو گئے ۔ پیریڈ کے اختتام کے قریب میں نے پوچھا کہ کیا کوئی لڑکا یا لڑکی اپنا تحریری کام بلند آواز میں پڑھنا چاہتا ہے ۔ بہت سے بچوں نے ایسا کیا۔ ان بچوں کے تاثرات میں سے کچھ کے اقتباسات درج کئے جا رہے ہیں

۱۔ ''خوفزدہ اور گھروں سے دور، وہ جنگ کرتے ہیں اور اپنی جانیں گنوا دیتے ہیں ۔ ایک ایسی بات کے لیے جسے روکا جا سکتا تھا۔

۔۔۔سلویا۔۔۔

۲۔ جنگ کے دوران آپ بہت سی آوازیں سنتے ہے۔ توپوں کی اور مدد کے لیے پکارنے والے لوگوں کی۔ لیکن جو آواز سب سے زیادہ بلند ہوتی ہے۔ وہ ان سپاہیوں کے خاندان کے دلوں کے ٹوٹنے کی ہوتی ہے جو جنگ میں مارے جاتے ہیں۔

۔۔۔جوزف۔۔۔

۳۔ بہت سے بے گناہ لوگ مارے جائیں گے اور بہت سے رونا پیٹنا شروع کر دیں گے ۔ جب بچوں کی مائیں اور باپ مرتے ہیں تو بچے اداس ہو جاتے ہیں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ وہ سمجھ نہیں سکتے کہ ایسا کیوں ہوا۔

---جیمی---

پیریڈ کے اختتام تک کمرے کی فضا میں چھائے گہرے بادل چھٹ گئے۔ بچوں نے اپنا مشترکہ دکھ بانٹ لیا۔ ہم نے ایک دوسرے کو خود سے زیادہ جڑا ہوا محسوس کیا۔ ہماری تنہائی کم ہو گئی۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دوسرا باب

بچوں کا تعاون

بچوں کو تعاون پہ آمادہ کرنے والے سات طریقے

اپنی تدریس کے پہلے سال کے دوران بچوں کا تعاون حاصل کرنے کے لیے میرا تصور نائیکی کے نعرے ۔۔بس اسے کر ڈالو۔ جیسا تھا۔ بہر حال میں نے اپنا بہت سا وقت محتاط انداز سے منصوبہ بندی کرنے میں گزارا تھا تا کہ تمام دن بامعنی تدریس ہو سکے۔ ہمارا نصاب بہت طویل تھا۔ لیکن اسے مکمل طور پر پڑھانے کے لیے ہمارے پاس وقت بہت کم تھا۔ چنانچہ کلاس سا گر پرسکون ہو کر بیٹھے اور تعاون کرے تو تب ہی ہم اس قابل ہو سکتے ہیں کہ اپنے تدریسی وقت کو بھرپور طریقے سے استعمال کر سکیں۔

لفظ ''تعاون'' کا مطلب ہے کسی مشترکہ مقصد کے لیے مل جل کر کام کرنا لیکن ہوتا یہ کہ کچھ بچے اس طرح کام کرتے ہیں جیسے ان کا مشترکہ مقصد میرے کام کو نا کام بناتا ہو۔ میں ہوم ورک چیک کرنے میں مصروف ہوتی تو کوئی بچہ باتھ روم جانے کی اجازت طلب کرنے لگتا تو کوئی کاغذ کا جہاز بنا کر اسے پورے کمرے میں اڑانے میں مصروف ہو جاتا۔ کوئی بچہ کرسی گھسیٹنے لگتا تو کوئی لڑنے جھگڑنے پر اتر آتا۔

ان بچوں کیساتھ کیا مسئلہ ہے۔ یہ کیوں نہیں سمجھتے ہیں کہ تعلیم حاصل کرنا کتنا اہم ہے۔ یہ سکول اور اپنے مقصد میں ربط کیوں نہیں قائم کر سکتے۔ یہ تھوڑا سا ضبط کیوں نہیں کرتے۔۔انہیں منظم ہونے سے کیا چیز روکتی ہے۔؟

ایک دن تفریح کے دوران ایک ساتھی ٹیچر کے ساتھ بچوں پہ نظر رکھنے کی ڈیوٹی دے رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ گیند سے کھیلنے کے لیے اب ہماری باری ہے کے مسئلہ پر بچوں کا ایک گروپ آپس میں دست و گریباں ہو گیا۔ یہ لوگ ایک دوسرے کو کھینچتے، دھکیلتے اور چیختے ہوئے گیند پر قبضہ کرنے کی کوشش میں مصروف تھے، میری

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ساتھی ٹیچر نے نفرت سے آنکھیں گھمائیں اور کہا دیکھو۔۔یہ کتنے بے وقوف بچے ہیں انہیں کے چیز اتنے احمقانہ طریقے سے پیش آنے پر مجبور کر رہی ہے۔

میں اس بات کی تائید نہ کر سکی تاہم میں نے ایک ہنکارہ بھرا۔میں نے اپنے طور پر سوچا کہ یہ لوگ بچے ہیں۔یہ تو یہی کچھ کریں گے۔ہم چونکہ بڑے ہیں اس لیے ذرا سمجھداری سے کام لیتے ہیں۔تفریح کے بعد جب میں سٹاف روم میں جین سے ملی تو اسے آج کے تجربے سے آگاہ کیا۔جین نے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا کہ جو کچھ تم نے دیکھا وہ بچپن کی سادگی سے کچھ زیادہ ہے۔کچھ بچے تو ایسے مسائل کا سامنا کر رہے ہیں جو ہمیں اپنے بچپن میں درپیش نہ تھے۔میری کلاس میں تو کچھ بچے ایسے ہیں جو شاید ہی اپنے والدین سے مل پاتے ہوں۔وہ بہت اعلیٰ عہدوں پر فائز پیشہ وارانہ زندگی میں بری طرح مصروف ہیں۔کچھ بچے ایسے ہیں جن کے والدین گھر پر نہیں رہ سکتے کیونکہ وہ سن کے وقت ایک نوکری اور رات کے وقت دوسری نوکری کرتے ہیں۔زندگی کا سلسلہ چلانے کے لیے وہ مجبور ہیں۔کن کی کلاس میں ایک بچہ ایسا ہے جو محض ایک سال کے دوران بچوں کو دیکھ بھال کرنے والے دو اداروں اور تین مختلف سکولوں میں رہ چکا ہے۔اور تم خود بتا چکی ہو کہ تمہاری کلاس میں ایک بچہ ایسا ہے جو دارالامان میں رہتا ہے۔پیچیدگی صرف یہ نہیں کہ یہ بچے ان تمام مسائل سے نمٹ رہے ہیں جو بڑھتے ہوئے بچوں کے بہر حال ہوتے ہیں۔لیکن ان میں سے بہت بچوں کو تو بچہ بننے کا موقعہ بھی میسر نہیں۔انہیں گھر کا ضروری ماحول ،والدین کی توجہ اور نفسیاتی تسکین حاصل ہی نہیں۔

جین ایک لمحے کے لیے رکی اور آہ بھر کر بولی۔المناک حقیقت یہ ہے کہ آج کی دنیا میں بچے زبردست دباؤ میں ہیں اور نظر انداز ہو رہے ہیں۔اگر ہم تعلیمی استعداد میں مہارت بڑھانے میں ان کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان کے اس جذباتی بوجھ کو کم کرنا ہوگا جو وہ کلاس روم مین اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں۔اس کا مطلب یہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہے کہ ایک استاد کی حیثیت سے اپنے کردار میں ہمیں والدین ہونے کے کچھ عناصر شامل کرنا ہوں گے۔

میں نے محسوس کیا کہ جین درست ہے۔ کیونکہ کچھ بچے سکول میں مستعد اور پڑھنے کے شوقین ہوتے ہیں جبکہ کچھ بچے اکھڑے ہوئے اور زیادہ توجہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ شاید اسی صورت حال میں میری اس الجھن کا جواب موجود ہے کہ کچھ بچے میری باتوں کو نظر انداز کرتے یا ان کی مزاحمت کرتے ہیں۔ ان کے گھروں میں جو کچھ ہو رہا ہوتا ہے۔ سکول میں انکے طرز عمل پر اس کے اثرات ہوتے ہیں۔ ایک طرح سے یہ بات ہی سارے مسائل کی جڑ ہے۔ مثلاً جبن سام نے اپنی ماں سے پوچھا کہ کیا وہ اس کا مضمون سن سکتی ہے۔ تو ماں نے کہا۔۔ مجھے تنہا چھوڑ دو میرا موڈ ٹھیک نہیں ہے (کیونکہ اس کا دوست ابھی ناراض ہو کر چلا گیا تھا)۔ میلسیا کی زندگی زندہ نہیں تھی۔ اس کا باپ شرابی اور بچوں سے بے نیاز تھا۔ چنانچہ میلسیا کی زندگی مین اس کی کم عمر آیا اور ایک ٹیلی ویژن سیٹ تھا۔ اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ اپنے سے بڑی عمر کے لوگوں سے کس طرح تعلق رکھا جاتا ہے۔ ایرک کی ماں ڈیپریشن کی پرانی مریضہ تھی۔ وہ اس کی تربیت سے معذور تھی۔ ان میں سے کون سا بچہ تعاون کے مفہوم سے آشنا ہو سکتا تھا۔ انہیں اپنے گھروں سے یہ چیز سیکھنے کو مل ہی نہیں رہی تھی۔ یقیناً انکے گھروں میں جو کچھ ہو رہا ہے میں اسے تبدیل نہیں کر سکتی لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ جو کچھ سکول میں وہ کرتے ہیں اسے تبدیل کر دوں۔ جب میں نے اپنے پڑھانے کے انداز کے بارے میں سوچا تو مجھے تسلیم کرنا پڑا کہ بعض اوقات میں ڈرل سارجنٹ کی طرح بچوں کو حکم دیتی ہوں۔ مثلاً

اپنی پنسل تراشو۔

اپنے ہاتھ کھڑے کرو۔

اپنے ٹیسٹ پر اپنا نام لکھو۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اپنی نشست پر بیٹھے رہو۔

اپنی کتابیں باہر نکالو۔

قطار میں رہو۔

اپنی آواز نیچی رکھو۔

اپنی نظریں اپنے پرچے پر رکھو۔

اپنی چیونگم پھینکو۔

کمپیوٹر احتیاط سے استعمال کرو۔

اس طرح کے احکامات دیتے ہوئے میں بچوں کو صرف یہ نہیں کہتی کہ وہ کیا کریں بلکہ یہ بھی کہتی ہوں کہ وہ کیا نہ کریں۔ مثلاً

ہال میں مت دوڑو۔

ایک دوسرے کو دھکے نہ دو۔

بدتمیزی نہ کرو۔

ٹھوکر نہ لگاؤ۔

اپنا ہوم ورک مت بھولو۔

ڈیسک پر مت لکھو۔

باتیں نہ کرو۔

نقل نہ کرو۔

درمیانی راستے میں پاؤں نہ رکھو۔

بل اپنے ساتھی کو تنگ مت کرو۔

نصاب پڑھانے کی بجائے میں زیادہ وقت ہنگامہ پرور بچوں کو قابو کرنے میں لگا رہی تھی۔ اور اگر میں ایسا نہ کروں تو مہذب طریقے سے برتاؤ کیسے سیکھ سکتے ہیں؟ لیکن اب مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ جتنا زیادہ میں ان پر حکم چلاتی ہوں وہ اسی قدر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

زیادہ مزاحمت پر اتر آتے ہیں۔کلاس کا قیمتی وقت سرکشی اور دھینگا مشتی میں ضائع ہو رہا تھا۔بعض اوقات تو میں اس طرح واپس گھر جاتی تھی کہ میرا صبر کا پیمانہ لبریز، زہین مشتعل اور جسم نڈھال ہوتا تھا۔میرا حال اس لطیفے جیسا تھا کہ میرے پاس اعصاب ہی بچے ہیں اور تم ان پر سوار ہو۔

اس روز گھر آ کر میں نے جین کی دی ہوئی کتاب۔۔کیسے بات کریں کہ بچے توجہ سے سنیں۔کا وہ باب دوبارہ پڑھا جس میں بچوں کو تعاون پہ مائل کرنے کی حکمت عملی بتائی گئی تھی۔اس میں دی گئی تمام مثالیں گھر سے تعلق رکھتی تھیں۔میں نے سوچا ان مثالوں کو سکول میں زیر عمل لایا جائے۔میں نے کچھ باتیں لکھیں اور طے کرلیا کہ اگلے روز سکول میں لنچ کے وقت اپنے ساتھی اساتذہ کے ساتھ ان پہ گفتگو کروں گی۔ چنانچہ اگلے دن جب سب لوگ لنچ کے بعد کافی پی رہے تھے تو میں نے کہا۔۔ ساتھیو، آؤ آج ایک مرتبہ پھر سکول سکول کھیلیں۔میں ٹیچر ہوں اور آپ سب میرے طلبہ ہیں۔میں جب کوئی بات کروں گی تو آپ نے خود سے پوچھنا ہے کہ اس ٹیچر کے الفاظ مجھے کیا سوچنے اور محسوس کرنے پر مجبور کرتے ہیں؟ پھر اپنے ردعمل (غیر سنسر شدہ) سے مجھے آگاہ کرنا۔

نہیں بالکل نہیں۔۔۔کن نے فورا کہا اور میرے ہاتھ سے کاغذ اچک لیا۔پچھلی دفعہ میں خاصا بے عزت ہوا تھا۔اس دفعہ مجھے ٹیچر بننے دو اور سب لوگ اپنا ردعمل مجھے بتاؤ۔ہم لوگ متفق ہو گئے۔استاد کے بیانات کن نے پڑھے جبکہ طلبا کے تاثرات۔میریا،جین اور میں نے پیش کئے۔

استاد: (مجرم اور مطعون ٹھہراتے ہوئے)

تم پھر اپنی پنسل گنوا بیٹھی ہو۔آخر یہ کیا طریقہ ہے۔اب ہم پوری کلاس کا کام رو ک کر اور سب کا وقت ضائع کر کے تمہاری پنسل تلاش کریں۔

طلبہ کا ردعمل:

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

۱۔ میں ذلت محسوس کر رہی ہوں۔

۲۔ مجھ سے کبھی کوئی کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔

۳۔ ٹیچر بہت گھٹیا ہے۔

استاد: (برے القاب سے پکارتے ہوئے)

''تم اتنے احمق ہو کہ شیٹ پہ اپنا نام لکھنے کا بھی تمہیں ہوش نہیں۔''

طلبہ کا ردعمل:

۱۔ میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔

۲۔ میں جو کچھ بھی کرتا ہوں غلط ہو جاتا ہے۔

۳۔ میرا خیال ہے میں احمق ہی ہوں۔

استاد: (دھمکی دیتے ہوئے۔)

''اگر اب تم نے فرش پر تھوکا تو میں تمہیں اس طرح کلاس سے اٹھا کر باہر پھینکوں گا کہ تمہیں دن میں تارے نظر آ جائیں گے اور اگر تمہارا رویہ یہی رہا تو تمہیں اپنی کلاس سے خارج کر دوں گا۔

طلبہ کا ردعمل:

۱۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ تم ایسا کرو گے۔

۲۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

۳۔ میں خوف زدہ ہوں۔

استاد: (حکم صادر کرتے ہوئے)

''باتیں کرنا بند کرو۔ اپنی کاپیاں رکھ دو۔ ایک قطار میں سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور جلدی کرو۔

طلبہ کا ردعمل:

۱۔ میں تمہاری غلام نہیں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

۲۔ ایسا ہی کروں گی لیکن آہستہ آہستہ

۳۔ اس جیل سے کیسے نکلا جائے۔

استاد: (اخلاقیات کا درس دیتے ہوئے)

''تم نے جان کا قلم توڑ کر اچھا کام نہیں کیا۔ اگر کوئی تمہارا قلم توڑ دے تو تم کیا محسوس کرو گے۔ اگر تم کسی سے کوئی چیز عاریتاً لیتے ہو تو تمہیں چاہیے کہ اس کی اچھی طرح حفاظت کرو۔ بالکل ایسے ہی جیسے تم چاہو گے کہ دوسرے تمہاری چیز کی حفاظت کریں۔ اب کیا تم یہ نہیں سوچتے کہ تمہیں جان سے معافی مانگنی چاہیے۔؟

میں تو سمجھتا ہوں کہ تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیے۔

طلبہ کا ردعمل:

۱۔ میں یقیناً ایک برا آدمی ہوں۔

۲۔ ارے ہٹو۔

۳۔ میں کچھ سن ہی نہیں رہا۔

استاد: (خبردار کرتے ہوئے)

احتیاط سے۔ تمہاری غفلت سے یہ ٹیسٹ ٹیوبز ٹوٹ جائیں گی اور تم زخمی ہو جاؤ گے۔ اس برنر سے بھی محتاط رہو۔ کیا تم کوئی حادثہ کرنا چاہتے ہو۔

طلبہ کا ردعمل:

۱۔ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے۔

۲۔ بہتر یہی ہے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوگا۔

۳۔ آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہوگا۔

استاد: (مظلوم بنتے ہوئے)

''میں تو لوگوں کی وجہ سے روزانہ سر درد میں مبتلا ہو کر گھر جاتا ہوں اور تم یہ میرے سفید بال دیکھ رہے ہو۔ تم میں سے ہر ایک کی وجہ سے میرا ایک بال سفید ہوا ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

طلبہ کا ردعمل:

۱۔ میں آپ کو بال کالے کرنے والی ایک بوتل خریدوں گا۔

۲۔ کاش میں یہاں نہ ہوتی۔ مجھے یہ آہ زاری پسند نہیں۔

۳۔ یہ میری غلطی ہے۔؟

استاد: (موازنہ کرتے ہوئے)

''تمہاری رپورٹ دیر سے کیوں ملی ہے؟ پچھلے سال تمہاری بہن سیلی میری کلاس میں تھی۔ وہ ہمیشہ اپنا کام وقت پر کرتی ہے۔

طلبہ کا ردعمل:

۱۔ میں سیلی جیسی اچھی نہیں ہوسکتی۔

۲۔ مجھے اپنی بہن سے نفرت ہے۔

۳۔ مجھے اپنی ٹیچر سے نفرت ہے۔

استاد: (طنز کرتے ہوئے)

کسی تو بھی یاد نہیں کہ امریکہ کولمبس نے دریافت کیا تھا۔ بہت اچھے۔ نالائق لوگوں کے لیے تو یہ سکول ایک مقناطیس ہے۔ اس جماعت کی ذہانت بڑھانے کا طریقہ صرف ہے کہ سب بچوں کو سزا کے طور پر کھڑا رکھا جائے۔

طلبہ کا ردعمل:

۱۔ میں بے وقوف ہوں۔ مجھے کچھ یاد نہیں رہتا۔

۲۔ نالائق لوگوں کے لیے یہ سکول یقیناً مقناطیس ہے۔ اسی لیے یہ ٹیچر اس طرف کھنچا آیا ہے۔

۳۔ جہنم میں جاؤ۔

استاد: (پیشن گوئی کرتے ہوئے)

تمہاری کام کرنے کی یہ عادتیں کبھی تمہیں کوئی نوکری برقرار رکھنے کے قابل نہیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بنائینگے اور اگر تم اس سے بہتر گریڈ حاصل نہ کیا تو تمہیں کوئی اچھا کالج قبول نہیں کرے گا۔

طلبہ کا ردعمل:

۱۔ اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں۔

۲۔ میں ذرا بھی اچھی نہیں۔

۳۔ کوشش کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے؟ میں باز آیا۔

ہمارا یہ کھیل ختم ہوا تو اپنے ردعمل پر تبصرہ کرنے لگے۔ جین نے کہا۔ اگر ہم فرضی طلبہ نے اس قدر مایوسی اور غصہ محسوس کیا ہے تو طلبہ کتنی شدت سے یہ باتیں محسوس کرتے ہوں گے۔ اگر وہ ایسی ہی گفتگو گھر میں بھی سنتے ہیں تو ان کا حال کیا ہوگا۔

میریا نے کہا۔۔ میری بہن ہمیشہ بچوں کو دھملی دیتی رہتی ہے کہ اگر تم نے اچھا گریڈ نہ لیا تو میں تمہیں ٹیلی ویژن دیکھنے کی اجازت نہیں دوں گی۔ تمہیں اسی طرح پڑھنا چاہیے جس طرح تمہارے بھائی پڑھتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ تم بھی ''اے'' گریڈ لے لو۔ تم اپنا کام اس لیے نہیں کرتے کہ بہت سست ہو۔ اس طرح کی باتیں کرکے وہ ہمیشہ بچوں کو ہراساں کرتی رہتی ہے۔ بچوں کے والد بھی تقریریں جھاڑتے رہتے ہیں۔

میرے والد خاص طور پر بہت نکتہ چین تھے اور طنز کرتے رہتے۔ جین نے کہا۔۔ میرا خیال ہے کہ وہ خود کو بہت دلچسپ یا پھر چالاک سمجھتے تھے۔ مثلاً میرے والد نے ایک دفعہ کہا۔ لائبریری کی کتابیں گم ہوگئیں؟ بہت خوب واقعی یہ بہت ذمہ داری کا مظاہرہ ہے۔''

میں ابھی کمسن تھی۔ میں الجھن میں پڑ گئی آخر کسی چیز کو کھو دینا ذمہ داری کا کام کیسے ہوسکتا ہے۔ لیکن جب میں بڑی ہوگئی تو ان کی طنزیہ اور جلی کٹی باتیں مجھے تکلیف دیتیں۔ میرا جی چاہتا کہ میں بھی ان کو اسی طرح جواب دوں۔ کبھی کبھی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں نے ایسا بھی کیا۔اس معاملے میں میں بھی بہت تیز تھی۔ جب میں نے تدریس کا آغاز کیا تو طنزیہ لفظ از خود میرے منہ سے اچھل پڑتے۔ بالخصوص جب میں پریشان ہوتی تو اسی طرح کی گفتگو کرتی۔ مجھے یاد ہے کہ وقت ضائع کرنے والے ایک بچے سے میں نے وہی کہا جو میرے والد ہزار دفعہ مجھے کہہ چکے تھے۔ کیا تم قدرتی طور پر اتنے سست ہو یا ایسا کرنے میں کوئی تمہاری مدد کرتا ہے؟ پوری کلاس زور دار قہقہوں کے ساتھ گونج اٹھی۔

۔۔اور یہ قہقہے۔۔ٹیچر کے لیے موسیقی کی حیثیت رکھتے ہیں۔کن نے کہا۔

میں جانتی ہوں۔۔جین نے سنجیدگی سے کہا۔۔لیکن ان قہقہے کے نتیجہ میں ایک بچے کو سب کے سامنے بےعزت ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ میں نے مزید ایسا کرنا چھوڑ دیا۔

تم نے اپنے آپ کو کیسے روکا؟میریا نے پوچھا۔

۔۔۔اور یہ قہقہے۔۔۔ٹیچر کے لیے موسیقی کی حیثیت رکھتے ہیں۔کن نے کہا۔

میں جانتی ہوں۔۔جین نے سنجیدگی سے کہا۔۔لیکن ان قہقہے کے نتیجے میں ایک بچے کو سب کے سامنے بےعزت ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ میں نے مزید ایسا کرنا چھوڑ دیا۔

تم نے اپنے آپ کو کیسے روکا؟میریا نے پوچھا۔

جین نے منہ بنایا۔۔۔مجھے یہ بتاتے ہوئے اچھا تو نہیں لگ رہا لیکن سنو۔اپنی تدریس کے دوسرے سال مجھے خاص طور پر ایک پریشان کن بچی سے واسطہ پڑا۔ تھریسیا،سبق کے دوران آئینہ نکال کر اضطراری طور پر اپنے بالوں سے کھیلنے لگتی۔ ایک روز میں قدیم مصر کے بارے میں بچوں سے سوال پوچھ رہی تھی۔ایک ہاتھ کھڑا نہ ہوا۔میں نے دیکھا تھریسیا نیل کٹر سے اپنے ناخن فائل کر رہی تھی۔میں نے کہا۔ میں تھریسیا کو جواب دینے کے لیے نہیں کہوں گی کیونکہ وہ تو کلاس کی ہر بحث میں بھر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پورحصہ لیتی ہے۔ہم کسی اورکوموقعہ دیں گے۔ کچھ بچے دبی دبی ہنسی ہنسے۔تھریسیا نے اپنی نظر ناخنوں سے ہٹائی اور مجھے دیکھا۔ میں بھی یہی چاہتی تھی لیکن تھریسیا ندامت سے بھیگ گئی۔

میں خود بھی شرمندہ ہوگئی۔ میں نے اپنے آپ سے کہا۔۔آئندہ کبھی بھی ایسا نہیں کروں گی۔ اگر میں کسی بچے کی حرکت پر ناپسندیدگی کا اظہار کرنا چاہتی ہوں تو مجھے چاہیے کہ اسے طعن وتشنیع کا نشانہ بنانے کی بجائے صاف صاف لفظوں میں کہوں اور اگر میں مذاق کرنا چاہتی ہوں تو یہ کسی بچے کی حرکت پر ناپسندیدگی کا اظہار کرنا چاہتی ہوں تو یہ کسی بچے کی عزت نفس کی قیمت پر نہیں ہونا چاہیے۔

کن نے کہا بہت سی باتیں جو عام طور پر ہم بچوں سے کہہ دیتے ہیں۔وہ انہیں اپنے متعلق یا ہمارے بارے میں برا احساس دیتی ہیں۔لیکن یہ حقیقت تو اپنی جگہ موجو ہے کہ انہیں اچھا رویہ اختیار کرنیکی تعلیم دینا ہمارا فرض ہے۔

یہ بات بالکل درست اورضروری ہے۔میریا نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

ایک ٹیچر کی شائستگی کیساتھ بچوں کو بتا سکتا ہے کہ یہ کرواور یہ نہ کرو۔میریا نے کہا کہ والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچوں کو گھر میں شائستگی سکھائیں۔ کیونکہ والدین کا گھر میں دو یا تین بچوں کی تربیت کرنا اور ایک ٹیچر کے لیے کلاس میں تیس بچوں کو سنبھالنا مختلف ہے۔ٹیچر کا کام ذرا مشکل ہو جاتا ہے۔

جین نے اس سے اتفاق کیا۔لیکن کہا۔ دوسری صورت میں والدین کام زیادہ مشکل ہے۔انہیں عمر بھر کا سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے۔وہ تین بجے اپنے بچوں کو چھٹی نہیں دے سکتے۔ یا وہ یہ امید نہیں رکھتے کہ اگلے سال جماعت میں نئے اور بہتر بچے آ جائیں گے۔

لنچ کے وقفہ میں باقی وقت ہم نے بچوں کو تعاون پر آمادہ کرنے کے اصولوں اور

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سکول کے ماحول میں بچوں کے طرزِ عمل پر اظہار کیا۔ مثلاً ہم نے طے کیا کہ:

۱۔ نکتہ چینی اور طنز نہ کی جائے۔

مثلاً: بل تو بہت لاپرواہ ہو۔ دیکھو تم نے فرش پر رنگ گرا دیا۔

یہ کون ذہین ترین آدمی ہے۔ جس نے شیٹ پر اپنا نام لکھنا گوارا نہیں کیا۔

۲۔ حاکمانہ انداز نہ اپنایا جائے۔

ریکٹ سے کھیلنا چھوڑو۔ واپس کلاس میں چلو۔ اب چل بھی پڑو۔

۳۔ الزام تراشی نہ کی جائے۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔ تمہیں کس نے یہ حق دیا ہے کہ ڈیسک کا حلیہ بگاڑو۔ لکھنے کے لیے ڈیسک نہیں کاغذ ہوتا ہے۔

۴۔ عیب جوئی نہ کی جائے۔

تمہاری کمپیوٹر ڈسک زمین پر کیوں پڑی ہے۔ اب یہ بالکل خراب ہو چکی ہو گی۔ تم سے بو آ رہی ہے۔ کیا تمہیں کسی نے صابن اور پانی کا استعمال نہیں سکھایا۔

۵۔ ہمت پست نہ کیجائے۔

تم نے ابھی تک اپنی رپورٹ پر کام شروع نہیں کیا۔ اس رفتار سے تو یہ اگلی صدی تک مکمل نہیں ہو گی۔

دھمکیاں اور احکامات بچوں کو پہلے بے بسی کا احساس دیتے ہیں لیکن پھر سرکشی پر آمادہ کرتے ہیں۔ وہ تقریریں اور لمبی وضاحتیں سننا پسند نہیں کرتے۔ بعض اوقات محض ایک لفظ انہیں متوجہ کرنے یا خود سنبھالنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ مثلاً والدہ کا یہ کہنا:

تم اپنی جیکٹ کے بغیر کہاں جا رہے ہو۔ باہر سخت سردی پڑ رہی ہے۔ کیا تم بیمار ہونا چاہتے ہو۔

اس کی بجائے محض ایک لفظ آپ کا کام کر سکتا ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ٹونی۔تمہاری جیکٹ؟

اسی طرح ٹیچر کا یہ کہنا۔۔کتنی دفعہ مجھے تم لوگوں کو بتانا ہوگا کہ خاموش رہو۔تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اپنی تفریح کے لیے بول رہی ہوں۔

اس کی بجائے میز یا ڈیسک تھپتھپا کر کہنا۔خاموشی۔۔موثر رہتا ہے۔

یا پھر استاد کا یہ کہنا۔

تم نے پھر وہی کہا۔۔حاشیے کیلیے جگہ نہیں چھوڑی۔یہی وجہ ہے کہ تمہارے پرچے بے ترتیب لگتے ہیں۔

اس کی بجائے ایک لفظ سے گزارہ ہوسکتا ہے۔

حاشیے۔

ہم نے مندرجہ بالا مثالوں پہ کام کیا۔اگرچہ یہ تحریری انداز میں ہمارے سامنے تھیں لیکن قابل عمل دکھائی دیتی تھیں۔ہم بہت خوش اومطمئن تھے۔اب اگلا مرحلہ ان حیرت انگیز تجاویز کو کلاس رومز میں مہارت کے ساتھ زیر عمل لانا تھا۔کن نے کہا آپ کو حیرت ہوگی کہ میں ان حکمت عملیوں تو قدرتی طور پر بچوں پہ آزماتا رہو ہوں۔مثلا۔تمہارے پاؤں۔دروازہ۔تمہاری رپورٹیں وغیرہ۔لیکن میں ان مہارتوں کو لاشعوری طور پر عمل میں لاتا رہا ہوں اس کے علاوہ بھی کچھ باتیں ہیں جو اس فہرست میں شامل نہیں۔

کیا ہم نے کچھ چھوڑ دیا ہے؟میں نے پوچھا۔

ہاں۔۔کن بولا۔۔دلچسپی،کھیل اور تھوڑا سا مزاح۔کوئی بھی ایسا کام جو چیزوں میں زندگی بھر دے۔مثلا میں بات سمجھانے کے لیے کوئی لطیفہ بھی سنا دیتا ہوں۔

میر یا بولی۔ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔میرا بیٹا مارکو،اپنی بیالوجی کی ٹیچر کو اس لیے زیادہ پسند کرتا ہے کیونکہ وہ لطیفے بھی سناتی ہے۔مثلا اس نے ایک دفعہ کہا۔۔سکول

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کے پاس فنڈز بہت کم ہیں۔ وہ روزانہ بچوں کے تجربات کے لیے مینڈک نہیں خرید سکتا۔ اس کے لیے پہلے پیریڈ کے بچوں کو اپنے تجربے کے بعد مینڈک سینا پڑیں گے تاکہ دوسرے پیریڈ کے بچے ان کو اپنے تجربے کے لیے چیر پھاڑ سکیں۔

کن جی بھر کر ہنسا۔ میرا مطلب یہ تھا۔ مزاح ہر فرد کو طبیعت شگفتہ کر دیتا ہے اور تعاون پہ آمادہ کرتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میں پہلی جماعت کو پڑھا رہا تھا۔ تفریح کے وقت بچے کمرے سے نکلنے کے لیے دھکم پیل میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ انہیں قطار بنا کر باہر نکلنے کے لیے کہا لیکن وہ سنی ان سنی کر دیتے۔ چنانچہ ایک دوپہر میں نے کہا۔۔ بچو۔۔ آؤ تفریح میں جانے کے لیے ریل گاڑی بناتے ہیں۔ اینڈریو تم آگے آؤ، تم انجن ہو اور مونیکا تم سب سے پیچھے جاؤ، تم ٹرین گارڈ ہو۔ درمیان میں سب بچے گاڑی کے ڈبے ہوں گے۔ ہر روز انجن اور گارڈ تبدیل ہوتے رہیں گے۔ اب لائن میں لگ جاؤ۔ ایک دوسرے کے کندھے پکڑ لو اور چل پڑو۔ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں انہوں نے بالکل درست قطار بنائی اور چھک چھک کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئے۔

لیکن آپ یہ طریقہ صرف چھوٹے بچوں کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ بڑوں کے لیے نہیں۔ میریا نے کہا۔

میرا بھی یہی خیال ہے۔ چنانچہ میں نے چوتھی جماعت کے لیے ایک اور طریقہ آزمایا۔ مجھے ایک روز شکایت ملی کہ میرے کلاس کے بچے جب لنچ کے لیے کھانے کے کمرے کیطرف جاتے ہیں تو بہت شور مچاتے ہیں۔ برا بھلا کہنے کیبجائے میں نے انہیں کہا کہ وہ اپنی جیبوں سے جادو کی چابیاں نکالیں۔ اپنے منہ کو تالا لگائیں اور دروازے سے باہر جانے سے پہلے چابیاں میرے حوالے کر دیں۔

اور انہوں نے ایسا ہی کیا؟ میریا نے پوچھا۔

ہاں۔ ہر ایک میرے پاس آیا اور اپنی چابی میرے حوالے کی۔ پھر وہ سب ہونٹ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دبائے اور دانتوں کو بھینچے باہر نکل گئے۔ ہم کھانے کے کمرے میں پہنچ گئے۔ تب میں نے ان سب کو اکٹھے چابیاں واپس کیں تا کہ وہ اپنے منہ کے تالے کھول کر کھانا کھا سکیں اور باتیں کر سکیں۔

''تمہارے بچے تو بہت خوش قسمت ہیں کہ تم ان کی ماں ہو۔ میں نے جین سے کہا۔ تمہارے ساتھ رہنا تو بہت دلچسپ ہوگا۔

تم بہت اچھی باتیں کرتی ہو۔ جین نے کلاس میں واپس جانے کے لیے اپنی چیزیں اکٹھی کرتے ہوئے کہا۔ لیکن میرے بچے تم سے اتفاق نہیں کریں گے۔

کیوں۔؟

اس لیے کہ جب میں سکول سے واپس گھر پہنچتی ہوں تو بہت تھکی ہوتی ہوں۔

مجھے صرف سکون اور خاموشی کی ضرورت ہوتی ہے۔

۔۔۔اور یہ تمہیں اس وقت ملے گا جب تمہارے بچے بڑے ہو کر گھر چھوڑ دیں گے۔

کن نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

یہ گفتگو جمعہ کے روز ہوئی۔ پیر کے روز جین نے لنچ کے وقت اپنی ٹرے میز پر رکھی اور ہم سب کی طرف بشاشت سے دیکھا۔

اب کیا ہے؟ کن نے استفسار کیا۔

جین نے کہا۔۔ یاد ہے ہم نے جمعہ کے روز کیا بات کی تھی؟ اس روز سہ پہر کو جب میں گھر پہنچی تو میرے بچے باورچی خانے میں گھسے ہلا پھلا کا کھانا کھانے میں مصروف تھے۔

کتابیں، ربر کے جوتے اور کیلوں کے چھلکے میز پر اور روٹی کے ٹکڑے فرش پر بکھرے ہوئے تھے۔ آپ لوگوں کا کیا خیال ہے۔ میں نے کیا کیا؟ کیا میں نے دھمکایا؟ گالی دی؟ کوئی تقریر کی؟ نہیں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔ میں نے تمہارا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

طریقہ استعمال کیا۔اس طرح بولنے کا طریقہ۔۔جیسے کہ میں کوئی اور کردار ہوں۔

کوئی اور کردار۔۔؟ کن نے اسہفامیہ انداز میں جین کو دیکھا۔

میں نے اس صورت حال پہ مختلف کرداروں کے تاثرات بیان کئے۔

مثلا میں نے کہا۔بچو اگر یہ منظر کوئی انگریز رئیس دیکھے تو کہے گا۔۔بھلے آدمیو۔۔۔رات کا کھانا آٹھ بجے پیش کیا جاتا ہے۔اس لیے جلدی سے میز صاف کردو۔

فرانسیسی دوشیزہ کہے گی۔۔۔۔جوتے کھانے کی میز پر؟۔جہاں ہم کھاتے ہیں۔۔تو بہ۔تو بہ۔۔۔یہ جوتے یہاں سے غائب کردو۔

اوپیرا سنگر کہے گی۔۔۔روٹی کے ٹکڑے زمیں پر دیکھ کر میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔

روبوٹ کہے گا۔کتابیں۔جوتے،کیلے کے چھلکے،کھلونے۔۔رات کے کھانے سے پہلے میز پر سے غائب ہو جانے چاہییں۔

اور پھر۔۔بچوں نے تیزی سے سب کچھ ٹھیک کر دیا اور انکا موڈ بھی خراب نہ ہوا۔

میریا کھلکھلا کر ہنسی۔۔جین تم نے جو کیا وہ بہت دلچسپ ہے۔۔۔میں جانتی ہوں کہ اگر میں اپنے بچوں سے اس طرح مختلف کردار بن کر بات کروں تو شاید وہ بھی صفائی کر دیں۔لیکن اس طرح کرتے ہوئے میں خود کو احمق سمجھوں گی کیونکہ میں کچھ زیادہ ہی سنجیدہ ہوں۔

میں آپ کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔لیکن اتنا جانتی ہوں کہ ہم سب میں تھوڑا بہت کھلنڈرپن ضرور ہوتا ہے۔جو کہیں دور تا لے میں رکھا ہوتا ہے۔ہمیں صرف اس کو تلاش کر کے باہر نکالنا ہوتا ہے۔مثلا یاد کرو تمہاری بیٹی اینا نے اس صبح تمہارے ساتھ کیا کیا؟ جب سکول جانے سے پہلے اس کی جھڑپ تمہارے ساتھ ہوئی تھی۔

میریا شرم سے گنگنا رہ گئی۔ارے نہیں۔۔۔وہ کچھ بھی نہیں تھا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہم پر اعتماد کرو میریا۔۔جین نے کہا۔۔۔۔جو کچھ ہوا مہربانی کر کے سب کو بتاؤ۔ بتاؤ کیا ہوا تھا۔؟

میریا ایک لمحے لے لیے ہچکچائی اور پھر بولی۔اچھا،سنو۔اینا اور میرے درمیان کسی بات پر جھڑپ ہوگئی۔اس کی بس آنے والی تھی۔وہ صلح کیے بغیر سکول نہیں جانا چاہتی تھی۔وہ جانے سے پہلے مجھے پیار کرنا چاہتی تھی لیکن اپنی ناراضگی کے اظہار کی وجہ سے ایسا کرنے سے گریزاں تھی۔میں صورت حال کو سمجھ رہی تھی چنانچہ میں نے ماحول بہتر بنانے کے لیے کہا۔۔اینا کیا میں تمہیں پیار کر سکتی ہوں۔؟

اینا نے تنگ کر کہا۔۔نہیں۔

میں نے کہا چلو اس وقت پیار کر سکتی ہوں۔جب تم سکول سے واپس آؤ گی۔؟اینا نے اینٹھ کر کہا۔نہیں۔

میں نے کہا۔اچھا تب پیار کر سکتی ہوں جب وہ شادی شدہ ہو جائے گی۔

وہ ہنسی اور جھینپ کر مجھ سے لپٹ گئی۔۔اوہ ماما۔۔کیسی باتیں کرتی ہو۔۔گھر کی فضا بہتر ہوگئی۔

لنچ کے اختتام پر میں نے اپنے آپ کو عجیب طرح کی آسودگی میں محسوس کیا۔ جب میں نے کلاس روم کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی تو میرے ذہن میں جین اور میریا کی متاثر کن کہانیاں تھے میں نے اپنی جماعت کے ناسمجھ بچوں کے بارے میں سوچا۔یہ لوگ مسلسل اپنے جوابات ہاتھ اٹھائے بغیر پکارتے رہتے ہیں۔میں نے ان کے ساتھ مختلف حکمت عملی اپنائی ہے لیکن کبھی مزاح اور ظرافت کا سہارا نہیں لیا تھا۔چنانچہ اس روز میں نے ان سے کہا کہ۔۔''میں آپ لوگوں کے جوابات تو سنتی ہوں مگر ہاتھ نہیں دیکھ سکتی۔اس طرح تو گڑبڑ ہو جاتی ہے۔آپ لوگ ایک ساتھ بولنے لگتے ہو۔مجھے پتا ہی نہیں چلتا کہ کون سا بچہ درست اور کون سا بچہ غلط جواب دے رہا ہے۔اس بات کا تھوڑا سا اثر ہوا اور کچھ بچوں نے ہاتھ کھڑے کرنے شروع

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کر دیئے۔ باقی رہ جانے والوں کو میں نے انکی پسند کے انتخاب کا موقعہ دیا۔ تم اپنا دایاں یا بایاں ہاتھ کھڑا کر سکتے ہو۔ کچھ نے دایاں اور کچھ نے بایاں ہاتھ منتخب کیا۔ ایک نے دونوں ہاتھ کھڑے کر دیئے۔ بہر حال صورت حال میرے قابو میں آنا شروع ہوگئی۔ اب جس روز کوئی بچہ اپنا ہاتھ نہ کھڑا کرتا۔ میں اسے صرف ایک لفظ کے ساتھ یاد دہانی کراتی۔۔ ہاتھ۔۔۔

میں اپنی کامیابی پر بہت خوش تھی لیکن اینڈریو نے مجھے پریشان کرنا جاری رکھا۔ وہ ہاتھ اٹھائے بغیر اور میرے مخاطب ہونے سے پہلے ہی جواب دینا شروع کر دیتا۔ کئی روز تک اس کی غیر ذمہ دارانہ طبیعت پر کچھ بھی اثر انداز ہوتا دکھائی نہ دیا۔ پھر ایک دن مجھے ایک نئی بات سوجھی۔ میں نے رائٹنگ پیڈ نکالا اور اس پر لکھا۔

پیارے اینڈریو

جب تم یہ دکھانا چاہو کہ تمہیں جواب آتا ہے تو بولنا نہیں۔۔ صرف اپنا ہاتھ اٹھا دینا۔

پیشگی شکریہ

تمہاری مس لیونڈر

معاشرتی علوم پیریڈ میں، میں نے کلاس سے انقلابی جنگ کے اسباب بارے میں سوال پوچھا۔ تمام کلاس کے ہاتھ لہرا رہے تھے۔ ایک آواز گونجی۔۔۔ ''محاصل بغیر نمائندگی کے۔۔ یہ یقیناً اینڈریو تھا۔ اس کے ڈیسک تک پہنچی۔ مسکرا کر اس کیطرف دیکھا اور اپنا دہرا کیا ہوا کاغذ اسے دے دیا۔ اینڈریو نے اسے کھول کر پڑھا۔ جواباً مسکرایا اور باقی پیریڈ کے دوران وہ ہاتھ اٹھاتا رہا۔

اگلی صبح اس نے کہا۔۔ میں آپ کے لیے ایک نظم لایا ہوں۔ میں نے اسے پڑھا اور اینڈریو سے کہا کہ وہ اسے بورڈ پر لکھ دے۔ تاکہ پوری کلاس اسے یاد کر لے۔ نظم کچھ اس طرح تھی۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

گلاب سرخ ہوتا ہے، سلاد سبز ہوتا ہے۔

جب تم ہاتھ اٹھاتے ہو تو یہ سب کی نظروں میں ہوتا ہے۔

اب مجھے بچوں کو ہاتھ اٹھانے کے لیے کچھ نہیں کہنا پڑتا۔ ان میں سے جب کوئی بچہ ہاتھ کھڑا کرنا بھول جاتا ہے تو میں اینڈریو کی نظم یاد دلا دیتی ہو۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بچوں کا تعاون

والدین کے سوالات۔

۱۔ کیا اس بات کو اہمیت حاصل نہیں کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ کس طرح کہا جا رہا ہے؟

جواب: آپ کی آواز اور لہجہ بھی اتنا ہی اہم ہوتا ہے جتنے آپ کے الفاظ۔ ماہرانہ ردعمل بھی زہریلا ہو سکتا ہے اگر اسے نفرت کے انداز میں ادا کیا جائے۔ مثلاً۔۔۔ تم نے پھر یہ کر دیا۔۔ تم کبھی نہیں سیکھو گے۔ احترام سے بھرپور لفظوں کے ساتھ ہمیں مہذب رویہ بھی اپنانا چاہیے۔ ''مجھے تمہاری قابلیت اور بصیرت پر اعتماد ہے۔ جب میں ایک دفعہ مسئلہ کی نشاندہی کروں گی تو تم جان لو گی کہ کیا کرنا ہے۔

۲۔ اگلے دن بیٹی روتی ہوئی میرے پاس آئی۔ اس کے ایک بھائی نے اس کی نئی کاپی کے کچھ صفحے پھاڑ دیے تھے۔ میں نے دونوں بیٹوں سے پوچھا کہ کس نے یہ حرکت کی ہے تو دونوں نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ میں ان سے کس طرح سچ کہلواؤں؟

جواب: یہ حرکت کس نے کی ہے؟ ایسا جملہ ہے جو بچوں کو فوری طور پر خطرے کی گھنٹی کی طرح لگتا ہے۔ ان کو دو ناخوشگوار چیزوں کا یکے بعد دیگرے سامنا ہوتا ہے۔ اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں تو انہیں عارضی طور پر اطمینان مل جاتا ہے لیکن طویل عرصہ تک احساس جرم میں مبتلا رہتے ہیں۔ اگر وہ سچ بولتے ہیں تو ان کو فوراً سرزنش یا سزا کا خطرہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ان کا اعتراف جرم انہیں ایک اور خطرناک سوال کی طرف لے جاتا ہے کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ کوئی بچہ اپنے غلط کام کی کیسی بھی توجیہہ پیش کرے۔۔ وہ تم نے یہ حرکت کیوں کی'' کا اصل جواب اپنی ذات کو مرد الزام ٹھہرانے کے لیے کبھی نہیں دیتا۔ اس طرح اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ کوتاہ اندیش، خودغرض، کمتر اور ناسمجھ ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بچوں سے یہ پوچھنے کی بجائے کہ کس نے یہ حرکت کی ہے اور کیوں کی ہے؟ اصل مسئلہ بیان کرنا چاہیے۔ مثلاً اس معاملے میں کہا جا سکتا تھا کہ کہ سوزی بہت پریشان ہے کیونکہ اس کی کاپی کے کچھ ورق پھاڑ لیے گئے ہیں۔ اس کی نئی کاپی خراب ہو گئی ہے۔ کاغذ کی ضرورت کسی کو بھی پڑ سکتی ہے۔ مجھے بتاؤ کسے کاغذ کی ضرورت تھی یا کہ آئندہ اس کی ضرورت کسی کو بھی پڑ سکتی ہے۔ مجھے بتاؤ کسے کاغذ کی ضرورت تھی تا کہ آئندہ اس کی ضرورت کا خیال رکھا جائے اور آئندہ اگر کسی کو ضرورت پڑے تو مجھے بتائے میں اس کی مدد کروں گی۔

۳۔ جب میں اپنی بیٹی سے کوئی کام کروانا چاہتی ہوں تو شائستگی سے کہنے کی کوشش کرتی ہوں۔ مثلاً میں کہوں گی۔۔۔ پلیز جلدی کرو، ورنہ تم سکول سے لیٹ ہو جاؤ گی۔ یا۔ پلیز ٹی وی بند کر دو اور کتابیں پڑھنا شروع کرو۔ لیکن وہ میرا مشورہ نظر انداز کر دیتی ہے۔ آپ کا کیا مشورہ ہے۔؟

جواب: بڑے افراد اکثر اوقات ''پلیز'' کا استعمال دراصل حکم کو شائستہ بنانے کے لیے کرتے ہیں۔ بچے پلیز کو خاطر میں نہیں لاتے اور حکم سے بغاوت کر دیتے ہیں۔ چنانچہ یہ طرز عمل بہت سے والدین کو مشتعل کر دیتا ہے۔ پلیز کا لفظ عموماً بچے بھی استعمال کرتے ہیں لیکن یہ ان کے مطالبات کا ایک انداز ہوتا ہے۔ ماما پلیز مجھے بھی اپنے ساتھ سٹور پہ لے چلیں۔ میں نے پلیز کہا ہے۔ کہا ہے ناں۔۔۔؟ چونکہ تعاون پر آمادہ کرنیکی اور بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں اس لیے ہمارا مشورہ یہ کہ ''پلیز'' کا استعمال کسی ایسی صورت حال کے لیے محفوظ رکھیں۔ جہاں آپ کو معمولی جزبات کا اظہار مقصود ہو اور آپ کی بات عام شائستگی کا نمونہ پیش کرے۔ مثلاً پلیز یہ گلاس مجھے دینا۔

۴۔ آپ والدین کو مشورہ دیتے ہیں کہ بچوں کو تحریری یادداشت دینا چاہیے۔ کس عمر کے بچوں کے لیے ایسا کرنا موثر ہوتا ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جواب: حیرت انگیز طور پر تحریری الفاظ، ان بچوں کے لیے بھی بہت موثر ہوتے ہیں جو ابھی بہت چھوٹے ہوں۔ ایک ماں نے بتایا کہ نرسری کلاس کی اس کی بیٹی سکول کے لیے تیار ہونے میں ہمیشہ بہت وقت لیتی تھی۔ ایک دوپہر کو ماں اس کے ساتھ بیٹھ گئی اور سکول کے لیے گھر سے نکلنے سے پہلے کرنے والے کاموں کی ایک فہرست بنائی۔ ہر کام کے آگے مثلاً دانتوں کو برش کرنا، کنگھی کرنا، ناشتہ کرنا وغیرہ کی سادہ سی تصویر بنائی اور بچی سے کہا کہ ہم نے روزانہ صبح اس فہرست کے مطابق کام کرنے ہیں۔ ننھی بچی نے ہر صبح سکول کی تیاری شروع کر دی اور پھر ایک روز اس نے تصویروں کو ایک ہاتھ سے ڈھانپ کر بڑے فخر کے ساتھ فہرست کی تمام ترتیب اپنے والد کو بتائی۔

۵۔ میرے بیٹے کو ایک دفعہ سکول میں تقریر کرنا تھی۔ لیکن اس کا اصرار تھا کہ وہ تقریر نہیں کرے گا چاہے ٹیچر اسے فیل کر دے۔ میں نے اسے سمجھایا کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ ڈھنگ سے تقریر نہیں کر سکے گا تو آئینے کے سامنے یہ مشق کر لے یا پھر میرے سامنے یہ مشق کر سکتا ہے۔ لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ کوئی مشورہ دیں؟

جواب: جب کوئی بچہ کچھ کرنے کے متعلق منفی احساسات رکھتا ہے تو اس کو انتخاب کا تجربہ کرنے پر مائل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دراصل اسے یہ باور کرانے کی ضرورت ہوتی ہے کہ آپ اس کی ہچکچاہٹ یا گڑبڑ سے آگاہ ہیں چنانچہ اسے مختلف صورتوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ مثلاً اجتماع کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کرنا بہت خوف زدہ کر دینے والا کام ہوتا ہے۔ بعض اوقات پیشہ ور مقرر بھی اپنا اعتماد کھو بیٹھتے ہیں۔ آپ اپنے بیٹے سے پوچھ سکتے ہیں کہ کون سا طریقہ تمہیں زیادہ پر اعتماد اور مطمئن کر سکتا ہے۔؟ یعنی آئینے کے سامنے تقریر کی مشق یا سب گھر والوں کے سامنے تقریر کرنا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

آپ کی تجاویز پر ممکن ہے وہ کوئی تیسری صورت پیش کر دے۔ مثلاً وہ کہے کہ نہیں پہلے میں اکیلا ہی ٹیپ ریکارڈر میں اسے ریکارڈ کروں گا اور پھر آپ کو سناؤں گا۔

بچے کے انکار کے پیچھے موجود اس کی مشکلات کو سمجھیں اور پھر اسے ان مشکلات پر قابو پانے کے مختلف حل تجویز کریں۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بچوں کا تعاون

والدین کے واقعات

درج ذیل واقعہ بتایا ہے کہ کس طرح ایک باپ نے بچوں کے لیے مخصوص حکمت عملی سے کام لے کر اپنے نوخیز بیٹے کو ایک غیر ملکی طالب علم کے ساتھ باہمی تعاون سے رہنا سکھایا۔ غیر ملکی طالب علم انکے ہاں ایک سال رہنے کے لیے آیا تھا۔

میرا بیٹا جیک ہوم ورک کرنے کے ساتھ ریڈیو پہ راک میوزک سن رہا تھا۔ ریڈیو کی آواز خاصی بلند تھی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ ہمارا غیر ملکی مہمان آندرے (فرانس سے فارن ایکسچینج سٹوڈنٹ) بہت پریشان ہے۔ اسے اپنے ہوم ورک پہ توجہ مرکوز کرنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔ لیکن وہ اپنی شائستگی کی وجہ سے کچھ کہنے سے گریزاں تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ عجیب نظروں سے ریڈیو کی طرف دیکھ رہا ہے۔ میں اپنے بیٹے کی بے حسی پر اشتعال سے پھٹ پڑنے کو تھا لیکن میں نے خود کو سنبھالے رکھا۔ میں اسے کہنا چاہتا تھا کہ آندے اتنے شور میں کیسے کام کر سکتا ہے۔ تمہیں خود ہی کچھ خیال کرنا چاہیے۔ لیکن میں نے سوچا کہ اسے حکمت عملی سے راستے پر لایا جائے۔

میں نے جیک کو مخاطب کر کے کہا۔ جیک، کچھ لوگ اپنا ہوم ورک موسیقی کے اونچے سروں کیساتھ بھی آسانی سے کر سکتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگوں کو سوچنے کے لیے خاموشی درکار ہوتی ہے۔

جیک نے سر اٹھایا۔ ریڈیو کی آواز تھوڑی سی کم کی اور آندرے سے پوچھا۔۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟

آدھے گھنٹے کے بعد آواز پھر اونچی ہو رہی تھی۔ میں نے لڑکوں کے کمرے کی طرف دیکھا اور چلایا۔ ریڈیو۔۔؟؟؟

جیک نے فوراً کہا۔۔ اوہ۔۔ پاپا۔۔ معاف کیجئے گا اور ریڈیو بند کر دیا۔۔

آندرے نے جیک کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔ مرسی۔۔ (شکریہ)

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اور پھر اس واقعہ کے بعد ریڈ یو تو کیا مجھے کوئی اور ایسی بات بھی سننے کو نہ ملی جو جیک کیطرف سے آندرے کے لیے پریشان کن ہو۔

یہ واقعہ ایک ماں سناتی ہیں جنہوں نے اپنی تین سالہ بیٹی کو تعاون پہ آمادہ کرنے کے لیے کھیل کا سہارا لیا۔

منڈی کے ہاتھ میں لائبریری کی کتاب تھی۔ وہ تالاب میں اترنے والی تھی کہ میں نے اسے دیکھ لیا۔ میں اتنی دور تھی کہ بھاگ کر بھی اسے روک نہیں سکتی تھی۔

میں چیخی ۔۔ منڈی ۔ رکو۔ رکو۔۔ تمہارے ہاتھ میں کتاب ہے رکو۔۔ تالاب میں مت جاؤ۔۔ کتابوں کو تو تیرنا نہیں آتا۔۔ منڈی وہیں رک گئی۔۔ اس نے اپنے ہاتھ میں کتاب کو دیکھا اور بھاگ کر گھر کے اندر داخل ہو گئی۔۔۔ اگلے سیکنڈ میں وہ پھر باہر تھی لیکن اب اس کے ہاتھ میں کتاب نہیں تھی۔ وہ پانی میں اتر کر کھیلنے لگی۔

اگلی دو کہانیاں لکھے ہوئے لفظوں کی طاقت کو ظاہر کرتی ہیں۔

اینڈی ۔۔ میرے دس سالہ بیٹے نے مجھ سے درخواست کی کہ اسے سکول کے انٹر نیشنل فوڈ میلہ میں کھانا گرم رکھنے کے لیے گھر کے ہاٹ پاٹ کی ضرورت ہے کیا وہ اسے لے جا سکتا ہے۔ میں نے اسے ایسا کرنے کی اجازت دے دی۔

جب میلہ ختم ہو گیا تو وہ اسے واپس گھر لانا بھول گیا۔ میں ایک ہفتہ تک روزانہ اسے ہاٹ پاٹ واپس لانے کے لے یاد دہانی کراتی رہی لیکن وہ بھول جاتا۔ ایک روز میں نے اس کے لنچ باکس میں کیلے رکھتے ہوئے ان پر مارکر سے لکھے دیا۔۔۔ ہاٹ پاٹ۔

اس روز سکول سے واپس آنے کیبعد اس نے بتایا کہ جب ہم لوگ لنچ کرنے لگے اور میں نے لنچ باکس سے کیلے نکالے تو میرے دوست بہت ہنسے لیکن وہ ہاٹ پاٹ لانا پھر بھی بھول گیا۔ میں نے کہا۔ اینڈی ایکوئی اور قدم سنجیدگی سے اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اب تم اپنی یاد دہانی کے لیے ایک پرچہ خود لکھو جو واقعی کام کر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سکے۔وہ اسی وقت بیٹھ گیا اور ایک کاغذ پر لکھا۔۔

پیارے اینڈی۔

اس گندے، بدبودار اور میلے کچیلے ہاٹ پاٹ کو گھر لانا یاد رکھنا۔

میں نے اسکے ہجے بھی درست نہ کیئے۔اس نے اسے اپنے سکول بیگ پر چپکا لیا اور پھر اگلے روز سکول سے واپسی پر ہاٹ پاٹ مجھے واپس مل گیا۔

ہمارا کتا کھڑکی کے پاس کھڑا مسلسل بھونک رہا تھا۔میں نے باہر جھانکا۔میرے بچے پڑوسیوں کے بچوں کے ساتھ بس سٹاپ پر آپس میں لڑ رہے تھے۔وہ چیختے، ایک دوسرے کو ٹھڈے اور گھونسے مارنے میں مصروف تھے۔میں نہانے کے لباس میں تھی اس لیے باہر نہیں جا سکتی تھی۔میں نے جلدی سے ایک کاغذ پر موٹے حروف سے لکھا۔۔لڑنا بند کرو۔۔۔اسے میں نے کتے کے گلے میں پٹے کے ساتھ باندھ دیا اور کتے کی زنجیر کھول دی۔وہ بھاگتا ہوا بچوں کے پاس گیا۔

انہوں نے کتے کو دیکھا اور پھر جب ان کی نظر کاغذ پر پڑی تو جیسے حیرت زدہ رہ گئے۔انہوں نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر لڑنا بند کر دیا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بچوں کا تعاون

اساتذہ کے سوالات۔

نمبر ۱۔ جب بچوں کو ان کے غلط حرکات پہ سمجھانے کی کوشش کی جائے او وہ مثبت ردعمل نہ دیں تو کیا کیا جائے؟ اگلے دن میں نے پہلی جماعت کے طالب علم سے کہا کہ تم نے اپنا پاؤں ایزل (درمیانی راستے) میں رکھا ہوا ہے۔ اس نے سر اٹھا کے میری طرف دیکھا۔ اوہو کہا۔ لیکن پاؤں پیچھے نہ ہٹایا۔ میں نہیں جانتی کہ اس طرح کی صورت حال میں کیا کروں؟

جواب: آپ ہمیشہ اپنا اصل مدعا ہی بیان کرے اگر اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا، تب معلوماتی اور وضاحتی انداز اختیار کریں۔ بچے کو بتائیں کہ اس طرح راستے میں پاؤں رکھنے سے کوئی ٹکرا کر گر جائے گا۔ آپ کو بھی چوٹ آ سکتی ہے۔ بعض بچے باتوں کو ایک سے زیادہ دفعہ یا زیادہ طریقوں سے سن کر سمجھتے اور پھر عمل کرتے ہیں۔

نمبر ۲۔ میں حیران ہوں کہ نوخیز بچوں کو معلومات فراہم کرنا بھی بعض اوقات غیر موثر ہو جاتا ہے۔ میں نے آرٹ کلاس میں ایک بچی کو کہا۔۔ شیلا یہ پیسٹ اگر ڈھانپ کر نہ رکھا جائے تو بہت جلد سوکھ جاتا ہے۔ اس نے اپنی آنکھیں گھمائیں اور کہا۔۔ فریب مت دیں۔ میں پریشان ہو گئی۔ اس نے ایسا طرز عمل کیوں اختیار کیا۔؟

جواب: بچوں کو معلومات ان کی عمر کے مطابق دیں۔ اگر آپ سن بلوغت رکھنے والے بچے کو ایسی باتیں کہیں گے تو وہ اسے ذہانت کی توہین سمجھے گا کیونکہ اس عمر میں بچے یہ باتیں پہلے سے جانتے ہیں۔ اگر آپ نرم لفظوں میں کہتے۔۔ شیلا تم پیسٹ ڈھانپنا بھول گئی ہو تو وہ یقیناً معذرت خواہ ہوتی۔

نمبر ۳: ایک لفظی بیان اور حکم دینے میں بہت کم فرق ہے۔ اگر میں کسی بچے کو کہوں ۔بیٹھو۔۔ تو کیا یہ حکم دینے کے مترادف نہیں ہوگا؟

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جواب: اگر آپ کسی فعل کو واحد لفظ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ مثال رکو، اٹھو، چلو، بیٹھو تو یہ حکم کی طرح ہی لگتا ہے۔ ایک لفظ کا بیان اس وقت بہترین نتائج دیتا ہے جب یہ اسم ہو۔ مثلاً لاری تمہاری نشست۔ یہ جملہ لاری کو سوچنے پر مجبور کر دے گا۔ وہ سوچے گا۔۔ میری نشست کا کیا مطلب ہے۔ اوہ مجھے اس پر ہونا چاہیے۔ بہتر ہے کہ میں بیٹھ جاؤں۔ اس طرح آپ لاری کو یہ ہدایت نہیں دے رہے کہ وہ کیا کرے آپ اس کی توجہ مسئلے کی طرف دلا رہے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو بتا سکے کہ اسے کیا کرنا ہے۔

نمبر ۴۔ میرا خیال تھا کہ انتخاب کرنے کا حق دینا بچوں کو تعاون پر آمادہ کرنے میں مدد دیتا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میری کلاس میں دو لڑکیاں ہر وقت آپس میں باتیں کرتی رہتی ہیں۔ میں ان سے کہا کہ انہیں دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرنے کا اختیار ہے۔ وہ ہر وقت کی خوش گپیاں بند کر دیں یا الگ الگ نشستوں پہ بیٹھنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ انہوں نے باتیں کرنا بند نہ کیا اور آخر کار جب میں نے انکی نشستیں بدل دیں تو انہوں نے بہت تلخی سے کہا۔۔ یہ ناروا سلوک ہے؟ میں نے غلط کیا؟

جواب: آپ کی طرف سے انتخاب کی پیشکش، دھمکی محسوس ہوتی ہے۔ جیسے ہم کسی کو یہ کہیں کہ تم میرے لیے، یہ کرو ورنہ میں تمہارے ساتھ یہ کروں گا۔ ایسی صورت حال میں بچہ خود کو پھنسا ہوا محسوس کرتا ہے۔ اس میں نفرت کا جذبہ ابھر آتا ہے چنانچہ وہ بغاوت کو ترجیح دیتا ہے۔ آپ اپنی طالبات کو متبادل صورت حال کا اختیار دینے سے پہلے اگر ان کے احساسات کو تسلیم کر لیتیں تو اچھا تھا۔ مثلاً آپ اس طرح کہہ سکتی تھیں۔ یہ بہت مشکل ہوتا ہے کہ آپ ایک اچھے دوست کے پاس بیٹھے ہوں اور بات نہ کریں۔ لیکن پڑھائی کے دوران آپ کا باتیں کرنا خود آپ کی توجہ تبدیل کر دیتا ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جب آپ کوئی ایک چیز پسند کرنے کا اختیار دیتے ہیں تو اس انداز میں ہو کہ طالب علم محسوس کرے کہ آپ اس کی طرف ہیں۔ چنانچہ آپ کہہ سکتی تھیں۔۔۔تو بھئی تمہارے لیے آسانی ہے۔ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنا اور اپنے آپ کو روکے رکھنا یا نشستیں بدل لینا تا کہ آپ کا وقت نہ ضائع ہو۔۔سکول کا وقت ختم ہو جانے کے بعد آپ اس پر بات کر لیں اور پھر مجھے بتا دیں کہ آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟

نمبر ۵۔ میرا خیال ہے کہ میں اپنے احساسات کا اظہار طلبہ سے کر کے آرام دہ صورت حال میں رہتی ہوں۔ بچے بھی مثبت ردعمل دیتے ہیں لیکن میری کلاس میں کچھ مشکل طلبہ ہیں۔ بالفرض میں کہتی ہوں کہ جب میں کتابیں فرش پر پڑی ہوئی دیکھتی ہوں تو مجھے پریشانی ہوتی ہے۔تو ان میں سے ایک چیختا ہے۔۔۔ کون پرواہ کرتا ہے؟۔۔ایسی صورت حال میں بتائیے میں کیا کروں؟

جواب: شاید یہ بات آپ کی مدد کر سکے کہ خود کو بتائیں کہ اس طالب علم کے لفظ آپ کی ذات کے لیے نہیں ہیں۔ امکان یہی ہے کہ وہ اپنے مخالفانہ احساسات کو غلط جگہ پر ظاہر کر رہا ہے یا پھر گھر پہ سنے ہوئے لفظوں کو محض جماعت میں دہرا رہا ہے۔آپ اپنے مشکل طالب علم کو بتا سکتی ہیں کہ میں جیسے محسوس کرتی ہوں۔اس کی پرواہ بھی کرتی ہوں۔ مجھے اس بات کی بھی پرواہ ہے کہ تم کیا محسوس کرتے ہو۔ میں یہ بھی توقع کرتی ہوں کہ اس کلاس میں ہم سب ایک دوسرے کے احساسات کا خیال رکھیں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بچوں کا تعاون

اساتذہ کے واقعات

تیسری جماعت کی ایک ٹیچر نے یہ واقعہ سناتے ہوئے بتایا کہ جھڑکنے کی بجائے معلومات فراہم کرنا کس طرح بچوں کے لیے مددگار ہوتا ہے۔

میکس تفریح ختم ہونے سے پہلے ہی بہت اشتعال میں اندر آیا۔ میں نے پوچھا۔۔

میکس تم پریشان لگتے ہو۔

اس نے کہا۔۔غیر مہذب کیا ہوتا ہے۔

میں نے جواب دیا۔جسے تہذیب نہ آتی ہو۔

اس نے کہا۔۔اچھا۔۔۔اور ایک پرچی مجھے تھما دی۔

یہ پرچی تفریح کی نگران ٹیچر کی تھی۔میکس نے کہا۔ٹیچر مجھ پر چیخیں اور کہا کہ میں غیر مہذب ہوں۔

میں نے پرچی کھولی۔اس میں لکھا تھا۔میں نے اس لڑکے کو کھیل کے میدان میں تھوکتے ہوئے پکڑا ہے۔۔میں آج اسے تفریح اسے روک رہی ہوں کیونکہ اس کا رویہ مناسب نہیں۔میکس غصے سے بولا۔کیا میں غیر مہذب ہوں؟

میں تمہیں بتاتی ہوں۔میں نے وضاحت کی۔تم نے جو کیا وہ مناسب نہیں۔۔کھیل کے میدان میں تھوکنا مناسب نہیں۔میکس ابھی تک الجھا ہوا تھا۔میں نے کہا۔

میکس تھوکنے سے جراثیم پھیلتے ہیں۔

اس نے فورا کہا۔۔۔اوہو۔۔

اور پھر میکس نے کبھی یہ حرکت نہ دہرائی۔

ایک پرائیویٹ سکول کی پرنسپل نے بتایا کہ جب اس نے ایک سرکش طالب علم

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کے احساسات کو تسلیم کیا اور انتخاب کا حق دیا تو کیا ہوا۔؟

پرنسپل کی حیثیت سے اکثر مجھے مسائل کے حل کے لیے بلایا جاتا ہے۔ کل ایک ٹیچر نے مجھے پیغام بھجوایا کہ مہربانی کر کے باہر آئیں اور ٹامی کا کچھ کریں۔ وہ تفریح کے بعد کلاس روم میں جانے پر تیار نہیں۔ اسے زبردستی اٹھا کر اندر لے جانے کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے۔ میں اپنے دفتر سے باہر نکلی۔ میں نے دیکھا کہ غصہ سے سرخ چہرے کے ساتھ ایک ٹیچر ایک بچے پر چیخ رہی تھی۔ بچہ کمر کے بل جھکا ہوا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ اگر تم نہ مانے تو میں پرنسپل کو بلانے والی ہوں۔ لو پرنسپل آ گئی ہیں۔

میں نے گہرا سانس لیا اور کہا ہیلو ٹامی۔ مجھے لگتا ہے تمہیں کھیل کا میدان چھوڑنا مشکل لگ رہا ہے۔ اس میں حیرت کی کوئی بات بھی نہیں۔ آج موسم بہت اچھا اور بہار کا ایک عمدہ دن ہے۔ ٹامی کچھ نہ بولا اور میدان کو گھورتا رہا۔ شاید تم باقی دن یہیں ٹھہرنا چاہتے ہو۔ اچھا بیٹے۔ اب واپس کلاس روم میں جانے کا وقت ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ ہم اس دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ والا۔ ٹھیک ہے۔ میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ اس نے پکڑ لیا اور ہم کلاس روم کی طرف چل پڑے۔ میں نہیں جانتی کہ کون زیادہ حیران تھا؟ میں یا ٹامی کی ٹیچر۔۔؟

ایک جونیئر ہائی سکول کی ٹیچر نے بتایا کہ اس نے کس طرح بچوں کو کھیل کھیل میں ایک غیر دلچسپ مضمون پڑھانے میں کامیابی حاصل کی۔

میری کلاس کے طالب علم گرامر کے سبق سے اکتا چکے تھے۔ اور سچی بات یہ ہے کہ میں بھی بیزار ہو رہی تھی۔ گھر آنے کے بعد میں نے سوچا کہ مجھے اس موضوع میں زندگی لانے کا کوئی طریقہ سوچنا پڑے گا۔ ورنہ میں ایک دن مزید اپنی کلاس پر چیختی رہوں گی کہ باتیں ختم کر کے سبق پر توجہ دوں۔ میں نے سوچا کہ فعل کے بارے میں ایک سادہ سی نظم لکھوں۔ لیکن صرف ابتدائی دو سطریں لکھ سکی۔

اگلی صبح میں نے بچوں کو بتایا کہ میں نظم لکھنا چاہتی ہوں لیکن صرف ابتدائی سطریں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

لکھ سکی ہوں۔ میں نے وہ سطریں پڑھیں۔ سارے بچے پر جوش ہو گئے اور پھر ہم نے باقی پیریڈ شاعری پر کام کرتے ہوئے گزارا۔ پیریڈ ختم ہونے تک ہمارا پورا گانا تیار تھا۔ طلبہ اس کو گاتے ہوئے کمرے سے باہر نکلے نظم میں دی گئی باتیں انہوں نے اپنے دوستوں کو بھی سکھائے۔ اگلے روز سکول آتے ہوئے وہ بس میں بھی اسے گاتے رہے۔ انہوں نے حیران کن حد تک ٹیسٹ بھی بہت اچھے دیے۔ یہ نظم کچھ اس طرح تھی۔

میرے پاس ایک چھوٹی سی چیز ہے
تمہیں سکھانے کے لیے
یہ رابطہ فعل کی نظم ہے
فعل کو سمجھنا بہت آسان
ایک رابطہ فعل ملاتا
فاعل اور اسم کو
اور اگر آپ اسے درست طور پر کریں
تو آپ اسے ہر طرف موڑ سکتے ہیں
ایک اسم صفت بھی ہوتا ہے
جملے کے بیانیہ حصے میں
اگر تم جانتے ہو کہ تم کیا رہے ہو
تب بہت محتاط اور مستعد رہو گے
اور تم دیکھو گے کہ
فعل کی شکلیں
ہے، تھا اور رہو چکا ہوتی ہیں
یہ فعل حال اور فعل ماضی ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یہ آخری کہانی چھٹی جماعت کی ایک استاد نے سنائی۔ اس نے تحریر کردہ الفاظ کی مدد سے ایک بچی کو اس کے ساتھیوں کی چھیڑ خانی سے بچایا۔

سارا میری جماعت میں تبدیل ہو کر آئی تو میں جانتی تھی کہ اب مسئل پیدا ہو گا۔ جس لمحے وہ اپنے اداس گول مٹول چہرے اور بھاری بھرکم جسم کے ساتھ دروازے سے کمرے میں داخل ہوئی۔ شیطان ٹولے کی لیڈر مارگی احمقانہ انداز میں ہنسی۔ ان نے کن انکھیوں سے اپنے وفادار ساتھیوں کو دیکھا۔ وہ سب کھی کھی کر کے ہنسے۔ سارا کا چہرہ آگ بگولہ ہو گیا۔ لیکن یہ تو ابھی آغاز تھا۔ بعد میں اسی ہفتے مجھے جمناسٹک کی ٹیچر نے بتایا کہ مارگی، سارا کو اپنی ٹیم میں نہیں رکھنا چاہتی کیونکہ سارا بہت موٹی ہے۔ پھر لنچ روم کے عملہ نے بتایا کہ جب سارا اپنی ٹرے لے کر مارگی کے پاس سے گزر رہی تھی تو مارگی نے بلند آواز میں کہا۔ ۔تشریف لاتا ہے انسانی کوڑے کا ڈھیر۔ ہوم اکنامکس کی استاد نے مجھے بتایا کہ کسی نے سارا کو گولا کہا۔

یہ سب باتیں سنکر میں غصے میں آ رہی تھی۔ میں جانتی تھی کہ مارگی نہ صرف سب کو اکسا رہی ہے بلکہ خود بھی صورت حال کو خراب کر رہی ہے۔ میں براہ راست اس سے بات کرنے کا سوچ رہی تھی لیکن مجھے ڈر تھا کہ میں کوئی ایسی بات نہ کہہ دوں جس پر بعد میں مجھے افسوس ہو۔ بالآخر میں نے مارگی کو "تحریری" طور پر سمجھانے کا فیصلہ کیا۔ میں نے بہت سے مسودے لکھ کر پھاڑ دیئے۔ کیونکہ میں جو لہجہ چاہتی تھی وہ بن نہیں رہا تھا۔ میں نے کچھ تحریروں میں لکھا کہ اس کے ظالمانہ رویئے پر میں کتنی ناراض ہوں۔ لیکن پھر مندرجہ ذیل پیغام تحریر کیا۔

پیاری مارگی!

مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے، تم نے بھی غور کیا ہو گا کہ جب سے سارا تبدیل ہو کر ہماری کلاس میں آئی ہے، اسے روزانہ تضحیک کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ یہ سکول اسکے لیے بہت مشکل جگہ بنتا جا رہا ہے۔ تم حیران ہو رہی ہو گی کہ میں نے یہ سب

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کچھ لکھنے کے لیے تمہارا انتخاب کیوں کیا ہے۔؟ بات یہ ہے کہ میں نے تم میں لیڈر شپ کے اوصاف دیکھے ہیں۔ تمہارے ساتھی تمہاری بہت عزت کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر تم ان پر واضح کر دو کہ کسی شخص کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے وزن سے نہیں لگایا جاتا تو سارا کے ساتھ کی جانے والی چھیڑ چھاڑ اور تکلیف دہ لطیفوں کا اختتام ہو سکتا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ یہ خط تم سے ایک مشکل کام کا تقاضا کر رہا ہے لیکن مجھے اعتماد ہے کہ کسی بھی طرح تم کوئی ایسا راستہ نکال لو گی کہ سارا کے لیے یہ سکول ایک اچھا اور خوشگوار تجربہ بن جائے

خلوص کے ساتھ

تمہاری مس

مارگی نے کبھی اس خط کا ذکر نہیں کیا لیکن اگلے چند دنوں میں دبی دبی ہنسی اور تضحیک آمیز تبصرے ختم ہو گئے۔ پھر ایک لڑکی نے سارا سے پوچھا کہ کیا وہ ان کے ساتھ کسی کھیل میں شریک ہونا پسند کرے گی۔ مارگی نے اسے والی بال ٹیم میں لے لیا۔ سارا بہت خوش تھی۔۔۔ سارا ہی نہیں میں بھی۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تیسرا باب

سزا۔ایک خطرناک حل

تفریح کے وقفہ کے بعد مارک غصے میں آگ بگولہ ،مٹھیاں بھینچتا ہوا اور چیختا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ایک مرتبہ پھر اسے فٹ بال کے کھیل میں ہونے والی گرما گرمی بے مشتعل کر دیا تھا۔وہ الزامات کی بوچھاڑ کرتا ہوا اپنی ٹیچر انچارج کے پاس آیا۔

مارک:جیسن بے ایمانی کرتا ہے۔وہ سب کہتے ہیں کہ غلطی میری تھی۔لیکن میں نے کچھ نہیں کیا تھا۔غلطی تو جیسن کی تھی۔اس نے بال کو غلط ہٹ لگا کر باہر کی طرف اچھال دیا تھا۔میں نے تو ایسا نہیں کیا تھا۔مسز کیز نے لڑنی کرنے پر مجھے بنچ پر بٹھا دیا حالانکہ لڑائی میں نے نہیں جیسن نے شروع کی تھی۔ٹام نے مجھے اپنی ٹیم میں کھلانے سے انکار کر دیا ہے۔مجھے تو اسکول سے نفرت ہوگئی ہے۔

ٹیچر:مارک حد ہوگئی ہے۔میں پہلے بھی تمہارے بہت سے جھگڑوں کے بارے مین سن چکی ہوں۔تمہیں پتا ہے کیوں تمہارے ساتھ کوئی کھیلنا پسند نہیں کرتا؟ جاس لیے کہ تم جھگڑالو بچے ہو۔لوگ کسی ایسے فرد کے ساتھ کھیلنا پسند نہیں کرتے جو ہر بات کا الزام دوسروں کو دے۔

مارک۔لیکن مس۔

ٹیچر۔کوئی لیکن ویکن نہیں۔میں کچھ سننا نہیں چاہتی۔میں تمہاری بہت سی معذرتیں اور وضاحتیں سن چکی ہوں

مارک:لیکن میں نے تو کچھ نہیں کیا۔

ٹیچر:میں تمہارا ایک لفظ بھی نہیں سننا چاہتی۔کل تفریح کے وقفہ میں تم کنڈرگارٹن روم میں بیٹھو گے تا کہ تمہیں پتا چل سکے کہ تمہاری عمر کے لوگوں کا کیسا رویہ رکھنا چاہیے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یہ ٹیچر میں تھی۔ جونہی یہ لفظ میرے منہ سے نکلے۔ مجھے فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ میں جانتی ہوں کہ مجھے صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے تھا لیکن میں مارک کے ناپختہ اور بچگانہ رویئے سے تنگ آ چکی تھی۔ میں نے کئی بار اسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن میری باتوں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

لیکن بقیہ سارا دن میں مارک کے بارے سوچنے سے باز نہ رہ سکی۔ کیا میرا رویہ اس کی اصلاح کر سکے گا؟ کیا سزا اس کے طرز عمل میں بہتری لا سکے گی؟ البتہ یہ طے تھا کہ اب میرے اور اس کے درمیان رابطہ کمزور ہو جائے گا۔ کیا میرا ردعمل اسے اپنے مسائل حل کرنے میں مدد دے گا۔ کنڈر گارٹن کے بچوں سے بھرے کمرے میں بیٹھ کر مارک یہ تو نہیں سیکھ سکے گا کہ اپنی عمر کے بچوں کے ساتھ کیسے کھیلا جاتا ہے۔۔تو پھر کس بات نے مجھے سزا دینے کی طرف متوجہ کیا؟

میں نے یہ سب کچھ جین کو بتایا۔ ہم لوگ ہال میں فیکلٹی کے اجلاس میں شرکت کے لیے جا رہے تھے۔ وہ میرے سوال پر غور کرنے کے لیے رکی۔ لیکن میں نے خود ہی اپنے سوال کا جواب دے دیا۔ میں دراصل پریشان اور زچ ہو چکی تھی۔ میں سمجھ ہی نہ پائی کہ اسے کیسے قابو کروں۔

جین نے کہا۔ تقینا یہ بات ہو گی لیکن اس کا ایک سبب اور بھی ہے۔ سزا دینا ایک معمول بن چکا ہے۔ میں تمہارے متعلق تو کچھ نہیں جانتی لیکن میں خود یہی بات سنتے ہوئے بڑی ہوئی ہوں۔

''اب اگر تم نے ایسا کیا تو تمہیں سزا ملے گی۔''

''تمہیں وہی مل رہا ہے جس کے تم مستحق ہو۔

اور ایک بات بھی کہی جاتی ہے۔ میں نے کہا۔

یہ سب کچھ تمہاری بہتری کے لیے ہی کیا جا رہا ہے۔

جین تاسف کے ساتھ مسکرائی۔ ہاں یہی کچھ کیا جاتا ہے۔ اور سمجھا جاتا ہے کہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بچوں کی اصلاح ہو رہی ہے۔لیکن سچی بات ہے کہ کہ اس سے بچوں میں نفرت اور انتقام کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔

تو ہم اساتذہ اور والدین مسلسل ایسا کیوں کئے جا رہے ہیں۔ میں نے کہا اتنے میں کن بھی ہمارے پاس پہنچ گیا۔

میں نے سنا ہے۔اس نے خوش مزاجی سے کہا۔۔لائبریری میں ہماری میٹنگ ہونے والی ہے اور تمہاری بات کا جواب یہ ہے کہ وہ تیس ہیں اور ہم ایک۔۔اگر ہم سزا نہ دیں تو وہ ہم پہ چڑھ دوڑیں۔

کن سنجیدہ ہو جاؤ۔میں نے کہا۔

میں سنجیدہ ہوں۔بھلا تم اور کس طرح ڈسپلن قائم کر سکتی ہو؟ بعض اوقات بچوں کو سبق سکھانے کے لیے سزا دینا پڑتی ہے۔

لیکن کن۔۔۔میں نے کونے والی میز پر بیٹھتے ہوئے کہا۔۔اگر سزا کوئی سبق سکھا رہی ہے تو پھر نہ جانے طلبہ کیا سیکھ رہے ہیں؟

جب کسی بچے کو لکھنے کی سزا دی جاتی ہے۔مثلاً اسے کہا جاتا ہے کہ سو دفعہ لکھو۔۔ میں آئندہ نقل نہیں کروں گا۔تو شاید وہ اپنے آپ سے کہتا ہے۔میں اچھا نہیں ہوں میں سزا کے قابل ہوں۔

کن بولا۔میں اپنے طلبہ کو بہت زیادہ ڈھیل دیتا ہوں اور محض مزہ لینے کے لیے اعتراض نہیں کرتا لیکن ہر چیز کی حد ہوتی ہے۔جب میں دیکھتا ہوں کہ بچے بدتمیزی کر رہے ہیں کسی کی عدم موجودگی میں اس کے بارے میں باتیں کی جا رہی ہیں یا انتشار پھیلانے والا طرز عمل اختیار کیا جا رہا تو ضرور سزا دیتا ہوں۔پھر وہ کچھ کہے بغیر ایک شیلف کی طرف گیا اور ایک کتاب اٹھا لایا۔

سنو۔ہمارے اعلیٰ پائے کے ماہر تعلیم کیا کہتے ہیں۔وہ آج بھی سرگرم عمل ہیں اور میرے فلسفہ کے حامی ہیں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سزا عام طور پر نقصان دہ رویے کے فوری علاج کے لیے پر اثر ہوتی ہے۔

آزمائے کے دوسرے متبادل طریقوں کے برعکس سزا سستا بہتر حل ہے؟

سزکو استعمال نہ کرنا۔ایک موثر علاج کو روکے رکھنا ہے۔

یہ دیکھو۔کن نے شیلف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔یہ سب کتابیں حال ہی میں لکھی گئی ہیں اور اسی فلاسفی کی حمایت کرتی ہیں۔

مجھے کوئی پرواہ نہیں۔کہ یہ کتابیں کب تحریر کی گئیں۔جین نے نتھنے پھلائے۔یہ سوچ بہت قدیم ہے اور تم ان کا حوالہ بے محل دے رہے ہو۔اس کے علاوہ ایک اور مکتبہ فکر ہے جس سے ہوسکتا ہے کہ تم آگاہ نہ ہو۔وہ بہت مختلف نقطہ نظر رکھتا ہے۔

اب جین اٹھی اور ایک شیلف تک گئی۔وہاں سے چار کتابیں نکالیں اور تیزی کے ساتھ ان کے صفحے پلٹنے لگی۔

جین میں نے کہا۔۔ٹھہرو۔اس موضوع کی میٹنگ کے بعد زیر بحث لائیں گے۔

ٹھیک ہے کن بولا۔اب تو لوگ اندر آرہے ہیں۔لیکن بعد میں میں مزید کچھ سننا چاہوں گا۔

میٹنگ کے بعد جین نے کہا۔یہ کچھ مستند لوگوں کے خیالات ہیں۔یہ لوگ یقین رکھتے ہیں کہ سزا ظم وضبط کے لیے موثر ذریعہ نہیں ہے۔ڈاکٹر ہائیم جی جینوٹ کہتے ہیں:

سزا غلط رویہ کو روک نہیں سکتی۔یہ صرف مجرم کو آئندہ جرم کرتے ہوئے محتاط کر دیتی ہے کہ وہ اپنے پیچھے نشانات نہ چھوڑ جائے۔وہ اپنے نقش قدم زیادہ چابک دستی سے چھپا دیتا ہے۔پھر وہ آنے والی کھوج سے بچ نکلنے میں ماہر ہو جاتا ہے۔اسی طرح جب ایک بچہ سزا پاتا ہے تو وہ مزید محتاط تو ہو جاتا ہے۔زیادہ ایماندار اور زیادہ ذمہ دار نہیں بنتا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ڈاکٹر اروین اے ہائمن کہتے ہیں۔

جسمانی سزا بچے کو سکھاتی ہے کہ تشدد مسائل کا حل کا راستہ ہے۔ تحقیق ثابت کرتی ہے کہ یہ پیغام انکو دیا جاتا ہے جو اذیت دیتے ہیں۔ ان کو جنہیں اذیت دی جاتی ہے اور ان کو بھی جو اس عمل کو دیکھتے ہیں۔ یہ عمل بچے کو ضبط نفس نہیں سکھاتا جو جمہوریت کے لیے ضروری ہے۔

ڈاکٹر روڈلف ڈریکرس کہتے ہیں:

آج کے دور میں والدین اور اساتذہ بچوں کو زیادہ تک تہذیب نہیں سکھا سکتے۔ حقیقت حال ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ بچوں کو تعاون پہ آمادہ کرنے اور ان پہ اثر انداز ہونے کے نئے طریقے اختیار کئے جائیں۔ مارنا، تھپر لگانا، بے عزتی کرنا، محروم کرنا اور انہیں کمتر سمجھنا بچوں کو ڈسپلن سکھانے کے فرسودہ اور غیر موثر طریقے ہیں۔

ڈاکٹر البرٹ بادورا کا کہنا ہے۔

سزا سے بدتمیزی کو روکا تو جا سکتا ہے لیکن سزا بذات خود مطلوبہ کردار پیدا نہیں کر سکتی۔ یہ تو بدتمیزی کی خواہش کو بھی کم نہیں کر سکتی۔

کن نے کندھے اچکائے اور ایک نئی طویل اختلافی بحث میں الجھ گیا لیکن میں جین کے پڑھے گئے آخری جملے کی گونج محسوس کر رہی تھی۔ بدتمیزی کی خواہش کو کم کیا جائے۔ یہی بات میں کرنا چاہتی تھی۔ میں بچوں میں بدتمیزی کی خواہش کم کرنا چاہتی تھی۔ میں یہ جاننا چاہتی تھی۔ کہ کس طرح اپنے طلبہ کے ذہنوں میں اتر کر بدتمیزی کی خواہش کو مناسب طرز عمل اختیار کرنے کی خواہش میں بدل دوں۔ میں سزا کے خوفناک نتائج سے بچنا چاہتی تھی۔ بچوں کے ضبط نفس اور داخلی رہنمائی کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتی تھی۔ میں سزا کا کوئی موثر متبادل تلاش کرنا چاہتی تھی۔

میں نے جین سے سرگوشی کی۔ شاید مارکو کنڈرگارٹن بھیجنے کی دھمکی دینے کی بجائے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مجھے تسلیم کرنا چاہیے تھا۔ کہ وہ غصے میں ہے۔ جب وہ پرسکون ہو جاتا تو میں اسے یہ سوچنے میں مدد دیتی کہ وہ اور کیا کر سکتا تھا۔ جب اسے محسوس ہو کہ اس سے غلط برتاؤ کیا جا رہا ہے تو یہ کیا طرز عمل اختیار کر سکتا ہے۔ یقیناً وہ سزا کا مستحق نہیں تھا۔ کن نے جھک کر کہا۔ لیکن اس طالب علم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو اس کا مستحق ہے۔

کن کے توجہ دلانے پر مجھے ایمی کا خیال آیا۔ ایمی کو پیرنٹس ڈے پہ سکول کے ڈرامے میں نمایاں کردار دیا گیا تھا۔ میں اس ڈرامے کی ہدایات دے رہی تھی۔ ایک موقعہ پر مین اسے سزا دینے کی شدید خواہش رکھتی تھی۔ میں نے جین کو بتایا کہ ایمی نے مجھے کتنا مشتعل کر دیا تھا۔ ابتدائی آزمائش کے دوران ایمی نے زبردست پرفارمنس دی تھی چنانچہ میں نے اسے ڈرامے کے لیے منتخب کر لیا لیکن پھر ریہرسل کے دوران وہ ایک مسئلہ بن گئی وہ توجہ کا مرکز بننے کے لیے کچھ نہ کچھ کرتی رہتی۔ کبھی زوردار ہنسی ہنس رہی ہے تو کبھی ادھر ادھر پھر رہی ہے۔ نازوہ انداز دکھا رہی ہے۔ اتر رہی ہے لیک مکالمے بولنے کا موقعہ آتا تو وہ بھول جاتی کہ کون سا مکالمہ اس نے ادا کرنا ہے۔ شہزادی ایمی اپنا سگریٹ ساتھ لانے کی زحمت بھی گوارا نہ کرتی۔ میرا خیال تھا کہ وہ توجہ کا مرکز بننے کے لیے یہ سب کچھ کرتی ہے۔ اپنا کردار وہ آخری لمحوں میں یاد کر لے گی۔ لیکن فائنل ریہرسل کے موقعہ پر میں سٹپٹا گئی۔ ہال میں سناٹا اور طلبا بیٹھے تھے۔ ایمی سٹیج پہ خالی الذہن اور بے رونق آنکھوں کے ساتھ پلکیں جھپکا رہی تھی۔ میں نے سٹیج کے عقب سے اونچی سرگوشی میں اسے اپنے مکالمے یاد دلانے کی کوشش کی لیکن وہ ہونقوں کی طرح کھڑی رہی۔

جین نے پوچھا۔ تم نے اس کے لیے کیا سزا تجویز کی۔

کچھ نہیں۔

نہیں بے تکلفی سے بتاؤ تمہارے ذہن میں بدترین سزا کے کیا تصورات ہیں؟

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ارے نہیں۔ یہ بہت گھٹیا بات ہے۔

پھر بھی بتاؤ تو سہی۔

میں چاہتی تھی کہ اس کے ساتھ مسز کین کی طرح پیش نہ آؤں۔

وہ کون ہے؟ جین نے پوچھا۔

میری پانچوں جماعت کی ٹیچر تھیں۔ وہ بہت سخت تھیں اور کسی کو کسی بھی طرح غلط کام کرنے کی اجازت نہیں دیتی تھیں۔

اچھا۔ مسز کین، ایمی کیساتھ کیا سلوک کرتی؟

وہ اسے ڈرامے سے نکال دیتی اور اس کی جگہ کسی اور کو شامل کر لیتی۔ آئندہ وہ ایمی کو کسی غیر نصابی سرگرمی میں حصہ لینے کی اجازت نہ دیتی۔

لیکن ہمیں طلبہ کی اصلاح کے لیے اپنے طریقہ کار سے کام لینا ہوگا۔ ہمیں متبادل طریقے وضع کرنا ہوں گے۔

تو پھر ایمی کے ساتھ تم نے کیا کیا۔

میں نے کسی ڈانٹ ڈپٹ یا سرزنش اور دھمکی کا استعمال نہ کیا۔ ایمی کو ایک طرف لے گئی اور اس سے کہا کہ مجھے توقع تھی کہ تم اپنے مکالمے آج یاد کر لو گی لیکن کسی وجہ سے تم ایسا نہیں کر سکی۔ تم اس رول کے لیے نہایت موزون ہو۔ اپنے مکالمے یاد کرنا تمہاری لیے زیادہ مشکل نہیں ہوگا۔ کل صبح ہم ایک اور ریہرسل کریں گے۔ مجھے امید ہے تم مجھے اور اپنے آپ کو مایوس نہیں کرو گی۔ اگلی صبح وہ اپنے تمام مکالمے یاد کر چکی تھی۔

نہیں جس بات کے لیے مجھے بلایا گیا وہ اس سے بڑھ کر تھی۔ جمی کی عینک ٹوٹ گئی۔ مارکو کے وار سے جمی کی عینک فرش پر گر گئی اور اتفاق سے اس پر مارکو کا پاؤں آ گیا۔ جمی کے والدین نے مارکو کے والد کو بلایا اور کہا جمی کی عینک نئی اور بہت مہنگی تھی اور پھر سارا قصور مارکو کا تھا۔ اسی نے پہل کی۔ میرے شوہر اس واقع پر بہت غصے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں تھے۔

اچھا۔۔ یہ تو ایک کہانی ہے۔ کن نے کہا۔۔ اگر میرا بچہ یہ کرتا تو میں بھی اسے سزا دیتا۔ تو اب تم کیا کہو گی جین۔۔؟

میرا خیال ہے۔۔ جین نے کہا۔ یہ زیادہ اہم ہے کہ ہم اپنے آپ سے پوچھیں کہ مارکو کا ردعمل کیا ہوگا؟ اگر مارکو کو سزا دی جائے تو وہ کیا سوچے گا؟ اور اگر اس کے والدین کوئی متبادل طریقہ اختیار کرے تو پھر اس کی سوچ کیا ہوگی؟

مجھے تسلیم کرنا پڑے گا کہ دونوں طرح کے طرز فکر میں ہلکا سا فرق ہے۔ کن نے کہا ہلکا سا فرق۔۔ جین تقریباً چیخ اٹھی۔

پہلے طرز عمل میں۔۔ جس میں مارکو کو سزا دی جا رہی ہے۔ وہ نالاں اور بے بس بنا دیا جائیگا۔

اور دوسرے طرز عمل میں۔ اگرچہ مارکو کو اب بھی والدین کی شدید ناپسندیدگی کا سامنا ہے لیکن اس سے توقع کی جا رہی ہے کہ وہ اپنی اصلاح کر لے گا۔ چنانچہ وہ ایک ایسے اچھے فرد کی طرح محسوس کر رہا ہے جس سے اگرچہ غلط کام ہو گیا ہے لیکن وہ اپنی اصلاح کا راستہ تلاش کر سکتا ہے۔

کن میریا کی طرف مڑا۔۔ تو اب تم کیا کرو گی۔ کیا اس ساری گفتگو نے تمہیں ذہنی طور پر تیار ہونے میں مدد دی ہے؟

میریا نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔۔ میں نے سوچ لیا ہے کہ آج شام میں اپنے شوہر سے کیا کہوں گی؟ اور میں جانتی ہوں کہ ہم دونوں مارکو سے کیا کہنے والے ہیں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یاددہانی کے لیے کچھ نکات

سزا کا متبادل (گھر اور سکول میں)

بچہ: میں یہ واہیات حساب نہیں کر سکتا۔

بڑا فرد: میں نے تمہیں کئی بار کہا ہے کہ غلط زبان نہ استعمال کیا کرو۔ اب تم ایسا کیا تو سخت سزا دی جائے گی۔

سزا کی دھمکی دینے کی بجائے رہنمائی کریں۔

۱۔ تم پریشان لگ رہے ہو۔ مجھے بتاؤ اس سوال میں کیا مشکل محسوس کر رہے ہو۔

۲۔ اس طرح کی زبان مجھے پریشان کر دیتی ہے۔

۳۔ اس طرح کے لفظ سن کر کوئی بھی کسی کی مدد کرنے کی خواہش برقرار نہیں رکھ سکتا۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سزا کا تصور۔

والدین کے سوالات

سوال: میں حال ہی میں دو لڑکوں کی سوتیلی ماں بنی ہوں۔ میرے شوہر کا کہنا ہے کہ اگر وہ کسی مضمون میں فیل ہو جائیں تو ان کے جیب خرچ میں کمی کر دی جائے۔ میرا خیال ہے کہ ناکامی پر جیب خرچ کم نہ کیا جائے البتہ بہتر گریڈ لینے پر جیب خرچ میں اضافہ کر دیا جائے۔ کیا انعام دینا ایک مثبت اور تحریک پیدا کرنے والا طریقہ نہیں؟ اس سے وہ زیادہ محنت کرنے پر آمادہ رہیں گے۔

جواب: بظاہر یہ بات آپ کو عجیب محسوس ہوگی لیکن تحقیق بتاتی ہے کہ انعام اور سزا دونوں ہی انجام کار سیکھنے کی خواہش کم کر دیتے ہیں۔ بچے اسی وقت بہتر طریقے سے سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں جب انہیں کسی مضمون میں دلچسپی ہو اور وہ اس میں مہارت حاصل کرنیکی خواہش رکھتے ہوں۔ ایک بچہ جب اچھا گریڈ حاصل کرتا ہے تو وہ پہلے ہی اپنا انعام حاصل کر چکا ہوتا ہے۔ وہ اپنے والدین سے صرف یہ چاہتا ہے کہ اس کی کامیابی کو سراہا جائے اور خوشی کا اظہار کیا جائے۔ دوسری طرف جو بچہ فیل ہوتا ہے۔ اسے مزید سزا دینے اور سرزنش کرنے، دوسروں کے ساتھ اس کا موازنہ کر کے اسے نالائق اور نکما قرار دینے سے اس میں مزید بہتری کی خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ اس کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور وہ ہمت ہار بیٹھتا ہے۔ اسے سزا دینے کی بجائے اسے یہ سمجھنے میں مدد دی جائے کہ کیا اور کہاں غلطی ہوئی ہے۔ وہ اب اس کے ازالہ کے لیے کیا کر سکتا ہے۔

سوال: میری بیٹھی ابتدائی سکول میں پڑھتی ہے۔ جب بھی وہ واپسی پر ناخوش دکھائی دیتی ہے تو میں سمجھ جاتی ہوں کہ اس کی ٹیچر نے آج اسے ٹم آؤٹ کی کرسی پر بھیجا ہوگا۔ اگلے روز میں اپنے شوہر سے ناراض تھی۔ میری بیٹھی نے ان سے کہا: ڈیڈی۔۔ بہتر ہے کہ آپ ٹائم آؤٹ پر چلے جائیں۔ میں خاصی حیران ہوئی کیونکہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں نے اس کے ساتھ یہ طریقہ کار گھر میں کبھی بھی استعمال نہیں کیا تھا۔ اب میں سوچتی ہوں کہ اسے سکول میں بھی استعمال نہیں کیا جانا چاہیے۔ آپ کا کیا خیال ہے

جواب: ٹائم آؤٹ ایک بے ضرر اور دوستانہ سی بات لگتی ہے۔ کیونکہ اس طرح نہ تو بچوں پر چیخا جاتا ہے اور نہ ہی مارا جاتا ہے۔ انہیں صرف روک کر منظر سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ لیکن بچوں کی نفسیات کے کچھ ماہرین اس طریقہ کار کے حامی نہیں ہیں اور اس کو روبہ عمل لانے کی سفارش نہیں کرتے۔ نیشنل ایسوسی ایشن فار ایجوکیشن آف ینگ چلڈرن نے تو نقصان دہ سزاؤں کی فہرست میں جسمانی سزا، نکتہ چینی الزام تراشی اور شرمندہ کرنے جیسی سزاؤں میں ٹائم آؤٹ کو بھی شامل کر رکھا ہے۔ لیکن یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ کیوں؟

ایک بالغ فرد کو بھی اگر اس کے کسی اقدام پر تنہائی میں دھکیل دیا جائے تو وہ بے عزتی اور برہمی محسوس کرتا ہے۔ یہ اندازہ لگانا بہت مشکل ہے کہ جب کسی بچے کو ٹائم آؤٹ کرسی پر بیٹھنے کے لیے کچھ دیر الگ کر دیا جاتا ہے تو اس کے داخلی محسوسات کیا ہوتے ہیں۔ آپ سے اپنے آپ پہ آزما کر دیکھیں۔ خود کو چار پانچ سال کے بچے کے روپ میں دیکھیں آپ کے ہم جماعت یا کسی ہم عمر بچے مثلاً جیفرے نے آپ کو دھکا دیا ہوا، گالی دی ہو یا آپ کی کوئی چیز چھین لی ہو۔ جواب میں آپ نے اسے تھپڑ مارا یا پاؤں سے ٹھوکر لگائی ہے اب آپ کی ٹیچر کیا کرے گی؟

ایک ممکنہ منظر میں ٹیچر کہے گی۔ رکو۔۔ یہ مار کٹائی اچھا کام نہیں تمہیں ابھی ٹائم آؤٹ پہ جانے کی ضرورت ہے۔

زیادہ توقع یہی ہے کہ جب آپ ٹائم آؤٹ والی کرسی کی طرف آہستہ آہستہ جا رہے ہوں گے تو سوچیں گے۔ ٹیچر نے انصاف نہیں کیا۔ اس نے یہ نہیں دیکھا کہ جیفرے نے میرے ساتھ کیا کیا۔ غلطی تو اس کی تھی۔ یا پھر آپ سوچیں گے۔ میں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہی برا ہوں کہ مجھے ٹائم آؤٹ پر بھیجا جا رہا ہے۔

دوسرے ممکنہ منظر میں ٹیچر کہے گی۔ تمہیں جیفر ے پر اتنا غصہ آیا کہ تم نے اسے ٹھوکر مار دی۔ مار پیٹ کرنا اچھی بات نہیں۔ اس کی اجازت بھی نہیں۔ تمہیں جیفر ے کو زبانی بتانا چاہیے تھا کہ تمہیں اس کی حرکت پسند نہیں آئی۔ شاید مجھے ایسا ہی کرنا چاہیے تھا۔

داخلی ردعمل کے یہ دو مختلف انداز ہیں۔ پہلا انداز اس یقین سے ابھرا ہے کہ اس سے کوئی بڑی غلطی ہوئی ہے۔ اسی لیے اسے سب سے الگ تھلگ رہنے کے لیے کہا جا رہا ہے۔ دوسرا اسے یہ سکھاتا ہے۔ کہ کس طرح دوسروں کے ساتھ تشدد کے بغیر اپنے جذبات کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی بھی صورت میں بچے کو اپنے گروپ سے الگ نہ کیا جائے چاہے یہ اسے اپنی غلطی کا احساس دلانے یا غصہ پہ قابو پانے لے لیے ہی ہو۔

کچھ ماہرین کا کہنا ہے کہ ہر کلاس روم میں ایک گوشہ عافیت ہونا چاہیے۔ جہاں بچہ اپنا دباؤ کم کر سکے۔ یہ جگہ پرسکون ہونے کے لیے ہوا اور اس میں کتابیں، ڈرائنگ کا سامان اور تکیئے یا کش ہوں۔ یہ کشن مکے مارنے کے لیے یا لیٹنے کے لیے استعمال ہو سکیں لیکن ضروری ہے کہ بچے کو وہاں جانے کا حکم نہ دیا جائے بلکہ ٹیچر اسے اس کا انتخاب کرنیکی پیشکش کرے۔ بچہ خود ہی یہ طے کرے کہ اسے وہاں جانا چاہیے یا نہیں۔ مثلاً وہ اسے کہے۔۔ میں دیکھ رہی ہیں کہ تم ابھی تک جیفر ے سے ناراض ہو۔ کیا تم اپنے غصے کے بارے میں مجھے بتانا چاہو گے یا گوشہ عافیت میں جا کر کاغذ اور رنگوں سے کھیل کر خود کو پرسکون کرنا چاہو گے۔

سوال: میری طرح کوئی اور شخص جو اپنے بیٹے کو مارنے پیٹنے کی بجائے ٹائم آؤٹ دینا پسند کرتا ہے۔ اس اقدام کو بہت اہم سمجھتا ہے کہ جب آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کا ضبط ختم ہو رہا ہے تو اس کے علاوہ اور کیا کر سکتے ہیں؟

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جواب: ایک ماں کا کہنا ہے کہ جب وہ بالکل بے قابو ہو جاتی ہے تو خود کو سنبھالنے کے لیے اپنے آپ کو ٹائم آؤٹ کر دیتی ہے۔ اس نے بتایا کہ جب میں نے اپنے بیٹے کو نئی پرکار کی نوک سے ڈائننگ ٹیبل پر خراشیں ڈالتے ہوئے دیکھا تو غصہ سے بے قابو ہو گئی۔ میں نے پرکار چھین لی اور کہا۔ میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس پر بہت ناراض ہوں۔ میں اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔ بعد میں جب وہ پرسکون ہو گئی تو اس نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ اس طرح کی لاپرواہی سے کیا کیا نقصانات ہوتے ہیں۔

جب ڈاکٹر ہائیم گینوٹ کو کسی بچے کے والدین نے چیلنج کیا کہ۔۔ اگر تم کنارے پہ کھڑے ہو اور کوئی تمہیں دھکہ دے تو تم کیا کرو گے۔ میں یوں کروں گا، ڈاکٹر موصوف نے کہا۔۔ وہ پورے قد کے ساتھ کھڑے ہو گئے کسی تصوراتی حملہ آور بچے کو گھورا اور اپنا ہاتھ تھپڑ مارنے کے انداز میں اٹھایا اور پھر نیچے کرتے ہوئے کہا۔ میں سخت غصے میں ہوں اور تھپڑ مارنے والا ہوں۔ خود کو بچانے کے لیے یہاں سے بھاگ جاؤ۔

سوال: میرے بیٹے کی ٹیچر نے کل سکول ٹائم ختم ہو جانے کے بعد کلاس کے تمام لڑکوں کو روکے رکھا۔ اسے گارڈ نے بتایا تھا کہ کچھ لڑکے باتھ روم میں سگریٹ پی رہے تھے۔ چنانچہ میرا بیٹا باسکٹ بال کی مشق نہ کر سکا۔ وہ بہت پریشان رہا۔ وہ سوچتا ہے کہ گروہی سزا منصفانہ نہیں ہوتی۔ آپ کا خیال کیا ہے۔؟

جواب: گروہی سزا کے بارے میں آپ کے بیٹے کے اعتراض کو سمجھنا مشکل نہیں ہے۔ بے گناہ طلبہ شدید برہم ہو کر یہ سوچتے ہیں کہ اگر ہر حال میں سزا ہی ملنی ہے تو پھر اصولوں کی پابندی کیوں کی جائے؟ جو طلبہ قصوروار ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس دفعہ نہیں پکڑے گئے تو آئندہ بھی بچ نکلیں گے اور دل ہی دل میں اس بات کا مزہ لیتے ہیں کہ قصور تو ان کا تھا، سزا سب کو ملی لیکن سوال ہے کہ اگر کسی استاد کا مطمح نظر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اپنے طلبہ کو خود نظمی سکھانا ہے تو پھر سزا چاہے انفرادی ہو یا اجتماعی ۔۔اس کا حل نہیں۔

سوال: میرا سکول جسمانی سزا کے حق میں ہے اور ریاستی قانون بھی اس کی اجازت دیتا ہے لیکن بہت سے والدین جن میں خود میں بھی شامل ہوں، جسمانی سزا کو مناسب نہیں سمجھتے ۔ ہمارا خیال ہے کہ بچوں کو تھپڑ مارنا یا سختی سے پیش آنا نقصان دہ ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم جسمانی سزا کے خلاف مقدمہ دائر کر سکیں۔ ہم اپنے نقطہ نظر کے حق میں کہاں سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

جواب: آپ اپنی تشویش میں اکیلے نہیں ہیں۔ یہاں ہم ایک مختصر فہرست ان اداروں اور تنظیموں کی دے رہے ہیں جو سکولوں میں جسمانی سزا کو غیر قانونی قرار دینے کے حق میں ہے۔

امریکن اکیڈمی آف میڈیاٹرکس

امریکن بار ایسوسی ایشن

امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن

امریکن سائیکالوجیکل ایسوسی ایشن

چائلڈ ویلفئر لیگ آف امریکہ

این اے اے سی پی

نیشنل پی ٹی اے

نیشنل کمیٹی فار دی پریونشن آف چائلڈ ابیوز

نیشنل ایسوسی ایشن آف سکول سائیکالوجسٹس

نیشنل مینٹل ہیلتھ ایسوسی ایشن

جو ممالک بچوں کو سکولوں میں سزا دینے کی اجازت نہیں دیتے انکی ایک لمبی فہرست ہے۔ تاہم ان میں نمایاں ممالک۔ انگلینڈ، پولینڈ، اٹلی، روس، چین، فرانس، جرمنی۔ سپین سکنڈے نیوین ممالک، اسرائیل، ترکی اور جاپان شامل ہیں۔ سکولوں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں جسمانی سزا اور متبادل اقدامات کے مطالعہ کے لیے پنسلوینیا میں ایک نیشنل سینٹر ہے۔ وہ خواہشمند افراد کو معلومات اور مدد فراہم کرتا ہے۔ اس ادارے کا مقصد امریکہ کو ان ممالک کی فہرست میں شامل کرانا ہے جہاں طلبہ کے لیے جسمانی سزا کو ختم کر دیا گیا ہے۔

www.IqbalKalmati.blogspot.com
All rights reserved.
©2002-2006
urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سزا کا تصور۔

والدین کے واقعات

سوال: دوپہر دو بجے میں کام سے واپس آ گیا کیونکہ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی ۔گھر میں داخل ہوا تو بچوں کے قہقہے سن کر میں دم بخود رہ گیا۔ میں سیڑھیاں پھلانگتا ہوا بیٹی کے کمرے میں پہنچا۔وہ اپنی دوست جوآن کے ساتھ بیٹھی تھی ۔انہوں نے مجھے دیکھ کر ہنسنا بند کر دیا اور مجرمانہ نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔ مجھے ان سے یہ اگلوانے میں بہت مشکل پیش آئی کہ وہ اس وقت سکول کی بجائے گھر آئی تھیں اور پھر واپس سکول نہیں گئیں۔

تمہارا مطلب ہے تم سکول کو نظر انداز کر رہی ہو۔میں نے پوچھا۔

جوآن نے کہا۔۔لیکن ہم نے یہ ارادتاً نہیں کیا۔ہم باتیں کر رہے تھے اور گھڑی پہ نظر ڈالنا بھول گئے۔

میں نے جوآن سے کہا۔بہتر ہے کہ وہ گھر چلی جائے کیونکہ میں میگن (اپنی بیٹی) سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ جب اس کی دوست چلی گئی تو میں نے میگن سے نرمی سے کہا۔تم گھڑی پر نظر ڈالنا نہیں بھولی تھی۔

میگن نے سر جھکا دیا اور کہا۔۔ہم صرف یہ تجربہ کر رہے تھے کہ اسکول واپس نہ جانا کیسا لگتا ہے۔

ایک لمحے کے لیے میرا پارہ چڑھ گیا۔ میں نے میگن کو سزا دینے کے بارے میں سوچا۔۔اسے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ اگلے ایک ماہ تک وہ جوآن سے نہیں ملے گی۔ لیکن پھر میں نے خود پہ قابو پا لیا اور میگن سے کہا۔تمہیں اس وقت سکول میں ہونا چاہیے تھا۔تمہاری اس حرکت نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔اب یقیناً تمہاری ٹیچر کی طرف سے مجھے فون آئے گا۔

میگن نے کہا۔میری غیر حاضری کے بارے میں مجھے ایک نوٹ لکھ دیں کہ میں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بیمار تھی۔ مین اسے اپنی ٹیچر کو دے دوں گی۔ تب آپ کو فون کال نہیں آئے گی۔

میں نے کہا۔ میگی۔ نوٹ تمہاری طرف سے ہونا چاہیے اور سچ ہونا چاہیے۔

میرے اس جواب پر وہ زیادہ خوش تو نہ ہوئی لیکن میری تھوڑی سی مدد سے اس نے ایک نوٹ تیار کرلیا۔ اس نے لکھا کہ وہ صرف تجربہ کر رہی تھی اور آئندہ ایسا کبھی نہیں کرے گی۔ اب میں مطمئن ہو کہ میں نے غصہ میں آ کر کسی پاگل پن کا مظاہرہ نہیں کیا اور اگرچہ میگن کی ٹیچر نے اس نوٹ پر سخت ردعمل کا مظاہرہ کیا لیکن میں اب بھی یہی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے درست کیا۔ میں نے میگن کو اپنی حرکت کی ذمہ داری قبول کرنے اور نتائج بھگتنے پر آمادہ ہونے میں مدد دی۔

اگلی کہانی ایک ہائی سکول کی طالبہ کے والدین کی ہے۔

میری سولہ سالہ بیٹی کیرل نے گذشتہ روز مجھے بتایا کہ وہ ہوم اکنامکس میں بچوں کی تربیت کے بارے میں پڑھ رہے تھے کہ ان کی ٹیچر نے اس سے پوچھا کہ اگر کسی بچے کو کبھی سزا نہ دی جائے تو کیا اس کا رویہ بہتر ہوسکتا ہے؟ کیرل نے بتایا کہ اس کے والدین نے کبھی اس کو مارا یا سزا نہیں دی تو تمام طلبہ کے منہ حیرت سے کھلے کے کھلے رہ گئے۔ ایک لڑکی نے کہا۔۔ لیکن لیکن تم پھر بھی بہت اچھی ہو۔

انہیں شاید یقین نہیں آ رہا تھا کہ سزا کے بغیر کوئی کس طرح اچھا ہوسکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جن بچوں کی پرورش پٹائی اور دردشتی کے ساتھ ہوتی ہے ان کے لیے یہ سمجھنا بہت مشکل ہے کہ اگر والدین بچوں پر اعتماد کریں اور مہذب طریقے سے پیش آئیں تو بھی بچے بہت اچھے اور ذمہ دار انسان بن سکتے ہیں۔ لیکن اس کا جیتا جاگتا ثبوت کیرل کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ ابھی پچھلے ہفتے اس نے اپنے بہتر رویہ کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں اور میرا شوہر شام کی واک کے بعد گھر آئے تو ہمارے تکیہ پر ایک خط پڑا تھا۔ اس میں تحریر تھا۔

پیارے ماما، پاپا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

آج ڈرائیوے پہ گاڑی لاتے ہوئے میں نے اسے شاہ بلوط کے درخت سے ٹکرا دیا۔ آپ کی گاڑی کے پچھلے حصہ میں ڈینٹ پڑ گیا ہے۔ اس لفافے میں دس ڈالر ہیں۔ یہ مرمت کے اخراجات کی پہلی قسط ہے۔ ہر مہینے میں اتنی رقم اس وقت تک ادا کرتی رہوں گی جب تک مکمل ادائیگی نہ کر دوں۔ مجھے بہت افسوس ہے لیکن یہ ایک اتفاقی حادثہ تھا۔

پیار کے ساتھ

کیرل

میں تسلیم کرتی ہوں کہ خط پڑھ کر پہلے تو ہمیں غصہ آیا۔ لیکن جب ہمارا غصہ کافور ہوا تو ہمیں اپنی بیٹی پر بہت فخر محسوس ہوا۔

درج ذیل واقعہ ایک والد نے بیان کیا:

سکول سپرنٹنڈنٹ نے ہائی سکول کے طلبہ کے والدین کو ایک میٹنگ میں بلایا۔ شہر میں طلبہ میں منشیات کا استعمال تشویشناک حد تک بڑھ چکا تھا۔ یہ میٹنگ اسی سلسلے میں تھی اور دماغی صحت کے ماہرین نے ہمیں خطاب کرنا تھا۔ سبھی مقرر زبردست تھے لیکن جو مقرر مجھ پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوا وہ اسی سکول سے خارج کیا ہوا ایک نوجوان تھا اور منشیات سے بحالی کے مرکز سے حال ہی میں واپس آیا تھا۔

اس نے اپنے شرابی باپ کے بارے میں بتایا جو اب اس کی ماں سے الگ ہو چکا تھا۔ ماں نے دوسری شادی کر لی تھی اور بیٹے پہ توجہ نہیں دے رہی تھی۔ نوجوان نے بتایا کہ سکول اور گھر میں مسائل کا شکار ہونے کے بعد اس نے منشیات کا رخ کیا۔ گلیوں میں رہنے لگا۔ اسے ایڈز کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ کیونکہ اس کے کچھ دوست ایڈز میں مبتلا تھے لیکن پھر وہ سنبھل گیا۔ اپنی کہانی کے اختتام پر اس نے ہال میں نظر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دورائی اور پرسوز انداز میں کہا۔ مجھے آپ سے صرف یہ کہنا ہے کہ خدا کے لیے اپنے بچوں کو سنیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر میری ماں نے مجھے سزا دیتے رہنے کی بجائے میرے بات سننے کی بجائے ہمیشہ غصہ میں آ جاتا تھا۔ میں گھر میں رہنے کی بجائے اپنے کمرے کی کھڑکی سے باہر کود جاتا۔ اگر اس کا رویہ سزا دینے والی ماں کی بجائے توجہ دینے والی ماں کا ہوتا تو بہت فرق ہوتا۔ ایک بچے کے لیے اس کا سب کچھ اس کا خاندان ہوتا ہے لیکن آپ والدین بچوں کی سنیں زیادہ اور فیصلے کم صادر کریں تا کہ ہم آپ سے بہتر طریقے سے بات کر سکیں۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سزا کا تصور اور اساتذہ کے سوالات۔

سوال۔ میں بہت سے سکولوں میں پڑھا چکی ہوں۔ میں نے مختلف قسم کی سزاؤں پہ عملدرآمد ہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ جن میں طنز و تضحیک سے معطلی اور چھٹی کے بعد سکول میں روکے رکھنا تک کی سزائیں شامل ہیں۔ کچھ اساتذہ سزا دینے کے لیے جسمانی طریقے استعمال کرتے ہیں۔ وہ تھپڑ مارتے ہیں۔ چٹکی کاٹتے ہیں۔ دھکا دیتے ہیں یا پھر بال کھینچتے ہیں۔ ان تمام قسم کی سزاؤں میں آپ کے خیال میں سب سے زیادہ نقصان دہ کونسی ہے؟

جواب: ڈاکٹر اروِن ہائم اپنی کتاب Reading writing & Hickory Stick میں کہتے ہیں۔ یہ تمام سزائیں بچوں کے ذہنوں پہ ان مٹ نقوش مرتب کرتی ہیں۔ تحقیق بتاتی ہے کہ ایک تلخ تجربہ بھی کئی اذیت ناک زخموں جیسی علامات رکھتا ہے۔ بچہ سکول کے کام میں دلچسپی کھو بیٹھتا ہے۔ ہوم ورک کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اور جارحانہ رویہ اپنا لیتا ہے۔ وہ ڈپریشن اور اضطراب محسوس کرنے لگتا ہے۔ وہ بڑوں اور پر اعتماد کھو دیتا ہے۔ کچھ بچے بستر گیلا کرنا، ناخن چبانا ہکلانا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کے معدے یا سر میں اچانک درد شروع ہو جاتا ہے۔ کچھ بچے ڈراؤنے خواب دیکھنے لگتے ہیں یا پھر گہری نیند نہیں سو سکتے۔ ضروری نہیں کہ کوئی ایک بچہ ان تمام علامتوں میں مبتلا ہو لیکن کسی بچے کو ان میں سے کسی ایک میں بھی مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے بچے کسی ملکی قانون نہیں بلکہ اعلیٰ تر قوانین کے تحت اس بات کے حقدار ہیں کہ ان کے ساتھ مشفقانہ رویہ اختیار کیا جائے اور جن لوگوں کو انکی تعلیم و تدریس کا فریضہ سونپا جائے وہ زیادہ پیار اور توجہ سے کام لیں

سوال: میں ابھی تک اس تصور کو تسلیم نہیں کر سکی کہ کوئی بھی صورت سزا کی طالب نہیں ہوتی۔ آپ کسی ایسے سرکش بچے کے بارے میں کیا کہیں گے جو کھیل کے میدان میں اول آنے والے بچے کا چشمہ چھین لے اور اسے روتا ہوا دیکھ کر قہقہے لگاتا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پھرے۔کیا ایسا ظالمانہ رویہ رکھنے والا بچہ سزا کے قابل نہیں؟

جواب: اسے روکنے اور سمجھانے کی ضرورت ہے۔لیکن اس طرح نہیں کہ اس کے سامنے ایک اور مثال رکھی جائے کہ بڑے اور طاقتور افراد کس طرح چھوٹے اور کمزور افراد کو تختۂ مشق بناتے ہیں۔یقیناً یہ سرکش بچہ اپنے ذاتی تجربے سے یہ سب کچھ جانتا ہوگا۔اگر ہم اسے رحم دلی سکھانا چاہتے ہیں تو ہمیں رحم پر مبنی طریقے استعمال کرنا ہوں گے۔ایک بچہ جو دوسرے بچے پر ظلم کرتا ہے اسے یہ احساس دلانے کی ضرورت ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ اس کی اس حرکت کو جرم قرار دے رہے ہیں۔اسے سزا کی تکلیف کی ضرورت نہیں۔یہ تکلیف اسے مزید سرکش بنا سکتی ہے۔اس کے برعکس اسے بتائیں ہ میں جو کچھ دیکھ رہی ہوں۔اسے بالکل پسند نہیں کرتی۔کوئی بھی پسند نہیں کرے گا۔کسی کو بھی اتنا تنگ نہیں کرنا چاہیے کہ وہ رو پڑے۔مجھے تم سے رحمدلی کی توقع ہے۔تم ابھی اس کا چشمہ واپس کر کے اس کا آغاز کر دو۔دوسروں کا احترام کر کے ہی انہیں آپ احترام سکھا سکتے ہیں۔

سوال: کیا آپ یہ تجویز کر رہے ہیں کہ کسی بھی بچے سے احترام کا تعلق قائم کر کے اسے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

جواب: کاش ایسا ہوتا۔۔لیکن المیہ یہی ہے کہ کچھ بچے اتنے غیر شائستہ اور سخت ہوتے ہیں کہ وہ توجہ دیئے جانے پر بھی کوئی مثبت تاثر نہیں دیتے۔سکول کا مختصر وقت دراصل ایسے بچوں کی ذہنی ساخت تبدیل کرنے کے لیے کافی نہیں ہوتا۔اس کا بہتر حل یہی ہوتا ہے کہ اساتذہ ایسے بے قابو بچوں سے دوسرے بچوں اور خود کو محفوظ رکھیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ ان سرکش بچوں کے ساتھ مضبوط لیکن احترام پر مبنی رویہ جاری رکھیں تا کہ وہ اپنی شر انگیزی کو مزید نہ پھیلا سکیں۔اس طرح کم از کم دوسرے بچے محفوظ رہیں گے اور کوئی بڑا نقصان نہیں ہو سکے گا۔

سوال: میں لنچ روم میں ڈیوٹی پر تھی کہ دو لڑکیاں ہاتھا پائی پر اتر آئیں۔گارڈ انہیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پرنسپل کے دفتر میں لے جانا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے روک دیا اور کہا کہ اس صورتحال سے میں خود نمٹ لوں گی۔ دونوں لڑکیوں نے اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہا لیکن میں نے ان کی کوئی بات سننے سے انکار کر دیا۔ انہیں خبردار کیا کہ اگر انہوں نے دوبارہ ایسی بدتمیزی کی تو میں انہیں خود پرنسپل کے پاس لے جاؤں گی اور انہیں سنگین نتائج بھگتنا پڑیں گے۔ لیکن اب میرے ذہن میں کچھ اور خیالات آ رہے ہیں۔ میں اس معاملے سے کسی اور طرح کیسے نمٹ سکتی تھی؟

جواب: جب لڑکیاں وضاحت کر رہی تھیں اور اپنا اپنا نکتہ نظر بیان کر رہی تھیں تو آپ کو انہیں سننا چاہیے تھا۔ پھر اپنا ردعمل ظاہر کریں۔

اچھا ایلن تم روز اسے لیے پگڑی کہ۔۔

اور روز تم اس لیے مشتعل ہوئیں کہ تمہارے خیال میں۔۔۔

اس طرح آپ دونوں کے غصے کو تسلیم کر کے ان کی باہمی مخاصمت کو ختم کر سکتی تھیں۔ آئندہ اس طرح کے واقعات کا امکان ختم ہو جاتا۔

ایک پرنسپل کا کہنا ہے کہ جب بھی دو لڑکے والے بچے اس کے دفتر میں لائے جاتے ہیں، تو وہ اس طریقے پر عملدرآمد کرتی ہیں جو بچوں کے معروف سائیکالوجسٹ ڈاکٹر ہائم جینوٹ سے انہوں نے سیکھا ہے۔ ڈاکٹر ہائم دونوں بچوں کو اپنی میز کے دونوں طرف بٹھا دیتے اور انہیں قلم اور کاغذ دے کر کہتے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اصل میں کیا ہوا تھا جو ہوا تھا وہ تحریر کر دو۔۔ عام طور پر مخالفین کا اصرار ہوتا ہے کہ غلطی اس کی نہیں مد مقابل کی تھی۔ پرنسپل بھی یہی کرتیں کہ جب ایک فریق کہتا کہ غلطی میری نہیں اس کی تھی۔ اس نے پہل کی تو۔۔ وہ کہتیں۔ ٹھیک ہے۔ یہ بات مجھے لکھ کر دے دو میں تفصیل سے جاننا چاہتی ہوں کہ یہ جھگڑا کیسے شروع ہوا اور کیسے بڑھا۔ تم دونوں نے کیا محسوس کیا اور مستقبل کے لیے اپنی تجاویز ضرور لکھنا۔ جب بچے اپنی اپنی تحریر ختم کر لیتے تو وہ دونوں کے بیانات پڑھتیں اور ہر بچے کے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تجربے (احساسات) کو احترام سے تسلیم کرتیں۔ پھر وہ انہیں کہتیں کہ ایک دوسرے کی تجاویز دیکھو اور کسی اتفاق رائے پر پہنچو۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006
urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سزا کا تصور اور اساتذہ کے واقعات

یہ پہلی کہانی جونیئر ہائی سکول کی ایک ٹیچر سناتی ہیں۔

میں اپنے کلاس روم میں داخل ہوئی تو ''جو'' اپنی ریاضی کی کتاب کے پس ورق پر ایک تصویر مکمل جزئیات کے ساتھ بنا رہا تھا۔ مجھے بہت غصہ آیا۔ ابھی ایک روز پہلے میں نے لیکچر دیا تھا کہ سکول کی چیزوں کو خراب نہ کیا جائے۔ عام حالات میں شاید میں غصے میں آنے کے بعد جو کو جھٹکا دے کر اس کی نشست سے اٹھاتی اور دھکا دیتے ہوئے چیختی۔۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اور دفتر میں جا کر بتاؤ کہ تم نے کیا کر توت کی ہے۔ لیکن میں نے تحمل سے کام لیا۔ آہستہ آہستہ جو کی ڈیسک پر پہنچی۔ جو نے زور سے کتاب بند کی اور تصویر چھپانے کی کوشش کرنے لگا۔ میں نے کہا۔

جو۔۔ میں نے جو کچھ کل کہا تھا اسے دہرا رہی ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ جب لوگ کتابوں پہ نشان لگاتے ہیں تو مجھے بہت غصہ آتا ہے۔ دیکھو یہ درسی کتابیں اگلے پانچ برس تک بچوں کے استعمال میں آئیں گی۔ میں اپنے طلبہ سے توقع کرتی ہوں کہ وہ ان کی حفاظت اچھی طرح کریں گے۔ مجھے افسوس ہے۔۔ جو بڑبڑایا۔ میں بھول گیا تھا۔

اوہو۔۔ میں نے صرف ایک لفظ کہا اور اپنی میز پر چلی گئی۔ جب ایک لمحے کے بعد میں جو کی ڈیسک پہ آئی تو وہ بڑی تندہی سے تصویر مٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ اپنے چھوٹے سے گھسے ہوئے ربڑ کے ساتھ مصروف تھا۔ میں نے اسے اپنا ربڑ دیتے ہوئے کہا۔۔ یہ لو، اس سے کام آسان ہو جائے گا اور ہاں یہ چھوٹا سا پیڈ لو۔ جب تمہارا دل کوئی تصویر بنانے کو چاہے تو اس پر بنایا کرنا۔

جو نے حیرت سے میری طرف دیکھا اور کہا۔۔ شکریہ۔

اس بات کو ایک مہینہ گزر چکا ہے۔ جو نے اب کبھی کسی کتاب پر ڈرائنگ نہیں کی۔ میرا دیا ہوا پیڈ وہ اپنی جیب میں رکھتا ہے اور وقتاً فوقتاً اس پر بنائی ہوئی تصویریں مجھے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دکھاتا رہتا ہے میں مطمئن ہوں کہاس روز میں نے اسے دفتر میں نہ بھیجا۔ یہ اقدام اسے کتابوں پر تصویریں بنانے سے تو شاید روک دیتا لیکن استاد اور شاگرد کے درمیان جو خوشگوار تعلق قائم ہو چکا ہے وہ کبھی بھی وجود میں نہ آتا۔ کون جانتا ہے کہ میں نے مستقبل میں ''پکاسو'' کی آج حوصلہ افزائی کی ہے۔

بچوں کی رہنمائی کرنے والی ایک مشیر نے درج ذیل واقعہ میں ایک بچے کے احساسات کو تسلیم کر کے اور انتخاب کی پیشکش کر کے اپنی ٹیچر کی سزا سے بچالیا۔

میں تیسری جماعت کے ایک کلاس روم میں پہنچی۔ مجھے سپیشل ایجوکیشن پروگرام کے لیے تین بچوں کو ٹیسٹ کے لیے منتخب کرنا تھا۔ وہ بچے تو فوراً میرے ساتھ آنے کے لیے کھڑے ہو گئے البتہ تیسرا بچہ خلیل سر جھکائے اپنی نشست پر بیٹھا رہا۔ وہ ناراض دکھائی دے رہا تھا۔ ٹیچر نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ خلیل مسز گورڈن ابھی تک تمہارے انتظار میں ہیں۔ (خلیل نے کوئی جنبش نہ کی)

میرا خیال ہے کہ خلیل آج تعاون پر آمادہ نہیں۔ (خلیل مسلسل ساکت و جامد رہا)

''خلیل۔۔ اگر تم کل فیلڈ ٹرپ پہ جانا چاہتے ہو تو بہتر ہے کہ ابھی مسز گورڈن کے ساتھ چلے جاؤ۔ (خلیل نے اپنا سر مزید نیچے جھکا لیا)

میں اس کی نشست تک گئی۔ اس کی طرف جھکی اور سرگوشی کی۔

تم آج جانا چاہتے۔؟

خلیل غصے سے بولا۔ میں جوزف کے قریب بھی نہیں جانا چاہتا۔

اوہ۔ اچھا۔ تم جوزف کی وجہ سے گریز کر رہے ہو۔ چلو دو باتوں میں سے ایک کا انتخاب کر لیتے ہیں۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ میں جوزف کو تم سے اتنا دور رکھوں گی جتنا رکھ سکتی ہوں۔ یا پھر میں اسی کمرہ میں تمہارا ٹیسٹ ابھی لے لیتی ہوں۔ خلیل کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا اور پھر اٹھ کر میرے ساتھ چل پڑا۔

میں بہت خوش کہ ایک بچے کو تذبذب سے نکالنے کے لیے بروقت انتخاب کی راہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سوچ سکی۔

اور یہ آخری کہانی ایک سکول کے سوشل ورکر کی ہے۔

سین، سات سال کا پرکشش اور ذہین بچہ تھا اور اس وقت ایک ایسی جماعت میں تھا جس میں جذباتی اور رویہ جاتی مسائل کے شکار بچوں کی تربیت کیجاتی تھی۔ اس نے سکول میں مسلسل نالائقی کا مظاہرہ کیا تھا۔ کسی طرح کی حوصلہ افزائی، گولڈن سٹارز، اور سٹکرز سے بہتر بنانے میں مدد نہ کر سکے۔ جو کوئی اس کی مدد کرنا چاہتا، وہ اس سے منہ پھر لیتا۔ جب اس سے اس کا مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ کندھے اچکا دیتا۔ اس کی ماں بہت شفیق تھی لیکن وہ گھر میں اس سے بھی دور بھاگتا۔ اسے اونچی جگہوں سے خوف آتا تھا۔ چنانچہ سلائیڈز اور جنگل جم کے قریب بھی نہ جاتا تھا۔

اس کے گھر والوں نے بتایا کہ ابتدائی جماعتوں میں اس کے منفی رویہ کی اصلاح کے لیے بہت سختی کی گئی۔ چھڑی سے پٹائی کی گئی۔ اس کے کندھوں اور انگلیوں کے جوڑوں پہ رولر مارا گیا۔ اس کی ماں سکول کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے سین کی موجودگی میں ٹیچر کو اجازت دے چکی تھی کہ وہ اس کی بہتری کے لیے جو چاہے سزا دے سکتی ہے۔

میں نے سین کے والدین کو مشورہ دیا کہ اس سے ان معاملات پہ غیر رسمی انداز میں بے تکلفی کے ساتھ گفتگو کرتے رہا کریں۔ وہ حیران رہ گئے کہ محض ایک دو نشستوں میں سین سکول میں ملنے والی جسمانی سزا کی باتیں یاد کر کے سنانے لگا اور پر وہ غصے سے پھٹ پڑا۔ اپنے دبے ہوئے غصے کے پہلے اظہار کے لیے اس نے ماں کے گھٹنے پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔ لیکن ماں۔ اپ نے اس کو کہا کہ وہ اسے مار سکتی ہے۔ آپ نے اسے ایسا کرنے کی اجازت دی۔ اس کی ماں بھونچکا رہ گئی۔ اس نے کہا۔۔ میں کبھی نہیں چاہتی کہ کوئی میرے بیٹے کو تکلیف دے اور مجھے اس بات کا بھی علم نہیں کہ تمہیں اس طرح کی جسمانی سزائیں ملتی رہی ہیں۔ اس نشست

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کے اختتام پر سین اور اس کی ماں پیار سے ساتھ گلے ملے۔تقریبا ایک سال کے دوان پہلی دفعہ۔

ایک یا دو دن کے بعد سین اپنے والد کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ گیند چھت پر چلی گئی۔باپ نے گیند اتارنے کے لیے سیڑھی نکالی لیکن سین نے اچانک کہا۔آپ نہیں میں جاؤں گا۔پھر وہ سیڑھی پھلانگتا ہوا چھت پر گیا اور گیند واپس لے آیا۔وہ اپنی کامیابی پہ بہت خوش تھا۔خوشی سے بے قابو ہو کر وہ گھر کے اندر آیا اور ماں سے لپٹ کر فاتحانہ انداز میں چلایا۔ماما۔جب سے میں نے آپ کو اپنا راز بتایا ہے۔میں سب کچھ کر سکتا ہوں اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کے بعد وہ اسکول کے کام میں بہت بہتر ہو گیا۔

مل جل کر مسائل حل کرنا۔

چھا اقدام جو بچے کی تخلیقی حس اور احساس ذمہ داری کو عمل میں لاتے ہے

اپنی تدریس کے پہلے سال کے آخری دن،تاشا،اونچی آواز رکھنے والی ایک باتونی طالبہ نے مجھے بتایا۔

آپ کا رویہ ہمارے ساتھ بہت نرم رہا۔آپ تو قاتل کو بھی ہمیں ساتھ لے جانے کی اجازت دے سکتی تھیں۔

میں ہنسی اور کہا۔۔تم نے مجھے یہ پہلے کیوں نہ بتایا؟

اس نے جواب دیا۔۔میں تو اس کا بہت لطف لے رہی تھی۔

ہم دونوں مسکرائیں لیکن جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکلی۔میری مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

کیا تاشا درست کہہ رہی تھی؟

کیا میں بچوں کو قاتل کے ساتھ جانے کی اجازت بھی دے سکتی ہوں؟

ممکن ہے میں اس لیے زیادہ سخت گیر یا سزا دینے کی شوقین نہیں کہ ہر کوئی مجھے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پسند کرے۔ میں نے تو ہمیشہ اس لیے بچوں کو بہت سی باتوں کو نظر انداز کیا کہ وہ میرے خیال میں بہت معمولی تھیں۔ میں سمجھتی تھی کہ ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر زیادہ وقت صرف کرنے کی بجائے پڑھائی پر توجہ دوں لیکن میرے اخلاق ہونے کی خواہش کا ناجائز فائدہ اٹھایا گیا اور ایسا کرنے والے یقیناً تاشا ہی اکیلی نہیں تھی

میں اگلے سال زیادہ سخت ہونے کا ارادہ کیا۔ میں نے سوچا کہ پہلے دن ہی سے ڈسپلن پر سختی سے عمل کراؤں گی۔ لیکن کچھ ہفتوں بعد میں نے خود کو اس عزم سے ہٹتے ہوئے محسوس کیا۔ مثلاً میرے نزدیک ایک اچھی بحث کا طریقہ یہ تھا کہ یہ جاندار ہو۔ بے تکلفی سے تبادلہ خیال ہو اور ایک خیال کسی نئے خیال کو جنم دے۔ اگر ایک طالب علم جوش میں آ کر دوسرے طالب علم کی قطع کلامی کرتا تو مجھے یہ کوئی گناہ کبیرہ نہیں لگتا تھا۔ اگر کوئی لڑکی کسی بات سے اتفاق نہ کرتی اور ناک چڑھا کر کہتی۔ کیا احمقانہ خیال ہے۔ تو میں اسے نہ ٹوکتی۔ لیکن جب ایک دوسرے کو ٹوکنے اور دوسرے کو زیر کرنے کا رجحان بڑھ گیا تو ہماری کلاس کی ہر بحث شرافت کے دائرے سے نکل کر جھگڑے کے شور و غوغا میں تبدیل ہونے لگی۔

اب بھی میں ان کے جوش و خروش کو یاد دہانی اور سرزنش سے کم کرنے پر آمادہ نہ تھی۔ شاید میں کچھ زیادہ ہی مزاج تھی۔ میں توقع کرتی تھی کہ کسی نہ کسی لمحے بچوں کو راز خود احساس ہو جائے گا کہ انہیں ایک دوسرے سے مہذب انداز میں پیش آنا چاہیے لیکن یہ احساس صرف مجھے تھا۔ بچوں کو کسی بات کی پرواہ نہیں تھی۔ یہ بچے اس وقت تک بدلنے والے نہیں تھے جب تک ان کی ٹیچر تبدیل نہ ہو جائے۔ انہیں کسی ایسے بزرگ کی ضرورت تھی جو انہیں بنیادی سماجی رویے سکھائے اور انہیں اپنانے پر اصرار کرے۔ کیا میں یہ سب کچھ کر سکتی ہوں؟ آخر کیسے؟

مجھے وہ کتاب یاد آئی۔ میں نے اس کے ساتوں باب۔ کیسے بات کی جائے کہ بچے سنیں۔ کے بارے میں سوچا۔ اس باب میں بنیادی خیال یہ دیا گیا تھا کہ جب

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

والدین اور بچے مل کر مسائل کا جائزہ لیتے ہیں۔ اور ان کا حل ڈھونڈتے ہیں تو پھر بچے ان پر عمل کرنے اور اسے موثر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک دلچسپ تجویز اس باب میں مسائل کر مرحلہ وار حل تھا۔ میں نے مسائل کے حل کا قدم بہ قدم عمل پوری توجہ سے پڑھا اور پھر اپنی کلاس میں اس کو زیر استعمال لانے کے لیے تھوڑے سے ردوبدل کے ساتھ لکھوالیا۔ یہ مرحلہ وار حل کچھ اس طرح تھا۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اپنے طلبہ کے احساسات اور ضروریات کو سمجھیں۔

ان کے نقطہ نظر کا اختصار پیش نظر رکھیں۔

اپنے احساسات اور ضروریات بیان کریں۔

اپنی کلاس کو دعوت دیں کہ وہ آپ کے ساتھ مل کر مسائل کے حل کے لیے دماغ لڑائیں۔

سب کی تجاویز کو پرکھے بغیر ضبط تحریر میں لائیں۔

اجتماعی طور پر فیصلہ کریں کہ کونسی تجاویز کے استعمال کی منصوبہ بندی کی جائے اور ان پر کس طرح عمل درآمد کیا جائے۔

جب میں نے ان چھ اقدامات کا دوبارہ جائزہ لیا تو تھوڑی دیر کے لیے مایوس ہو گئی۔ کیا میں اس طویل اور پیچیدہ عمل سے اپنی کلاس کو چلا سکوں گی۔ لیکن پھر میں نے سوچا۔ ممکن ہے یہ اتنا مشکل نہ ہو جس قدر نظر آتا ہے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا۔ بنیادی طور پر یہ بچوں کے احساسات کے اظہار اور خود میرے احساسات کے اظہار کے ساتھ ساتھ ہم سب کی طرف سے مل جل کر مسائل کا حل تلاش کرنے کا معاملہ ہے۔ یقیناً اس کے لیے ایک کوشش ضرور ہونی چاہیے۔ ہم نے جو کچھ کیا اس کو کارٹون کی شکل میں اگلے صفحات میں دیا جا رہا ہے

مسائل کے حل والی نشست کے نتیجہ میں بہت سے اہم تبدیلیاں وجود میں آئیں۔ قطع کلامی اور ایک دوسرے کو ٹوکنے کے واقعات میں زبردست کمی آئی۔ جو طلبہ اضطراری حالت میں قطع کلامی کر بیٹھتے ہیں وہ معذرت کا اظہار کرتے ہیں اور پھر شائستگی سے اپنی باری کا انتظار کرتے۔ میرے لیے سب سے زیادہ فرحت بخش نتیجہ یہ تھا کہ بچوں نے احترام کے ساتھ ایک دوسرے کو سننا شروع کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ جو بچے سوچے سمجھے بغیر۔۔ کیا احمقانہ خیال ہے۔ کہہ دیا کرتے تھے وہ بھی راہ راست پر آ گئے تھے۔ سب سے اچھی بات یہ تھی کہ مجھے کسی پولیس آفیسر کی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

طرح حکم نہیں دینا پڑتا تھا۔ طلبہ اپنا جائزہ خود لیتے رہتے تھے۔

ان کی خود نظمی اور ایک دوسرے کے لیے بڑھتی ہوئی حساسیت پر میں بہت نازاں تھی۔ میٹ دی ٹیچر کے موقعہ پر میں نے بات والدین کو بتانے کا فیصلہ کیا۔ جب سب لوگ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو میں نے والدین کو خوش آمدید کہا۔ اگلی ٹرم کے لیے اپنے مقاصد بیان کئے اور پھر چاک بورڈ پہ آویزاں چارٹ مودبانہ گفتگو کیجئے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے والدین کو بتایا کہ ہم نے کس طرح اپنی کلاس میں مل جل کر مسائل حل کرنے کا طریقہ اپنایا ہے اور اس کے کیا نتائج نکلے ہیں۔ والدین بھرپور دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے دکھائی دیے۔ تبصروں اور سوالات کی بوچھاڑ ہوگئی۔

ایک صاحب نے کہا۔ میں حال ہی میں ایک انتظامی تربیتی ورکشاپ سے واپس آیا ہوں۔ وہاں، تنازعات حل کرنے کی جو حکمت عملی انہوں نے ہمیں سکھائی وہ اس سے بہت ملتی جلتی ہیہ جو آپ نے ابھی بیان کی۔

ایک اور صاحب نے کہا۔ یہ بات تو گھر پہ ہمیں اپنے بچوں کے ساتھ بھی کرنا چاہیے۔

ایک تبصرہ آیا۔۔ میں یہ تمام اقدامات اپنے بچوں کے ساتھ زیر عمل لانے کے لیے قوت برداشت نہیں رکھتی۔

بالفرض ایک بچہ حل سوچنے کے لیے خوشی سے رضامند نہ ہو تو پھر؟ یا فرض کریں وہ ایسی تجویز برداشت نہیں رکھتی۔

اس صورت میں کیا ہوگا کہ ایک منصوبے پر سب متفق تو ہوں مگر بچے اپنا کردار نہ ادا کریں۔

ظاہر ہے سب لوگ اس ضمن میں مزید کچھ جاننا چاہتے تھے لیکن ایک ماں کی حیثیت سے مریا کوئی تجربہ نہ تھا اور میں ان طریقوں کو گھر میں استعمال کرنے کے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔ مگر انکی دلچسپی دیکھتے ہوئے میں نے ایک استاد کی حیثیت سے ہونے والی دریافتوں میں ان کو خوشی کے ساتھ شریک کیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں نے مسائل کے حل کے اجتماعی طریقہ کو جتنا استعمال کیا مجھے محسوس ہوا کہ اسے قابل عمل بنانے کے لیے اتنا ہی زیادہ پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ میں نے والدین کو درج ذیل نکات بتائے جو میں نے اس طریقہ کار کو آزمائشی بنیادوں پہ اپنانے کے دوران سیکھے۔

اگر آپ اشتعال یا جلدی میں ہیں تو مسائل حل کرنے کے طریقہ کو آزمانے کی کوشش بھی نہ کریں۔ کسی مشکل مسئلہ کے حل کے لیے کامیابی کا انحصار وقت، صاف ذہن اور داخلی سکون پر ہوتا ہے۔

پہلا قدم۔۔۔ بچے کو سننا سب سے اہم ہے۔

میرا رجحان یہ تھا کہ اس شروع کے مرحلہ سے تیزی سے گزر کر اچھے حصے یعنی دماغ لڑانے کے مقام پر پہنچا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ ممکنہ حل سامنے آسکیں۔

طالب علم۔ مس، مجھے معاشرتی علوم کے ٹیسٹ میں D مال ہے۔

میں: اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ آئندہ ایسا نہ ہو، تم کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ کیا تمہارے پاس کوئی تجویز ہے؟

تب تک میں سیکھ چکی تھی کہ طلبہ اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے کے لیے اس وقت تک تیار نہیں ہوتے جب تک ان کے احساسات کو تسلیم نہ کیا جائے۔

میں: تم اس گریڈ کے بارے میں کافی پریشان لگتے ہو۔ آؤ ایکبار پھر تمہارے جوابات دیکھتے ہیں۔ ہوسکتا ہے تم مجھے مزید بتا سکو کہ تمہارے ذہن میں کیا تھا؟

اپنے احساسات بیان کرتے ہوئے اختصار سے کام لیں۔ بچے میرے احساسات کے بارے میں مختصر سی بات تو زیادہ توجہ سے سن سکتے ہیں لیکن اگر میں اپنی پریشانی، اپنی تشویش یا ناراضگی کے بارے میں لمبی بات کرتی جاؤں گی تو وہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میری طرف سے کان بند کرلیں۔

ان کی تجاویز کی قدر قیمت نہ پرکھیں۔ جب بچے بالک بے تکے حل لے کر آتے تو میں خود کو ان پہ تبصرہ کرنے سے بڑی مشکل سے روک پاتی تھی۔ ایک دفعہ میں نے جب یہ کہا۔ کہ نہیں اس طرح تو ہم کچھ نہیں کر سکتے ۔۔تو ٹھیک اس کے ساتھ ہی مسائل حل کرنے کا عمل وہیں رک گیا۔ اس کے بعد کسی بچے نے کوئی تجویز پیش نہ کی۔ اگر آپ چاہتے ہی کہ تخلیق کا پہیہ گھومتا رہے تو آپ کو ہر تجویز کا خیر مقدم کرنا پڑے گا۔ چاہے وہ کتنی ہی ناقص کیوں نہ ہو۔

حتمی فیصلہ پر عملدرآمد یقینی بائیں: مجھے سیکھنا پڑا کہ کسی حیرت انگیز حل کی تلاش میں مدد دینے کے بعد خود کو سست نہ کرلوں۔ جب تک سب لوگ ایک حل کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک طریقہ کار پر رضامند نہ ہو جائیں اور یہ فیصلہ نہ کرلیں کہ کون کیا ذمہ داری نبھائے گا۔ بہترین ارادے بھی خاک میں مل جاتے ہیں۔

منصوبہ ناکام ہو جائے تو ہمت نہ ہاریں۔ بچوں کو ان کے اپنے منصوبے پر عمل پیرا نہ ہونے پر سخت سست کہنا بہت آسان ہے۔ میں نے ایک دفعہ ایسا ہی کیا اور پھر پوری کلاس ناراض اور متنفر ہو گئی۔ بالآخر میں نے سیکھ لیا کہ ناکامی آنے پر دانشمندی یہی ہوتی ہے کہ ایک اور نشست کا اہتمام کیا جائے۔ نشاندہی کیجائے کہ کیا غلط ہوا اور اسے ٹھیک کس طرح کیا جائے۔ بالفاظ دیگر، مسائل کے حل" کا ایک اجلاس عام طور پر کافی نہیں رہتا۔ دوسرے اجلاس میں آپ پہلی دفعہ کے چھوڑے ہوئے جوابات کو تلاش کر لیتے ہیں۔

میری طویل تقریر کے بعد گھنٹی بجی۔ کچھ والدین دوسرے اساتذہ سے ملنے کے لیے چلے گئے۔ جو باقی رہ گئے انہوں نے میری میز کے گرد جمگھٹا بنا لیا۔ وہ مزید بات کرنے کا موقعہ چاہتے تھے۔

ایک والد نے پوچھا۔ کیا آپ کے خیال میں یہ طریقہ ہوم ورک کے مسائل میں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مدد دے سکے گا۔

میں بھی آپ کو جواب میں دلچسپی رکھتی ہوں۔ایک ماں نے کہا۔کیونکہ جب لارا سکول سے واپس آتی ہے تو اس کے ہوم ورک کے لیے میں بھی اس کے ساتھ مصروف ہو جاتی ہوں۔

اس کی بات نے مجھے الجھا دیا۔۔آپ اس کے ہوم ورک کے لیے اس کے ساتھ مصروف ہو جاتی ہیں۔میں نے پوچھا۔

سارا وقت نہیں۔اس نے کہا۔۔لیکن کیا والدین سے توقع نہیں کی جاتی کہ وہ ہوم ورک کے لیے بچوں کی مدد کریں۔

کس طرح کی مدد؟ میں نے استفسار کیا۔

جب لارا گھر آتی ہے تو میں اسے کہتی ہوں کہ وہ مجھے آج کی اپنی اسائمنٹ دکھائے اور پھر میں اس کے ساتھ مل کر اسے ترتیب دینے میں اس کی مدد کرتی ہوں۔آج دوپہر کو میں اسے لے کر لائبریری گئی۔وہاں ہم نے روز ویلٹ پہ رپورٹ تیار کرنے کے لیے بہت اچھی کتابیں لیں۔

میں خوف زدہ ہوگئی۔لارا ایک ذہین طالبہ تھی۔ہوم ورک میں اسائمنٹ دینے کا مقصد اسے دوسرے بچوں کو موقعہ دینا ہوتا ہے کہ وہ اپنے وقت کی تنظیم کریں۔اپنی صلاحیتوں سے کام لے کر ہوم ورک کریں اور اپنے فیصلوں پر عمل کریں۔میں نے کھل کر تو نہ کہا لیکن طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی بچوں کو حتی الامکان از خود کام کرنے دیا جائے۔

میرا خیال ہے کہ بچوں کی بہترین مدد ضمنی مدد ہوتی ہے۔

آپ بچوں کو ہوم ورک کے لیے ایک پرسکون جگہ،مناسب روشنی،ایک ڈکشنری، اگر بھوکے ہوں تو کھانے کے لیے کچھ سنیکس اور اس کے بعد اگر وہ آپ سے کچھ پوچھنا چاہیں تو اپنے آپ کو ان کے لیے دستیاب رکھیں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

لارا کی ماں نے بھنویں اچکا کر مجھے دیکھا۔ میری مختصر تقریر نے یقیناً اسے قائل نہیں کیا تھا۔ میں نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ میرے والدین نے میرے اور میری بہن کے ساتھ کیا کیا تھا۔ جب ہم بڑے ہو رہے تھے تو ہمارے گھر میں ہوم ورک کو بہت اہم معاملہ سمجھا جاتا تھا۔ ایک اہم ترین ترجیح۔ ہمارا یہ معمول تھا کہ ہم روزانہ رات کو کھانے کے بعد باورچی خانے کی میز صاف کر کے اس کے گرد بیٹھ جاتے اس پر اپنی کتابیں اور کاغذ پھیلا دیتے اور ہوم ورک کرتے۔ یہ کوئی سوال نہیں تھا کہ کیا ہم اپنا ہوم ورک کر سکتی ہیں یا ہمیں اپنا ہوم ورک خود کرنا چاہیے یا ہم اپنا ہوم ورک کیسے کریں۔ بس یہ ہوم ورک کا وقت ہوتا تھا اور بس۔

میں نے ذرا اونچی آواز میں کہا۔ آپ لارا کے لیے رات کیوقت ہوم ورک کا معمول کیوں نہیں بنا لیتی۔ اس وقت وہ اپنے کمرے میں اکیلے کام کرے یا آپ کے نزدیک کہیں رہ سکے۔ آپ اپنے آپ کو کم سے کم پریشان کریں اور لارا کو اپنی ذمہ داری خود نبھانے دیں۔

میں بھی چاہتی ہوں کہ یہ کام اتنا آسان ہو جائے۔ لارا کی ماں نے تھوڑا سا برہم ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن حقیقت ہے کہ وہ اپنا ہوم ورک اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک میں اس کے پیچھے نہ پڑوں۔

مہربانی کر کے اس پر الزام نہ دیں۔ ایک خاتون نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ میرا خیال ہے کہ آپ اپنی بیٹی کے ساتھ انصاف نہیں کر رہیں۔ میری ماں بھی ہوم ورک کے لیے میرے پیچھے پڑی رہتی تھیں۔ وہ ہر رات اس وقت تک میرے سر پر منڈلاتی رہتیں۔ یہاں تک کہ انہیں یقین نہ ہو جاتا کہ میں سب کچھ صحیح طور پر کر چکی ہوں۔ بعض اوقات وہ مجھ سے میرا ہوم ورک لے لیتیں اور خود اسے مکمل کرتیں۔ کچھ عرصہ بعد یہ ہوا کہ میں اس وقت تک اپنا ہوم ورک لے لیتیں اور خود اسے مکمل کرتیں۔ کچھ عرصہ بعد یہ ہوا کہ میں اس وقت اپنا ہوم ورک شروع نہیں کر سکتی تھی۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جب تک میری والدہ موجود نہ ہو۔ میرا خیال ہے کہ ایک سطح پر آ کر میں نے جان لیا کہ جب تک میری ذمہ داری ماں اٹھائے رہے گی میں خود کوئی ذمہ داری سنبھالنے کے قابل نہ ہوسکوں گی۔ یہی وجہ ہے کہ اب میں اپنی بیٹی کی ہوم ورک کے معاملے میں زیادہ مدد نہیں کرتی تاکہ وہ خود ذمہ داری سنبھالنے کے قابل ہو سکے۔

لارا کی والدہ پریشان سی ہوگئیں۔ آپ کا مطلب ہے کہ آپ اپنی بیٹھی کی مدد ہوم ورک کے لیے نہیں کرتیں۔

ہاں۔ اس وقت تک جب تک وہ کوئی مشکل محسوس نہ کرے۔ جب اسے کوئی مسئلہ درپیش ہوتو وہ میری مدد کی خواہش مند ہوتی ہے۔ اور پھر میں اسے مشکل سے نکالنے کی کوشش کرتی ہوں اور پھر جونہی وہ آگے چل پڑتی ہے۔ میں اس کے پاس سے اٹھ جاتی ہوں۔

میں چاہتی ہوں کہ وہ جان لے کہ اپنے ہوم ورک کے لیے اکیلی ہی ذمہ دار ہے۔ اور وہ اسے کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ لارا ابھی اتنی ہونہار ہے۔ لیکن اگر وہ اتنی قابلیت نہ رکھتی ہوتو پھر۔۔؟ لارا کی ماں ابھی تک اپنی بات پر اصرار کررہی تھی۔

کسی ہچکچاہٹ کے بغیر خاتون نے پلٹ کر جواب دیا۔ تو پھر باہر سے مدد لیں۔

کوئی ٹیوٹر۔۔ ہائی سکول کا کوئی طالب علم یا پھر اسے کہا جائے کہ وہ اپنی کسی کلاس فیلو کی مدد لے لیا کرے لیکن ہر حال میں اسے خود انحصاری سکھائی جائے اور ہر اس چیز سے بچا جائے جو والدین جذباتی ہوکر کر اپنے بچوں کے ہوم ورک کی ذمہ داری خود اٹھانے کے لیے کرنے پر اتر آتے ہیں ایک آدمی نے جو بڑے انہماک سے یہ گفتگو سن رہا تھا۔ بڑے خوش کے ساتھ اثبات میں سر ہلانے لگا۔

آپ کیا سوچ رہے ہیں، میں نے اس سے پوچھا

اپنے والد کے متعلق سوچ رہا ہوں۔ اس نے کہا، وہ اس بات کے لیے زبردست

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پریشان رہتے تھے کہ میں حساب میں کمزور ہوں۔ آخر کار انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ خود مجھے حساب پڑھائیں گے۔ ہر رات وہ مجھے اپنے ساتھ بٹھا کر لمبی تشریح کرتے۔ وہ ہمیشہ بڑے تحمل کے ساتھ شروع کرتے لیکن جب میں کچھ بھی سمجھ نہ پاتا تو غصے میں آ جاتے۔ دوبارہ وضاحت کرتے اور پہلے سے زیادہ اونچی آواز میں بولتے۔ ہوسکتا ہے میں نے حساب میں ان سے کچھ سیکھ لیا ہو لیکن اس طریقہ کار سے ہمارے تعلقات میں کوئی گرم جوشی نہ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کو کہہ دیا ہے کہ ٹم ۔۔۔ یہ ہوم ورک تمہارا فرض ہے جس طرح گھر چلانا میرا فرض ہے۔

ایک اور والد نے اسے چیلنج کرتے ہوئے کہا۔ لیکن بالفرض ٹم اسے آپ کے نقطہ نظر سے نہیں دیکھتا۔

ہاں یہ بات تو ہے۔ پچھلے سال اس نے مجھے مشکل میں ڈال دیا۔ ٹم نے فٹ بال ٹیم میں شمولیت اختیار کر لی۔ اور پھر کھیل اس کی زندگی کا محور بن گیا۔ مجھے اس کے استاد کی طرف سے شکایت کو خط ملا کہ وہ اپنا ہوم ورک نہیں کر رہا۔

تو آپ نے اس سے کیا کہا۔۔ لارا کی ماں نے پوچھا۔

نہیں۔ میں نے ٹم سے تو کچھ نہ کہا البتہ اس کے استاد سے اپنی ملاقات کا وقت طے کر لیا۔ میں نے اس کے استاد کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے مجھے صورت حال سے آگاہ کیا۔ لیکن میں نے اسے بتایا کہ میں ٹم کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ بجائے اس کے کہ میں ٹم کو بٹھا کر کوئی تقریر جھاڑوں اور سرزنش کروں۔ یہ بات زیادہ موثر ہوگی کہ اسے سامنے ٹیچر کی طرف سے ایک خط ملے۔ پھر میں نے اسے ایک خط کی پانچ ٹائپ شدہ کاپیاں دیں۔ ان پر لکھا تھا۔ پیارے ٹم!

مندرجہ ذیل اسائنمنٹس تمہاری طرف سے ابھی موصول نہیں ہوئیں۔

تاریخ ۔۔۔ مہربانی کر کے کل صبح مجھے بتا دو کہ میں کب تک ان کی توقع رکھوں۔

تمہارا ٹیچر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں نے اسے ڈاک کے پانچ لفافے دیے اور اس کی مدد کا شکریہ ادا کیا۔ پہلا خط موصول ہوا تو ٹم کچھ حیران ہوا لیکن اس نے اسے نظر انداز کر دیا۔ دوسرا خط ملا تو ٹم کو احساس ہوا کہ ٹیچر ہوم ورک کے معاملے میں بہت سنجیدہ ہے۔ اس نے اپنے ہوم ورک پہ توجہ دینا شروع کر دی اور اب وہ باقاعدگی کے ساتھ اسے روزانہ مکمل کر لیتا ہے۔

بہت خوب۔۔ لارا کی ماں نے پر ستائش لہجے میں کہا۔۔ آپ نے تو واقعی مسئلہ حل کر لیا۔

ہاں اس کا بہت فائدہ ہوا لیکن اس سہ ماہی میں ایک نیا مسئلہ بن گیا۔ اب وہ اپنا ہوم ورک آخری وقت کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور پھر رات گئے اس کو کرنے کی کوشش میں نیند سے الجھتا رہتا ہے۔ میں اسے ہمیشہ یاد دلاتا رہتا ہوں کہ اپنا ہوم ورک وقت پر کر لے لیکن اس کے پاس کئی بہانے ہوتے ہیں۔ اس کی بہن تنگ کر رہی ہے۔ وہ اپنے جہاز کے ماڈل پر کام کر رہا ہے یا پھر اناپسندیدہ ٹی وی شو دیکھ رہا ہے

لارا کی ماں میری طرف مڑی۔ مس لینڈر۔۔ تم ابھی ہمیں مسائل کے حل کے متعلق بتا رہی تھیں۔ کیا تم اسے ٹم کے لیے قابل عمل سمجھتی ہو۔

ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا۔۔ میں سوچ رہی تھی کہ کاش اس وقت جین میری مدد کے لیے یہاں ہوتی۔

تو پھر بتاؤ یہ کیسے ممکن ہے۔ ٹم کے والد نے تیوری چڑھا کر کہا۔

تمام آنکھیں میری طرف تھیں۔ میں نے ٹم کے والد سے پوچھا کہ عام حالات میں جب وہ ٹم سے اصرار کرتا ہے کہ ہوم ورک جلد شروع کر دیا جائے تو کیا ہوتا ہے۔ اس نے بتایا کہ ایسی صورت میں ٹم اپنا ہوم ورک جلد شروع کر دیتا ہے۔ پھر ہم سب اس بحث میں مصروف ہو گئے اگر ٹم اور اس کے والد مل بیٹھیں اور مسئلہ حل کرنے کے بارے میں سوچیں۔ اگلے صفحات میں اس صورت حال کے دو ممکنہ منظر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کارٹون کی شکل میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

میٹ دی ٹیچر اجلاس کے کچھ دنوں بعد مجھے ٹم کے والد کا فون ملا۔ وہ بتانا چاہتا تھا کہ جب اس نے ٹم سے اس مسئلہ پر بات کی تو کیا نتیجہ نکلا۔

ہم نے جو سوچ رکھا تھا، تقریباً اسی طرح ہوا۔ اصل مسئلہ کام کی ترتیب کا تھا۔ وہ دو گھنٹے تک ٹیلی ویژن دیکھتا اور پھر رات گیارہ بجے بستر پہ جاتا۔ میں نے اسے بتایا کہ میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ چنانچہ ہم نے اس ترتیب پر نظر ثانی کرتے ہوئے ردوبدل کیا۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ وہ ہوم ورک ایک گھنٹہ پہلے شروع کیا کرے گا۔ اسی طرح ٹیلی ویژن کو صرف ایک گھنٹہ دے گا۔ وہ ساڑھے نو بجے بستر پر ہوگا اور دس بجے بتیاں گل کر دی جائیں گی۔

مزید ایک ہفتہ گزرنے پر مسائل حل کے اس طریقہ پر میرا اعتماد اور تفہیم مزید گہرے ہو گئے۔ مجھے اندازہ ہونے لگا کہ اس طریقہ کار کے طویل مدت فوائد فوری فوائد سے زیادہ ہیں۔ محض کلاس روم کے معاملات میں باقاعدگی اور گھر میں مستقل مسائل کا حل اس کیسامنے معمولی باتیں ہیں۔ جب ہم کسی بچے کو ایک مسئلہ سے نمٹنے کی دعوت دیتے ہیں تو ہم بہت قوی پیغامات دیتے ہیں۔ مثلاً۔

:: ہمیں تم پر یقین ہے۔

:: ہم تمہاری عقل مندی سے سوچنے اور تخلیقی قابلیت پر یقین رکھتے ہیں۔

:: ہم تمہاری تجاویز کو اہمیت دیتے ہیں۔

:: ہم تمہارے ساتھ تعلق کو اس طرح نہیں دیکھتے، جس طرح طاقتور بڑے لوگ اپنی حاکمیت یا بالاتری معصوم بچوں پہ جتاتے ہیں بلکہ ایسے بالغ اور بچے کے تعلق کی طرح دیکھتے ہیں جو برابر ہیں۔ صلاحیتوں اور تجربے میں نہیں بلکہ عزت و احترام میں۔

اگر کوئی ایک چیز ہم تمام بچوں کے متعلق یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں تو وہ ان کے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مسائل ہیں جو بعض اوقات اوپر تلے پیش آتے ہیں۔لیکن ہم نے انہیں یہ سکھا کر وہ کس طرح ایک مسئلہ سے نمٹیں اور یہ دکھا کر وہ کسطرح اسے چھوٹے چھوٹے آسان حصوں میں بانٹ کر اپنی ذہانت سے حل کر سکتے ہیں۔ایک ایسی مہارت دیتے ہیں جس پر وہ اپنی باقی زندگی میں انحصار کر سکیں گے۔

یاددہانی کے نکات۔

۱۔ بچے کی ضروریات اور احساسات سمجھیں۔

بڑا فرد: تم اپنے ٹیسٹ میں فیل ہونے پر بہت پریشان ہو؟

بچہ: جی ہاں۔میں بیس میں سے بارہ لفظ ہی کر سکا۔حالانکہ پچھلی رات میں ایک گھنٹہ تک پڑھتا رہا۔

۲۔ بچے کے نقطۂ نظر کا لب لباب۔

بڑا فرد: تم حوصلہ ہارے ہوئے دکھائی دیتے ہو۔تم نے یقیناً نئے الفاظ یاد کرنے کی کوشش کی لیکن ان میں سے کچھ دماغ میں رہنے سے انکار کر دیا۔

۳۔اپنی ضروریات اور احساسات بیان کریں

بڑا فرد۔ مجھے فکر ہے کہ اگر تم بنیادی ذخیرہ الفاظ یاد نہ کر سکے تو بہت پیچھے رہ جاؤ گے

۴۔ بچے کو دماغ لڑانے کی دعوت دیں۔

بڑا فرد۔ اگر ہم دونوں مل کر سوچیں تو یقیناً مطالعہ کے کچھ نئے اور موثر طریقے ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں گے

۵۔ اچھی بری تمام تجاویز لکھ لیں۔

بچہ: سپیلنگ چھوڑ دیں

بڑا فرد: لکھتے ہوئے ٹھیک ہے،اور کچھ؟

۶۔ مل کر فیصلہ کریں کہ کونسی تجاویز بچوں کو پسند اور کونسی ناپسند ہیں اور پھر ان پر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کس طرح عمل کرنا ہے۔

بڑا فرد۔ فلیش کارڈ بتانے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے اور کیا روزانہ رات کو چار نئے الفاظ سیکھے جائیں۔

بچہ۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔لیکن کارڈ کی بجائے میں اپنے الفاظ کو ایک ٹیپ ریکارڈر میں ریکارڈ کرنے اور پھر سن کر اپنا ٹیسٹ لینے کی تجویز زیادہ پسند کرتا ہوں۔

مل جل کر مسائل حل کرنا، والدین کے سوالات

۱۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ مسائل کے حل کا آغاز بچے کے نقطہ نظر کو سننے کے بعد کرتے ہیں۔ کیا یہ بات غلط ہوگی کہ اس طریقہ کار کو الٹے انداز میں آزمایا جائے مثلاً والدیا والدہ پہلے بتائے کہ کس کے لیے کیا بات پریشان کن ہے؟

جواب: یہ طریقہ بھی موثر رہے گا۔تاہم کچھ بچے والدین کی خفگی سن کر دفاع پر اتر آتے ہیں اور پھر خاموش رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات زیادہ آسان اور اثر انگیز رہے گی کہ پہلے بچوں کو سنا جائے۔اس کے بعد وہ بڑوں کی پریشانی یا نقطہ نظر سمجھنے پر از خود تیار ہو جاتے ہیں۔اگر بڑے افراد بچوں پر مبنی ان کے احساسات کو قبول کریں۔یعنی بچوں کے جذبات کو قابل اعتنا سمجھے سے گریز نہ کریں تو بچے مثبت طرز عمل اختیار کر لیتے ہیں۔

۲۔ میں بے بہت اچھے ارادے سے اپنے بچوں کے ساتھ، مسائل کے حل تلاش کرنے کا آغاز کیا۔لیکن جب میں اپنے احساسات کے اظہار پہ پہنچی تو میں نے بہت مشکل محسوس کی کہ میں بچوں پہ الزام عائد کرنے اور انہیں ملامت کرنے سے باز رہ سکوں۔اس کا کوئی حل؟

جواب: دوسروں کو الزام دینے سے بچنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ انداز تخاطب بدلا جائے۔تم کا صیغہ استعمال ہی نہ کیا جائے۔مثلاً تم لوگ کبھی نہیں سدھرو گے۔تم بچے ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہو۔تمہارے ساتھ یہ مسئلہ ہے کہ۔۔اصلاح کا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تقاضا یہ ہے کہ تم کی بجائے میں کا صیغہ استعمال کر کے اجتماعی قسم کی بات کی جائے تا کہ آپ کا مخاطب محسوس نہ کرے۔ مثلاً میں محسوس کرتی ہوں کہ۔۔۔ میں بہت پریشان ہو جاتا ہوں۔ اس طرح کے تخاطب پر بچے دفاعی حصار میں جانے کی بجائے آپ کے احساسات کو سنیں گے۔ اگر آپ ان پر حملہ کریں گی۔ ان کو مورد الزام ٹھہرائیں گی تو وہ آپ کی کسی بات پہ کان نہیں دھریں گے۔

۳۔ میں نے نوٹ کیا ہے کہ بعض اوقات جب میں بچوں کے ساتھ مل کر مسائل حل کرنے کی بات کرتی ہوں کہ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ میں ایسا کر سکتی ہوں یا میں ایسا کروں گی تو وہ بول اٹھتے ہیں۔۔۔ نہیں آپ ایسا نہ کریں۔ یاد کریں پچھلی دفعہ آپ نے یہ کیا تھا۔ اور پھر ہم ماضی میں جو ہوا تھا اس پر ایک طویل بحث میں الجھ جاتے ہیں۔ کیا اس سے بچنے کی کوئی صورت ہے؟

جواب: اگر آپ کے بچے آپ پر الزام تراشی کا آغاز کر دیتے ہیں تو آپ انہیں کچھ اس طرح کی بات کے ساتھ واپس موضوع پہ لا سکتے ہیں۔ جو کچھ ماضی میں ہوا، ہمیں اس پر کسی کو الزام دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب ہمیں صرف یہ کرنا ہے کہ مستقبل کے لیے ہمارے اس مسئلہ کا حل کیا ہو سکتا ہے۔

۴۔ میری صورت حال ایسی ہے جو مسائل کا حل مل جل کر سوچنے کے طریقہ سے ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ ہفتہ بھر پہلے میرے ایک بچے اینڈریو نے بتایا کہ سکول میں کوئی بچہ اس کیساتھ بدتمیزی کرتا ہے۔ اسے گالیا دیتا ہے یا اس کے ربر کے جوتوں بالوں کو تراش خراش یا آنکھوں کے ترچھے پن کی وجہ سے اس کا مذاق اڑاتا ہے، میں نے اسے کہا کہ اس طرح کے احمق اور بے وقوف لوگوں کو نظر انداز کر دیا کرے۔ اس کے علاوہ میں کیا کر سکتی تھی۔

جواب: آرزدہ جذباتی طور پر مجروح بچے کو ہرگز نظر انداز نہ کیا جائے۔ ایسے بچے کو ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی اس کے درد کو سمجھے۔ وہ ضرورت محسوس کرتا ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کہ کوئی بڑا فرد اس کی دلجوئی کرے اور اس کی مدد کو پہنچے۔عزت نفس مجروح ہونا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔اس کی دلجوئی کرنے کے بعد آپ دوسرے بچے سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔جب گھر کے تمام افراد مل بیٹھیں تو اس وقت بھی آپ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کچھ کر سکتے ہے ہر فرد مندرجہ ذیل سوالات میں سے کسی یا سب کو زیر بحث لا سکتا ہے۔

۱۔ ایسی بات جو اینڈ ریو کے ساتھ رونما ہوئی کیا کبھی آپ کے ساتھ بھی پیش آئی۔اگر ایسا ہوا تو آپ کا ردعمل کیا تھا۔

۲۔ جب کوئی آپ کا مذاق اڑائے تو آپ کیا کر سکتے ہیں۔ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے سنا ہی نہیں۔موضوع بدل دیتے ہیں مزاح کا استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً۔۔ہاں واقعی یہ عجیب وغریب ہیت میں کٹے ہوئے بال ہیں۔لیکن میرے بال ہی کچھ ایسے ہیں کہ ان کا یہی سٹائل درست رہتا ہے۔

۳۔ اگر آپ کو کسی جسمانی حملے کا خطرہ ہے۔تو آپ کیا کریں گے۔کسی کو مدد کے لیے پکاریں گے۔چیخیں گے اپنے تعاقب کا خیال رکھتے ہوئے تیزی سے بھاگ کھڑے ہوں گے حملہ آور کو بتائیں گے کہ آپ کو کوئی مہلک متعدی مرض ہے کراٹے سیکھیں گے

۴۔ غنڈہ گردی کرنے والے طالب علم کو کون روک سکتا ہے ٹیچر، پرنسپل؟ غنڈے کے سرپرست؟ غنڈے کے والدین؟

بحث میں سامنے آنے والے تمام حل لکھ لینے کے بعد بچوں کو ان تصوراتی مناظر میں اداکاری کرنے کے لیے کہیں جن میں ایک بچہ دوسرے کو تنگ کرتا یا اس کے ساتھ غنڈہ گردی کرتا ہے۔مل جل کر مسائل حل کرنے کے اس طریقہ کار میں بچے خود انفرادی اور اجتماعی طور پر زیادہ طاقتور محسوس کرتے ہیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مل جل کر مسائل حل کرنا

والدین کے واقعات

پہلی کہانی ایک ایسی ماں کی ہے جس نے مل جل کر مسائل حل کرنے کے طریقہ کار کو اپنے دباؤ میں کمی لانے اور اپنے بچوں کو زیادہ ذمہ دار بنانے کے لیے استعمال کیا۔

میری تین بیٹیاں بالترتیب چھ۔ آٹھ اور بارہ سال کی ہیں۔ انہوں نے پچھلے سال مجھے پریشان رکھا۔ وہ سکول میں نئے سال کے آغاز پر صحیح کپڑوں صحیح جوتوں سمیت صحیح قسم کی چیزیں حاصل کرنا چاہتی تھیں لیکن ان کی قیمتیں میری بساط سے باہر تھیں۔ اس سال جب نئی کلاسیں شروع ہونے والی تھیں تو میں نے ایک روز گھر کے تمام افراد کو اکٹھا کیا اور بیٹیوں سے کہا کہ وہ ان تمام چیزوں کی فہرست بنائیں جو انہیں نئی سہ ماہی کے لیے ضروری طور پر چاہیں۔ پھر میں نے اپنی خواہشات کے مطابق ان چیزوں کی بھی فہرست بنائی جو لاٹری نکل آنے پر ہی ہم خرید سکتے ہیں۔ پھر میں نے اپنی بچیوں کو سادہ سے لفظوں میں کہا کہ وہ ہماری مالی حدود کو تھوڑا سا ضرور اپنے ذہن میں رکھیں تاکہ ہم زندگی کی بنیادی ضروریات پوری کرتے رہیں مثلاً کھانا اور سر پہ چھت۔

ابتدا میں انہوں نے احتجاج کیا لیکن تھوڑی دیر بعد انہوں نے مسائل کے حل کے لیے اپنی تجاویز دینا شروع کر دیں۔ مثلاً ہم سکٹ بنا کر پڑوسیوں کو فروخت کیا کریں گے تاکہ اپنے کپڑے بنا سکیں۔ اور اپنے ہمیں کپڑے سینے والی مشین خرید دیں تاکہ ہم اپنے کپڑوں کی سلائی خود کر لیا کریں۔ آخر میں ہماری بارہ سالہ بیٹی جسیکا کی طرف سے جو تجویز پیش کی گئی اس نے ہم سب کو متاثر کیا۔ اس نے کہا کہ آپ ہم تینوں کو جو رقم دے سکتی ہیں دے دیں۔ ہم اپنے اخراجات اس کے مطابق کریں گی۔ اس نے چھوٹی بہنوں کی اپنے بجٹ میں سے مدد دینے کی پیشکش بھی کی۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اگرچہ میں تشکیک میں تھی لیکن میں نے ان کی تجویز قبول کر لی۔ مجھے شبہ تھا کہ چھوٹی بچیاں اس حل کے تمام معنوں کو سمجھ بھی سکیں گی یا نہیں۔ اگلے روز میں جسیکا کے ساتھ اس کے لیے ایک سوئیٹر کی خریداری کے لیے شاپنگ سنٹر میں تھی۔ میں نے ایک خوبصورت نیلے سوئیٹر کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے فوراً اس کی قیمت کا ٹیگ دیکھا اور کہا۔ نہیں ماما۔ یہ بہت مہنگا ہے۔ ہم اسے ہرگز نہیں خریدیں گے۔

یہ اگلی کہانی ایک ایسی ماں کی ہے جس کی تین سالہ بیٹی۔ اس سے جدا ہونے اور سکول جانے پر آمادہ نہیں ہوتی تھی۔

تمام مائیں اپنے بچوں کو پری سکول کے دروازے پر خوشگوار انداز میں خدا حافظ کہتیں اور بچے ہنسی خوشی سکول میں چلے جاتے لیکن میری بیٹی ایلس ایک طوفان کھڑا کر دیتی۔ جب میں دروازے سے واپسی کے لیے قدم اٹھاتی تو اس پر جیسے کا دورہ پڑ جاتا۔ وہ میرے پیچھے بھاگتی۔ میرے بازو سے لپٹ جاتی اور بری طرح روتی۔ روزانہ یہی کچھ ہوتا۔ بڑی مشکل سے اور زبردستی اسے اندر بھیجا جاتا۔ میں پریشان اور مایوس ہو چکی تھی۔ سہ ماہی ختم ہونے کو آ رہی تھی لیکن اس نے سکول جانے کے لیے کبھی بھی لچک نہ دکھائی۔ مجھے سکول میں اس کے ساتھ بیٹھنا پڑتا۔

ایک صبح میں نے مسائل کے حل کا مذکورہ طریقہ آزمانے کا فیصلہ کیا۔ ناشتے کے بعد میں نے اسے اپنی گود میں بٹھایا اور کہا۔ ایلس تم واقعی پسند کرتی ہو کہ میں تمہارے ساتھ سکول میں رہوں اور مجھے آج اپنے کام سے کہیں جانا ہے (غور کیجئے میں نے لیکن کا استعمال نہیں کیا۔ میں حیران ہوں کہ ایسا کس طرح کیا جائے۔

اس نے بے تاثر چہرے سے میری طرف دیکھا مگر خاموش رہی۔ میں نے کہا۔ ایسا کرتے ہیں آج تم ٹیڈی بیر اپنے ساتھ لیجاؤ۔ اس نے انکار میں سر ہلایا۔ اچھا یہ میرے نرم ملائم سکارف کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے اس نے پھر نفی میں سر ہلایا اور اپنا سر میرے کندھے پہ رکھ دیا۔ نہیں آپ میرے ساتھ سکول میں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

رہیں۔اچھا جائیں لیکن مجھے گیارہ دفعہ پیار کریں۔

اچانک مجھے ایک خیال سوجھا۔میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔اس کی ہتھیلی کا بوسہ لیا اور اسے بند کر دیا۔میں نے کہا۔۔اب یہ بوسہ تمہارے پاس ہے۔جلدی سے اسے اپنی جیب میں ڈالو۔اور جب تمہیں میری یاد آئے تو اپنے آپ کو میری طرف سے ایک بوسہ دینا۔کیا خیال ہے

اس کا چہرہ روشن ہو گیا۔اس نے بوسہ اپنی جیب میں رکھ لیا اور سکول جانے پر تیار ہو گئی۔اس روز پہلی دفعہ وہ سکول میں میرے بغیر رہی۔

یہ اگلی گفتگو ایک چودہ سالہ لڑکے کے باپ کی ہے۔لڑکے پہ اپنے دوستوں کی طرف سے دباؤ تھا۔کہ وہ شراب پینے میں ان کا ساتھ دے۔

میرا بیٹا ایک اچھی طرح جانتا تھا کہ میں منشیات جاورالکوحل کے بارے میں کیسے خیالات رکھتا ہوں۔میں نے کبھی اسے ڈرانے دھمکانے کی کوشش نہیں کی۔البتہ براہ راست معلومت دیتا رہتا ہوں۔حال ہی میں میں نے افواہ سنی کہ کچھ بچے سکول کے بعد کسی ایک دوست کے گھر جا کر اس کے والدین کی عدم موجودگی میں شراپ پیتے ہیں۔میں زیک کو باسکٹ بال کی پریکٹس کے لیے گاڑی میں لے جا رہا تھا۔راستے میں اس سے میں نے پوچھا کہ کیا یہ افواہ درست ہے اس نے اضطراب کے ساتھ میری طرف دیکھا لیکن جواب نہ دیا۔

کیا تم نے کبھی شراب پی؟ میں نے پوچھا۔

میں نے ایک دفعہ بیئر پی تھی۔زیک نے جواب دیا۔

اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا۔وہ پھٹ پڑا۔ڈیڈ مجھے یہ کرنا پڑا۔اگر میں نے ایسا نہ کرتا تو سب میرا مذاق اڑاتے۔

میں کہنا چاہتا تھا کہ اگر بروک لین برج سے چھلانگ نہ لگاتے پر ہر شخص تمہارا مذاق اڑائے تو کیا تم چھلانگ لگا دو گے۔اس کی بجائے میں نے کہا۔تو تم

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اپنے دوستوں کی طرف سے بہت زیادہ دباؤ میں تھے۔

آپ یقین کریں ایسا ہی ہے۔اس نے کہا۔۔آپ کو نہیں معلوم کہ لڑکے ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو شراب نہیں پیتے۔

میں نے اسے بتایا کہ مجھے اندازہ ہے تم اسے اچھا نہیں سمجھتے۔تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں منشیات کے متعلق کیا رائے رکھتا ہوں۔میں الکوحل کو بھی اچھا نہیں سمجھتا حالانکہ تمہاری عمر میں اسے پینا غیر قانونی نہیں۔تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم پسند نہیں کرتے کہ میں تمہیں کنٹرول کروں۔لیکن نوخیز بچوں اور لڑکوں کے بارے میں میرا مشاہدہ ہے کہ شراب انہیں کنٹرول کرنے لگتی ہے۔

تو آپ بتائیں میں کیا کروں ک۔زیک نے مخالفانہ انداز میں کہا۔کوئی نصیحت مت کریں۔مجھے اس کی ضرورت نہیں۔میں سب سے الگ رہ کر زندگی نہیں گزار سکتا۔

میں نے کہا اصل مسئلہ تمہارے لیے یہ ہے کہ تم نہ کہنے کے باوجود کس طرح اکثریت میں شامل رہو؟

زیک نے خفگی سے کندھے اچکائے۔لیکن میں جانتا تھا کہ اصل بات یہی ہے۔پھر بقیہ راستے میں ہم ان خطوط پہ گفتگو کرتے رہے کہ زیک کس طرح حکمت عملی سے کام لے کر شراب پینے سے انکار کر سکتا تھا۔شائستہ قسم کے طرز عمل میں کہا جا سکتا ہے۔[

شکریہ۔ابھی نہیں۔شاید میں کچھ دیر بعد لے لوں۔

اور اگر زیادہ دباؤ ڈالا جائے تو اپنے والدین پہ الزام دیا جا سکتا ہے۔تم میرے والد کو نہیں جانتے۔اگر انہیں میری سانس میں سے شراب کی بو بھی آئی تو وہ مجھے قتل کر دیں گے اور بقیہ زندگی کے لیے مجھے زمین میں گاڑ دیں گے۔زیک دبی دبی ہنسا وہ۔۔تھینک یو ڈیڈ۔۔اب میں ان کے چنگل میں نہیں پھنسوں گا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مل جل کر مسائل حل کرنا

اساتذہ کے سوالات

سوال: کیا مسائل کے حل کے اس طریقہ کار کے تمام مراحل طے کرنا کامیابی کے لیے ضروری ہیں۔

جواب ضروری نہیں ہے کہ سارے مراحل اور سارے فریق شامل ہوں تو مسائل حل ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک ٹیچر بتاتی ہیں کہ دس سالہ سپنسر سائنس گروپ کا ایک محنتی اور سنجیدہ طالب علم تھا۔ جب پریکٹیکل کے پیریڈ میں دوسرے بچے ادھر ادھر بیکار پھرنے لگتے اور کام چھوڑ دیتے چاہے چند منٹ کے لیے ہی ایسا ہوتا۔۔ سپنسر غصے میں آ جاتا۔۔ ایک روز اس نے بے قابو ہو کر کتابیں اور کاغذات زمین پہ پٹخ دیے۔ ٹیچر نے فیصلہ کیا کہ اب مسائل کے حل کا عمل ناگزیر ہو چکا ہے۔

ٹیچر اس کے ساتھ بیٹھ گئی اور کہا۔ سپنسر۔۔ میں سمجھ سکتی ہوں کہ جب تمہارے گروپ کے دوسرے بچے ہنسی مذاق کرتے ہوئے ادھر ادھر گھومتے پھرتے ہیں تو تمہیں کتنی پریشانی ہوتی ہے۔ جب تم کسی موضوع پر کام کر رہے ہوتے ہو تو تمہیں مداخلت پسند نہیں ہوتی۔

تقریباً فوراً سپنسر نے ردعمل ظاہر کیا۔

جی ہاں۔ کیونکہ میں کام مکمل کرنا چاہتا ہوں اور وہ مجھے بھلا دیتے ہیں کہ میں کیا کر رہا تھا۔ پھر وہ مختصر سے وقفے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔ جب وہ ادھر ادھر اکٹھے ہو جاتے ہیں تو کیا میں پچھلی میز پر جا کر اکیلا کام کر سکتا ہوں۔

ٹیچر حیران رہ گئی۔ کیا اس سے تمہیں کچھ مدد مل سکے گی۔

اس نے کہا۔۔ ہاں۔۔۔ اس طرح میں طیش میں نہیں آؤں گا اور آج کی طرح کتابیں نہیں پھینکوں گا۔ یوں سپنسر نے اپنا مسئلہ حل کر لیا۔

۲۔ میرے طلبہ میں سے ایک، ڈیبی۔۔ اپنی کتابیں سکول لانا یاد نہیں رکھ سکتی۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں نے اس کے ساتھ مسائل کے حل کا طریقہ آزمایا۔ لیکن مفید ثابت نہ ہوا۔ وہ لطیفہ بازی اور احمقانہ حرکتوں میں مصروف رہتی ہے۔ کوئی تجویز؟

جواب: اگر کوئی بچہ مسائل کے حل کے طریقہ کی مزاحمت کرتا ہے تو انہی اصولوں پر مبنی کوئی تحریری نوٹ ایک موثر متبادل ثابت ہوسکتا ہے۔ مثلاً آپ لکھ سکتی ہیں۔

پیاری ڈیبی.....

تم نے مجھے بتایا تھا کہ تمہارے لیے کتابیں سکول سے لانے کا عمل یاد رکھنا بہت مشکل ہے۔ تم کوئی نہ کوئی کتاب لانا ضروری بھول جاتی ہو۔ میری کلاس کی تمام طلبہ اپنے ساتھ تمام کتابیں لاتی ہیں تاکہ اپنا کام کرسکیں۔ تم بھی کوئی ایسا طریقہ سوچو جو تمہیں یاد دلا سکے کہ تم نے ہر صبح اپنے ساتھ کتابیں لانی ہیں۔ میں بھی سوچتی ہوں۔ پھر ہم اپنی تجاویز کا تبادلہ کریں گے اور دیکھیں گے کہ تم کس کو عمل میں لانا چاہتی ہوں۔

تمہاری ٹیچر

3۔ جب ایک ٹیچر اور طالب علم ممکنہ حل کے بارے میں سوچ رہے ہوں تو کیا ضروری ہے کہ ہر تجویز کو لکھ لیا جائے۔ کی یہ کافی نہیں کہ صرف ایک دوسرے کو بتا دیا جائے؟

جواب: ہاں ایسا ممکن تو ہے لیکن آپ اس تفاخر اور مسرت کو ہرگز کمتر نہ سمجھیں جو کسی بچے میں یہ دیکھ کر پیدا ہو جاتے ہیں کہ اس کی ٹیچر اس کے خیالات لکھ رہی ہے۔ اسے اپنے خیالات اور خود اپنی اہمیت کا احساس ملتا ہے اور یہ اس کی تخلیقی سوچ کے لیے مہمیز ثابت ہوتا ہے۔

4۔ پچھلے ہفتے میں اپنی کلاس کی ایک لڑکی کے مسائل کے حل کا طریقہ کار اس کی دیر سے آنے کی پرانی عادت کے لیے استعمال کر رہی تھی۔ ہم بتدریج کامیابی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ میں نے دو تجاویز پیش کیں۔ وہ فوراً خاموش ہوگئی۔ کہاں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

غلطی ہوئی ؟

جواب: جب بچے کو سوچنے اور دماغ لڑانے کی دعوت دی جائے تو پھر پہلے اسے کوئی تجویز پیش کرنے دیں۔ آپ کی خاموشی اس کے لیے ایک دعوت' احترام کی علامت اور یہ ظاہر کرنے کا طریقہ ہوگی کہ خیالات ابھرنے اور مخصوص شکل اختیار کرنے میں وقت لگتا ہے۔ جب بڑا فرد پہل کر جاتا ہے۔ چاہے اس کی تجاویز نہایت عمدہ ہی کیوں نہ ہوں تو بچے اپنی عمدہ ترین تجاویز کو بھی کمتر خیال کرتے ہیں اور پیش کرنے سے گریزاں ہو جاتے ہیں۔

5۔ میں اپنے سکول میں تشدد کے بڑھتے ہوئے واقعات پر فکرمند ہوں۔ بعض اوقات اتنے معمولی واقعات مثلاً بری نگاہ ڈالنا' تشدد کا سبب بن جاتے ہیں چونکہ مسائل کا حل مل جل کر تلاش کرنے کی مہارت بہت موثر ثابت ہوتی ہے۔ تو پھر کیوں نہ بچوں کو یہ مہارت سکھا دی جائے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ استعمال کر سکیں۔

جواب: ترقی یافتہ ممالک میں کنڈر گارٹن سے لے کر ہائی سکول تک کے بچوں کو باہمی کشمکش اور لڑائی جھگڑوں کے حل کی مہارت سکھائی جا رہی ہے۔ ماہرین تعلیم کی بڑھتی ہوئی تعداد اس بات کی قائل ہے کہ چونکہ انسانوں کے درمیان کشمکش ناگزیر ہے۔ چنانچہ اختلافات سے نمٹنا اور انہیں پر امن طریقے سے دور کرنا بچوں کے لیے سیکھنا اتنا ہی اہم ہے جتنا ان کے لیے ریاضی اور معاشرتی علوم جیسے مضامین سیکھنا ہے۔ جن سکولوں میں اس طرح کے پروگرام زیر عمل لائے جا رہے ہیں۔ وہاں کے اساتذہ نے کچھ اس طرح کے تاثرات بیان کیے۔

''مجھے یہ پروگرام اس لیے پسند ہے کہ بچے اپنی صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہیں اور میں آزادی سے پڑھا سکتی ہوں۔ اس پروگرام کے تحت کچھ بچوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاملات بگڑنے سے پہلے سنبھال لیں۔ اپنے کلپ بورڈ اور Conflict

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

Managers کی اورنج ٹی شرٹس میں ملبوس یہ بچے بہت اچھے لگتے ہیں۔ جب سے ہم نے یہ تربیت شروع کی ہے تب سے لنچ روم کھیل کا میدان یہاں تک کہ کلاس رومز بھی امن وسکون کے گہوارے بن گئے ہیں"۔

مجھے یہ دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ پندرہ گھنٹے کے کورس کے بعد سکول کے کچھ بدترین بچے بہترین ثالث بن گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ہمارے مقابلے میں بچوں سے بہتر طور پر پیش آتے ہیں کیونکہ وہ ان ہی کی زبان بولتے ہیں۔

☆☆☆

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مل جل کر مسائل حل کرنا

اساتذہ کے واقعات

یہ پہلی کہانی بتاتی ہے کہ کس طرح ایک استاد کو مسائل کے حل کے اس طریقہ کے ذریعے ایک اہم مسئلہ کی جڑ تک پہنچنے میں مدد ملی۔

☆ جینی بارہ برس کی ایک خوش مزاج طالبہ تھی۔ لیکن حساب کے پیریڈ میں وہ ایک بھنائی ہوئی بچی بن جاتی۔ مسلسل سوال کرتی رہتی۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ از خود کچھ نہیں کر سکتی۔ پورے سال کے دوران میں نے اس کو اعتماد دینے کے لیے ہر وہ حکمت عملی اپنائی جو میں جانتی تھی۔ میں نے اسے اضافی مدد دینا چاہی تا کہ وہ اپنی کمی پوری کر سکے۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ چنانچہ میں نے اسے نظر انداز کرنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے کام کرنا بالکل چھوڑ دیا۔ انتہائی ڈپریشن کی حالت میں بالآخر میں نے فیصلہ کیا کہ مسائل کے اجتماعی حل کا راستہ اپناؤں۔ پھر جو کچھ ہوا اس کی تفصیل درج ذیل ہے؟

میں: جینی میں جانتی ہوں کہ تم حساب کے بارے میں بہت فکر مند رہتی ہو۔

جینی: بس مجھے اس سے نفرت ہے۔

میں: اس لیے کہ اس میں بہت سی باتیں مشکل ہیں۔

جینی: ہاں..... اور میں غلطیاں کرتی ہوں۔

میں: یہ بات تمہیں پریشان کر دیتی ہے۔

جینی: کیونکہ میری غلطیوں پر آپ طیش میں آ جاتی ہیں۔ پچھلے سال مسٹر جی مجھے بے وقوف کہتے تھے اور غلطیاں کرنے پر چیختے تھے۔

میں: کیا اسی بات نے تمہیں متفکر کر رکھا ہے؟ تم سوچتی ہو کہ میں بھی تم پر چیخوں گی۔

جینی: (آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ) جی ہاں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں: (اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے) تمہیں اپنے آپ کو اجازت دینا ہو گی کہ تم جتنی چاہو غلطیاں کرو۔ یہ بات تمام اچھے طلبہ جانتے ہیں کی غلطیوں کے ذریعے ہی ہم سیکھتے ہیں۔ غلطیاں پریشان کن تو ہوتی ہیں لیکن مفید بھی ہوتی ہیں۔

جینی: مفید؟..... وہ کس طرح

میں: اس طرح کہ یہ بتاتی ہیں کہ آپ کو ابھی اور کیا سیکھنے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ایک غلطی آپ کو بعض اوقات کسی نئی دریافت کی طرف لے جاتی ہے۔ تم جانتی ہو کہ کولمبس نے ایک غلطی کے نتیجہ میں کیا دریافت کیا تھا۔

جینی: (مسکراتے ہوئے) امریکہ۔ اگر میں غلطیاں کروں تو آپ غصہ میں نہیں آئیں گی؟

میں: نہیں جینی..... میری خواہش تو صرف یہ ہے کہ تم ٹھیک طرح سوالات حل کرنے کی فکرمندی کے بغیر حساب کیا کرو۔

جینی: میں جواب نکالنے کی خود کوشش کیا کروں گی..... لیکن اگر میں ایسا نہ کر سکی تو .....؟

میں: میں تمہاری مدد کروں گی اور اگر میں مصروف ہوئی تو تمہاری دوست کلاڈیا تمہاری مدد کر دے گی۔

اگلے چند ہفتے تک جینی نے از خود زیادہ دیر تک اور زیادہ محنت سے کام کیا۔ اس نے پوچھا کہ کیا وہ کلاڈیا کے ساتھ بیٹھ سکتی ہے۔ میں نے اس کی اجازت دے دی۔ لیکن انہوں نے ایک دوسرے کو جوابات نہ دکھائے بلکہ اپنے طور پر سوالات پیش کرتی رہتیں۔ یہاں تک کہ جینی نے اپنا تمام کام ختم کر لیا۔ میرا خیال ہے کہ درست سمت متعین کرنے میں جس چیز نے جینی کی مدد کی وہ اپنی دوست کے ساتھ بیٹھنا نہیں بلکہ یہ جان لینا تھا کہ غلطی کرنا تباہ کن نہیں ہوتا۔

☆☆☆

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یہ آخری واقعہ سپیشل ایجوکیشن کی ایک ٹیچر بیان کرتی ہیں۔

میں اندرون شہر کے ایک سکول میں پڑھاتی تھی طلبا کی اکثریت جسمانی اور جذباتی غلط رویوں کی پیداوار تھی۔ سکول میں آتے ہی کسی پٹاخے کی طرح پھٹ پڑتے۔ ایک پیریڈ بھی جھگڑے کے بغیر نہیں گزرتا تھا۔ ایک بچہ دوسرے سے کہتا کہ تم بیوقوف ہو یا تمہاری ماں..... نہیں میری ماں نہیں تمہاری ماں بے وقوف ہو گی۔ ادھر مکالمے جاری ہوتے تو ادھر کوئی بچہ میز کے نیچے سے دوسرے کو ٹانگ مار دیتا..... اور پھر اودھم شروع ہو جاتا۔ سبق دھرے کا دھرا رہ جاتا۔

اپنے شکوک کے باوجود میں نے فیصلہ کیا کہ ''مل جل کر مسائل حل کرنے کا طریقہ آزماؤں گی اور دیکھوں گی کہ کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر مسائل کے حل کا پہلا قدم یہ جاننا ہے کہ بچے جھگڑے کے بارے میں کیا محسوس کرتے ہیں تو میں یہ بات پوچھنے کے ساتھ آغاز کروں گی کہ لڑنے کے کیا فائدے ہیں۔ ان کے جوابات سے ایک فہرست مرتب ہوئی جو درج ذیل ہے:

1۔ اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا (یہ سب سے مقبول ہے)

2۔ کسی کو مشکل میں ڈالنا

3۔ کسی کو اپنے پیچھے لگانا

4۔ بے عزتی کرنا (اس میں بہت مزہ آتا ہے)

5۔ خوف زدہ کرنا (وہ دوبارہ آپ سے کبھی نہیں الجھیں گے)

6۔ آپ اسی طرح محسوس کرتے ہیں۔

7۔ وہ پہلے آغاز کرتے ہیں۔

8۔ کلاس میں بوریت ہوتی ہے (استاد کا حصہ)

9۔ کسی کو مشتعل کرنا

10۔ کھیل میں بے ایمانی کا اپنا مزہ ہوتا ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جب ہم فہرست بنا رہے تھے تو بچے بہت پر جوش تھے۔ پھر میں نے پوچھا..... لڑنے کے نقصانات کیا ہیں؟ وہ سب سنجیدہ ہو گئے۔ انہوں نے جو جوابات دیے۔ ان کی فہرست کچھ اس طرح تھی۔

لڑنے کے نقصانات

1۔ اگر آپ کی لڑائی اپنے دوست سے ہوئی ہے تو لڑنے کے بعد آپ کو بہت برا محسوس ہو گا۔

2۔ ماں، استاد اور پرنسپل کے ساتھ آپ مشکل میں پڑ جاتے ہیں۔

3۔ ٹیچر کا موڈ خراب ہو جاتا ہے (استاد کا حصہ)

4۔ آپ کسی کو زخمی کر دیتے ہیں۔

5۔ آپ کو کلاس سے نکالا جا سکتا ہے۔

6۔ آپ پڑھائی نہیں کر سکتے۔

7۔ اس سے بدترین لڑائی شروع ہو سکتی ہے۔

8۔ آپ خود زخمی ہو سکتے ہیں۔ مار پڑ سکتی ہے۔ خراشیں آ سکتی ہیں۔ دوسرا آپ کو دانتوں سے کاٹ سکتا ہے۔ آنکھوں میں چوٹ لگ سکتی ہے۔

اب ہم نے حل سوچنے کا کام شروع کیا۔ میں نے دو دفعہ سوچا کہ ان کی صرف اچھی تجاویز لکھ لی جائیں۔ لیکن پھر سوچا کہ ان کی کسی بھی تجویز کو رد نہیں کرنا چاہیے۔ بچوں نے جو تجاویز دیں وہ درج ذیل ہیں:

1۔ باہر جانے کا کہنا چاہیے تا کہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔

2۔ لڑنے والے کو ماریں۔

3۔ دور چلے جائیں۔

4۔ مٹی تھوپ دیں۔

5۔ ہاتھ پکڑ کر زور سے دبائیں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

6۔چھڑی توڑ دیں۔

7۔اس کی ماں کو بلائیں۔

8۔ان کو جم کے باہر ہجوم کے بغیر لڑنے دیں۔

9۔ٹیچر کو بتائیں۔

10۔اپنی نشست بدل لیں۔

11۔اسے کہیں کہ آپ کو اکیلا چھوڑ دے۔

12۔اسے دفتر بھجوائیں۔

13۔اسے 100 مرتبہ لکھنے کی سزا دیں۔

14۔اسے فرش چاٹنے پر مجبور کریں۔

15۔ہر ایک اسے ایک دفعہ مارے۔

16۔جو قانون پر چلے اسے سٹکر زدیں۔

17۔اسے کچھ گھٹیا بات لکھ کر دیں۔

18۔جواب میں اچھی بات کہیں تا کہ وہ شرمندہ ہو جائے۔

جب ہم نے اٹھارہ باتیں فہرست میں لکھ لیں تو پھر میں نے ان میں سے کچھ پر تبصرہ کیا۔مثلاً میں نے کہا کہ میں انہیں باہر بھی لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ وہ ایک دوسرے کو زخمی کریں۔اور فرش چاٹنا بھی کوئی اچھی بات نہیں۔باقی فہرست کے متعلق انکی رائے بہت مضبوط تھی۔ہر ایک مختلف حل کے حق میں تھا۔مزید بحث اور تجاویز کے بعد ہم نے فیصلہ کیا کہ ہر بچہ اپنی کاپی میں وہ تجویز لکھے جو اسے زیادہ بہتر لگتی ہے۔پیریڈ کے اختتام پر ہم نے بورڈ پر وہ اصول لکھے جن پر سب متفق ہو سکتے تھے۔

1۔کوئی کسی کی بے عزتی نہ کرے۔

2۔کوئی کسی کو لعنت ملامت نہ کرے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

3۔جب تک کوئی خود نہ پوچھے کسی کو مت بتائیں۔

4۔کوئی کسی کو نہ مارے اور نہ چیز پھینکے۔

5۔اپنے حل استعمال کریں۔

اس دن کے بعد درج ذیل نتائج مرتب ہوئے۔

☆ لوئیس، جس میں بہت مادہ برداشت تھا۔ایک ہفتہ کئی مرتبہ کمرے سے باہر گیا۔وہ راہداری میں کھڑا ہو جاتا تا کہ اسکا سبق ضائع نہ ہو۔کچھ دیر بعد وہ اندر آتا کمرے میں پیچھے جا کر بیٹھ جاتا اور چند منٹ کے بعد کلاس میں شامل ہو جاتا۔

☆ ایک ہفتہ کے دوران کئی طالب علم اٹھے..... کارلوس میرے ساتھ نشست بدل لو..... اور کارلوس ان سے اپنی نشست بدل لیتا۔وہ اس معاملے میں بہت اچھی طبیعت کا تھا۔

☆ دو دفعہ ایک بچے کو مٹی تھوپی گئی۔

☆ ایک دفعہ ڈیرن نے کہا..... اسے تھوپنے کے لیے مٹی دی جائے۔

☆ جب کوئی طالب علم دوسرے کی بے عزتی کرتا یا کوئی اور اصول توڑتا تو پوری کلاس پکارتی..... اصول نمبر 1..... یا اصول نمبر 2..... خلاف ورزی کرنے والے سے کہا جاتا ہے کہ وہ با آواز بلند اصول پڑھے۔

☆ انہوں نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ کوڑے دان کی بے عزتی بھی نہی کی جائے گی۔

(ایک دفعہ ڈیرن نے کوڑے دان سے کہا..... تمہاری ماں..... اور لوئیس نے سمجھا ڈیرن اسے کہہ رہا ہے اور لڑائی شروع ہوگئی.....) چنانچہ کلاس نے ایک اور اصول بنایا۔چیزوں کو بھی برا بھلا نہیں کہا جائے گا۔

کاش میں کہہ سکتی کہ یہ تمام طرز عمل قدرتی طور پر مجھ سے وضع ہوا۔لیکن ایسا نہیں ہوا۔بلکہ اس کے برعکس اس میں بہت سی سوچ بچار، محنت اور اس سے زیادہ وقت صرف ہوا جتنا میں لگانا چاہتی تھی۔میرے لیے یہ بہت آسان تھا کہ میں ان بچوں کو

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مایوس کن اور نا قابل اصلاح لکھ دیتی۔ لیکن جب انہیں مسائل حل کرنے والوں کی طرح استعمال کیا گیا تو وہ اس کے اہل ثابت ہوئے۔

☆☆☆

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006
urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پانچواں باب

تعریف اور تنقید

تعریف جو بہکا نہ دے تنقید جو زخم نہ لگائے

''آپ بیٹھ جائیں۔ہمیں بہت سی باتیں کرنا ہیں.....''

میں اپنے داخلی اضطراب پر قابو پاتے ہوئے پرنسپل کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

مس لینڈر پرنسپل نے مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔مجھے یقین ہے کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کی تدریس کے ابتدائی تین سال.....آزمائشی دور.....ہیں۔

(میرا دماغ تیزی سے چلنے لگا۔آزمائشی دور.....کیا یہ کسی سزا یافتہ مجرم کے لیے عبوری مدت نہیں لگتی.....)

تین برسوں تک ہر سال آپ کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے گا۔آپ کا ایک سال مکمل ہو گیا ہے۔مجھے یقین ہے کہ آپ میں صلاحیت ہے۔آپ اپنی مدت کامیابی سے مکمل کریں گی لیکن اس کے لیے آپ کو کام کر کے دکھانا ہوگا۔ابھی وقت ہے کہ آپ اپنی غلطیوں سے سیکھ سکیں۔چلو پیر سے سبق پر نظر ڈالتے ہیں کہ کیا غلط ہوا۔

فائل کیبنٹ پہ پہنچ کر انہوں نے اس میں سے ایک فائل نکالی جس پر موٹے حروف سے لکھا تھا.....''زیر آزمائش''.....پھر وہ اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گئے۔عینک درست کی اور جھک کر فائل کی ورق گردانی کرنے لگے۔انہوں نے میرے سبق کا جائزہ لے کر اپنے نوٹس تیار کر رکھے تھے۔

میرا خیال ہے کہ آپ کے سبق کا مقصد طلبا کو خط لکھنا سکھانا تھا۔کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟

جی ہاں مسٹر سٹیل.....(اب یہ اس میں سے کیا نکالنا چاہتے ہیں)

آپ نے طلبہ کو بتایا تھا کہ آپ کے پاس ایک کتاب ہے جس میں مشہور بزرگوں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کے نام اور ایڈریس درج ہیں۔ آپ نے بچوں سے کہا کہ وہ اپنی پسند کے فنکار کو اس کتاب کی مدد سے خط لکھ سکتے ہیں۔ یہ آپ کی پہلی غلطی تھی۔ جیسے ہی آپ نے ان کو بتایا کہ کسی فنکار سے رابطہ کرنا ممکن ہے' انہوں نے آپ کو سننا چھوڑ کر ایک دوسرے سے باتیں کرنا شروع کر دیں۔ آپ نے ان کی توجہ کھو دی۔ خط لکھنے کے لوازمات پر توجہ مرکوز کرنے کے بجائے وہ مشہور لوگوں کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ مستقبل کے لیے میں تجویز دوں گا کہ آپ نصاب کے رہنما نکات پر توجہ دیں۔ یہاں آپ کو تحریر کردہ نکات اور طے کردہ معیار کے مطابق پڑھانے کی ضرورت ہے

۔

میں نے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی ''میرا خیال تھا کہ اس طرح طلبہ کو خط لکھنے سے متعلق پر جوش بنا سکوں گی''۔

آپ کی یہی بات میرا اگلا نکتہ ہے۔ پرنسپل نے کہا۔

طلبہ کے جوش و خروش کا اظہار کئی غیر مناسب طریقوں سے ہوا۔ آدھے گھنٹے کے پیریڈ کے دوران تی لکھے ہوئے پرچے بچوں نے ایک دوسرے کو دیے۔ منہ سے آوازیں نکالی گئیں۔ ایک دفعہ ڈیسک بجایا گیا اور ایک طالب علم اپنی نشست سے اٹھ کر دوسرے طالب علم سے باتوں میں مصروف ہو گیا۔ کیا آپ کو علم ہے کہ یہ سب کچھ آپ کی کلاس میں ہوتا رہا۔

اچھا..... لیکن مسٹر بیل بچے کچھ پر جوش تھے۔

مس لینڈر..... انہوں نے آگے جھکتے ہوئے کہا..... ہمارے کلاس رومز میں رویوں کے کچھ خاص معیار ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نہ جانتی ہوں کہ کتنی تیزی سے کوئی مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس عمر کے بچے بہت جلدی اثر قبول کرتے ہیں۔ اگر ان کو موضوع پر نہ رکھا جائے تو صورت حال بڑی آسانی سے بے قابو ہو سکتی ہے ۔میرا خیال ہے کہ فنکاروں کو خط لکھنے کے خیال کو بھی بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن بہتر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یہ تھا کہ آپ اپنے سبق کو خط لکھنے کے درست طریقے پر مرکوز رکھتیں۔ آپ کے طلبہ کو فنکاروں کو زیادہ پسند کرتے ہیں اس پر کم وقت صرف کرنے کی ضرورت تھی۔

سیکرٹری کی آواز انٹر کام پر ابھری..... مسٹر سٹیل، سپرانٹنڈنٹ آن لائن ہیں۔ کیا آپ بات کریں گے یا میں ان کا پیغام لے لوں۔ مسٹر سٹیل نے اپنی گھڑی پر نظر ڈالی اور کہا..... بہتر ہے میں بات کرلوں۔ انہوں نے نوٹس سمیٹتے ہوئے مجھ سے کہا..... کئی اور نکات پر آپ سے بات کرنا باقی ہے۔ اگلی میٹنگ کے لیے آپ کو کل بتا دیا جائے گا۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ آپ مسز ہارڈنگ کی جماعت میں بیٹھیں۔ وہ عمدہ استاد ہیں۔ آپ ان کی جماعت میں سوئی گرنے کی آواز بھی سن سکتی ہیں۔ اگلی میٹنگ میں ہم اپنی غلطیوں کی اصلاح کے لیے بات کریں گے۔

میں اپنے خالی کلاس روم میں آئی اور دروازہ بند کر کے اپنی میز پر پڑے کاغذوں کو گھورنے لگی..... میری آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔ کیا انہوں نے میرے سبق کی کسی چیز کو پسند نہیں کیا۔ یقیناً اس روز بچے کچھ اودھم مچا رہے تھے لیکن میں پہلے ان کو موضوع کے حوالے سے پرجوش کرنا چاہتی تھی۔ پھر انہیں ان کی نشستوں پہ ہمہ تن گوش بٹھانا چاہتی تھی۔ میں چاہتی تھی کہ وہ خود بھی لکھیں توجہ سے لکھیں چاہے وہ کسی مشہور شخصیت کے لیے ہو، کانگریس کے کسی رکن کے لیے ہو یا اپنے کسی دوست کے لیے۔ جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ بھی اتنا ہی اہم ہوتا ہے کہ کیسے لکھا جائے۔ میں نے میز پر پڑے ہوئے بچوں کے خطوط پر ایک نظر اور ڈالی۔ ان خطوط کی اصلاح ابھی باقی تھی۔ میں نے اپنی سرخ پنسل اٹھائی اور پر واپس رکھ دی۔ مجھے ان خطوط کو پڑھنے کی کوئی خواہش محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ لگتا تھا اب مجھے پڑھانے کی کوئی خواہش نہیں۔ شاید کسی کلاس روم میں قدم رکھنے کی خواہش بھی نہیں تھی۔

دروازے پہ دستک ہوئی۔ یہ میریا تھی۔ اس نے بچوں کی ڈرائنگ کی فائلیں اٹھا رکھی تھیں۔ تمہیں زحمت دینے پر معذرت..... اس نے خوش مزاجی سے کہا..... کیا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں تمہارا سٹیپلر تھوڑی دیر کے لیے لے سکتی ہوں؟

''یقیناً''۔

تم ٹھیک تو ہو..... میریا نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

میں نے ابھی بہت خراب دوپہر گزاری ہے۔ مجھے پڑھانے کی بجائی کوئی کاروبار شروع کر دینا چاہیے۔ میں نے طویل جواب دیا۔

''یہ تم کیا کہہ رہی ہو..... تم تو ایک عمدہ استاد ہو۔ بہترین اساتذہ میں سے ایک..... میرا خیال ہے کہ تم غیر معمولی ہو۔

میں نے میریا کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا رہی تھی اور شاید میرے چہرے پر جوابی مسکراہٹ تلاش کر رہی تھی۔ شکریہ میریا..... اور اسے سٹیپلر تھما دیا۔ اس کے جانے کے بعد اگلے ہی لمحے کمرے میں جین داخل ہوئی۔

تم تو ایسے دکھائی دے رہی ہو جیسے کسی نے تمہارے پیٹ پہ گھونسا مار دیا ہو۔

میں نے اپنے آپ سے کہا کہ مجھے پیشہ ورانہ سوچ اپنانا چاہیے اور جین کو اس بارے میں کچھ نہیں بتانا چاہیے۔ لیکن میں نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی اور پھر تمام کہانی سنا دی۔

جین نے سب کچھ سنا اور پھر ہمدردی میں اپنا سر ہلایا۔

اور اس میں سرفہرست یہ رہا کہ میں بچوں کو بہت زیادہ متحرک کر دیتی ہوں۔ میں نے رو دینے کے انداز میں کہا..... ان کا کہنا ہے کہ میں بچوں پہ کنٹرول نہیں رکھ سکتی اور مجھے مسز ہارڈنگ کی جماعت میں بیٹھنا چاہیے۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ ایک اچھی استاد کیسے پڑھاتی ہے۔

''مسز ہارڈنگ.....'' جین نے پرتحقیر ناک چڑھائی۔

''مسٹر سٹیل کا کہنا ہے کہ ان کی کلاس میں آپ سوئی گرنے کی آواز بھی سن سکتے ہیں''۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

''اس لیے کہ بچے سوئے ہوئے ہوتے ہیں''۔

''جین.....'' میں پھٹ پڑی۔ مذاق مت اڑاؤ۔ انہوں نے میرا دل توڑ دیا ہے۔

میں جانتی ہوں..... میں جانتی ہوں..... مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ تمہیں مسٹر سٹیل کی ''تعمیری تنقید'' کا نشانہ بنا پڑا ہے۔

میرا بھی اندر آ گئی۔ میں نے سوں سوں کرتے ہوئے کہا..... یہ بہت اچھی بات ہے اس نے کوشش کی کہ میں بہتر محسوس کروں۔ اس نے کہا کہ میں غیر معمولی ٹیچر ہوں۔

لیکن تم نے اعتبار نہیں کیا۔

مجھے لگا وہ کہہ رہی ہے کہ میں ہمیشہ اچھی نہیں رہی؟

یہی وہ رخ ہے جو معاملات اب اختیار کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔ جین نے سرد لہجے میں کہا..... تنقید آپ کے اندر کڑواہٹ بھر دیتی ہے۔ چنانچہ تعریف جیسے تم بہت عمدہ ہو حیرت انگیز ہو..... کسی کی ہمت بندھانے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ وہ بھی غلط لگتی ہے۔

''میں میریا کو کہنا چاہتی تھی کہ وہ میرے متعلق غلط کہہ رہی ہے''۔

''اس لیے کہ اتنی زیادہ مبالغہ آمیز تعریف تسلیم کرنا بھی مشکل ہوتا ہے''۔ کبھی تم نے نوٹ کیا ہے کہ جب کوئی تمہاری شخصیت یا کارکردگی کی جانچ کرتا ہے تو تم مضطرب ہو جاتی ہو۔ میں جانتی ہوں کہ یہ بہت مشکل صورت حال ہوتی ہے۔ جس لمحے کوئی مجھے یہ بتاتا ہے کہ میں اچھی ہوں، مستعد ہوں یا سمارٹ ہوں تو مجھے برا لگتا ہے۔ مجھے وہ لمحے یاد آ جاتے ہیں جب مجھے کہا گیا کہ میں بری ہوں، میری کارکردگی اچھی نہیں یا مجھ سے غلطیاں سرزد ہو رہی ہیں۔

یہی کچھ اب ہوا ہے۔ میریا اصرار کر رہی تھی کہ میں بہترین ہوں۔ میرے ذہن

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں گزشتہ پیر کا دن ابھر آیا۔ اس روز میں بہت تھکی ہوئی تھی۔ بہت کم تیاری کے ساتھ سکول آئی۔ خوفزدہ تھی کہ پرنسپل اچانک دورے پہ نہ آجائے۔

جین اونچی آواز میں ہنسی۔ اس کا مطلب درست تھا۔ لوگ جب آپ کی تعریف کرتے ہیں تو ٹھیک سمجھ رہے ہوتے ہیں لیکن انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں ایسا سمجھ رہے ہیں۔

لیکن سمجھنے سے کیا ہے؟

یہ کہ کسی کی کارکردگی کا تعین کرنے کی بجائے آپ کو ضرورت ہوتی ہے کہ اسے بیان کریں۔

اسے بیان کریں.....؟

ہاں..... آپ کو بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تفصیل کے ساتھ وہ سب کچھ بیان کرنے کی جو اس شخص نے کیا ہوتا ہے۔

میں سمجھ نہیں پائی کوئی مثال دو۔

ٹھیک ہے میں تمہیں بتاتی ہوں۔ جین نے کہا..... لو تمہیں اپنی کلاس کے بچوں کو ایک رسمی سا خط لکھنے کا طریقہ سکھانا تھا تم اس کے لیے ایک لگا بندھا روایتی سبق دے سکتی تھی۔ یہ بہت آسان تھا لیکن تم جانتی ہو کہ عام طور پر زیادہ تر بچے عنوانات' تسلیمات اور اندر پتے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ لہٰذا تم نے اس موضوع کو جاندار بنانے کا سوچا اور پھر تم نے وہ تحریک پیدا کی جس نے بچوں کو پرجوش بنا دیا۔ تم نے انہیں جذبے اور مقصد کے ساتھ درست شکل میں خط لکھنا سکھایا۔

ہاں! میں نے یہی کیا ہے۔ یہ ایک بیزار کن سبق تھا۔ میں نے درست طور پر بچوں کے لیے اس میں دلچسپی پیدا کی۔ انہوں نے آسانی سے سیکھ لیا کہ کس طرح ایک رسمی خط لکھا جاتا ہے۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی کیا کہتا ہے۔ یہ ایک اچھا سبق ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

آہا..... جین نے فاتحانہ انداز میں کہا۔ دیکھو یہ ہے کمال۔ میں نے وہ سب بیان کیا جو تم نے کیا تھا۔ تم نے میرے لفظوں کی سچائی پہچان لی۔

میریا، سٹیپلر کے ساتھ واپس آئی اور مداخلت کے لیے معذرت خواہ ہوئی۔ میں نے میریا سے کہا ذرا ٹھہرو۔ جین تعریف کے بارے میں جو کچھ مجھے بتا رہی ہے ذرا تم بھی سنو۔ میں جاننا چاہتی ہوں کہ تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے۔ جین..... مہربانی کر کے اسے سب کچھ دوبارہ سناؤ۔

جین نے میریا کو بتایا کہ بچے اس تعریف کو قبول کرنے میں مشکل محسوس کرتے ہیں جس سے ان کی جانچ ہو۔ ایک بچے کو بتانا کہ تم بہت منظم ہو..... عام طور پر اس کو نہیں..... ایسا بھی نہیں کی طرف لے جاتا ہے۔ لیکن وہ تعریف جو ایک بچہ سمجھتا اور قبول کرتا ہے اور وہ اس کی عزت نفس کو بڑھاتی ہے..... وہ دو حصوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

پہلا حصہ: بڑے افراد پہلے یہ بیان کریں کہ بچے نے کیا کیا ہے۔ (کل تم سکول کے لیے بالکل وقت پر تیار تھے۔ ہوم ورک کر چکے تھے۔ اپنی پنسلیں تراش لی تھیں۔ اپنی کتابیں پیک کر لی تھیں۔ یہاں تک کہ اپنا لنچ بھی تیار کر لیا تھا۔)

دوسرا حصہ: بچہ یہ تعریف سن کر خود کو سراہتا ہے۔ (میں منظم ہوں اور آئندہ کی منصوبہ بندی کرنا جانتا ہوں۔)

میریا الجھی ہوئی تھی۔ میں سمجھ نہیں سکی۔ اس نے کہا۔ میرا خیال ہے کہ جس طرح میری پرورش کی گئی، وہ اچھا طریقہ کار نہیں تھا۔ میرے والدین سمجھتے تھے کہ بچوں کے سامنے ان کی تعریف نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس طرح وہ مغرور ہو جاتے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ بچوں کی تعریف ضرور کرنی چاہیے اس سے انہیں کو داعتمادی ملتی ہے۔ میں ہمیشہ مارکو اور اینا کر بتاتی رہتی ہوں کہ وہ کتنے اچھے اور ہونہار ہیں۔

جین نے مشفقانہ لہجے میں کہا۔ تو تم چاہتی ہو کہ تمہارے بچوں کو وہ کچھ ملے جو

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تمہیں نہ مل سکا۔

میریا نے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور اثبات میں سر ہلایا۔ ''لیکن شاید کچھ تجاوز کر جاتی ہوں۔ جب میں مارکو کو کہتی ہوں کہ تم بہت لائق ہو تو وہ کہتا ہے کہ نہیں رافیل زیادہ ہوشیار ہے اور جب میں اینا سے کہتی ہوں کہ وہ کتنی زبردست وائلن بجاتی ہے تو وہ کہتی ہے ماما مبالغہ آرائی مت کریں۔

یہی وہ نکتہ ہے جو میں بیان کرنا چاہتی ہوں۔ جین نے کہا بچے اس تعریف سے پریشان ہو جاتے ہیں جو ان کی خوبی بیان کرے۔ البتہ وہ اپنی بہتر کارکردگی کے بارے میں سن کر مطمئن ہوتے ہیں۔ بعض اوقات تو وہ اپنی تعریف سن کر اپنے آپ کو غلط ثابت کرنے کے لیے برا رویہ اختیار کر لیتے ہیں۔ چنانچہ یہ مت کہیں کہ فلاں بچہ بہت اچھا ہے بلکہ یہ کہیں کہ وہ بہت اچھا کام کرتا ہے۔

اوہ میرے خدایا..... میریا نے اچانک کہا..... اب میں سمجھ گئی کہ مسٹر پیٹرسن کی کلاس میں میرے ساتھ کیا ہوا۔

کیا ہوا..... میں نے پوچھا۔

میریا نے بتایا۔ اس کلاس میں برائن نامی لڑکا سب کو پریشان کیے رکھتا ہے۔ کل وہ بالآخر بیٹھ گیا اور اس نے اپنا کام مکمل کرلیا۔ میں نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہا کہ وہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ بات اس کی حوصلہ افزائی کرے گی اور وہ اپنا رویہ برقرار رکھے گا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ اس نے اپنی آنکھیں گھمائیں منہ ٹیڑھا کیا اور زبان باہر لٹکا دی۔ پھر وہ اپنی نشست سے گر گیا۔ میں یہ معاملہ سمجھ نہ سکی۔

''میں پہلے ہی الجھی ہوئی تھی۔ تم نے مجھے مزید الجھا دیا ہے''۔ میں نے پریشان ہو کر کہا۔

جین نے وضاحت کی دیکھو اسے میریا کی تعریف نے بدحواس کر دیا۔ وہ تعریف نہیں چاہتا تھا۔ وہ دکھانا چاہتا تھا کہ درحقیقت وہ اچھا نہیں ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

لیکن وہ اچھا تھا..... میں نے احتجاج کیا۔کم از کم اس لمحے کے لیے اچھا تھا تو میریا کو اس لمحے کی کارکردگی بیان کرنا چاہیے تھی۔جین نے کہا ہاں..... میریا متفق ہو گئی۔مجھے ایسا ہی کرنا چاہیے تھا۔

یوں ہمارے تینوں کے درمیان طویل بحث کا آغاز ہوا۔پھر ہم نے تصویری شکل میں بچوں کی توصیف کے عمل کی وضاحت کرنے کی کوشش کی۔کسی بچے کی تعریف و توصیف کے لیے ہم بظاہر سادہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔اچھا..... بہت شاندار۔ زبردست وغیرہ لیکن یہ اس کے لیے ہماری سوچ سے زیادہ مشکل ثابت ہوتے ہیں۔اس لیے نہیں کہ ہمارے لیے بیان کرنا مشکل ہوتا ہے بلکہ اس لیے کہ ہم اس کے عادی نہیں ہوتے۔چنانچہ ہم وہ بات کر دیتے ہیں جو ان کے لیے قابل قبول ہوتی۔ لیکن جب ہم ایک دفعہ بچوں کی کارکردگی یا کامیابی کو غور سے دیکھنے اور وہ کچھ بیان کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں جو ہم دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں تو پھر آسانی سے اس کا اظہار کر دیتے ہیں۔

تصویری خاکوں اور دوسری مثالوں پہ کام کرنے کے بعد میری، میریا اور جین کی جو گفتگو ہوئی اس نے موضوع کو مزید واضح کر دیا۔

میں: بیانیہ تعریف موثر رہتی ہے۔ایسا ہی ہے ناں۔اگر آپ بچوں سے اپنا مشاہدہ اور احساس پیدا کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو واقعی دیکھنا اور توجہ دینا ہوگی۔ورنہ یہ کہہ دینا تو بہت آسان ہے کہ..... بہت اچھے..... شاندار، زبردست..... دراصل اس طرح تعریف کرنے کے لیے آپ کو کچھ سوچنا نہیں پڑتا۔

جین: یہ سچ ہے کہ بیانیہ ستائش مشکل ہوتی ہے۔زیادہ وقت لیتی ہے لیکن اس کا فائدہ تو بچوں کو ہوتا ہے۔بس اس پر نظر رکھیں۔

میریا: تم جو کچھ کہہ رہی ہو۔میں اس کو سمجھتی ہوں۔لیکن اگر ایک بچے پہ ہمیشہ تنقید کی جاتی رہے۔اس نے کچھ تعریف نہ سنی ہو تو کیا اس کے لیے یہ سننا بہتر نہ ہوگا.....

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تم ایک اچھے لڑکے ہو۔

جین: اگر ایک بچہ بھوک سے مر رہا ہو تو اس کے لیے کچھ نہ ملنے سے ایک ٹافی بہتر ہوتی ہے۔ لیکن ہم تھوڑے کے لیے کیوں مطمئن ہو جائیں۔ ہم اپنے بچوں کو ایسی جذباتی نشوونما چاہتے ہیں جو انہیں خودمختار بننے، تخلیقی سوچ رکھنے اور باہم عمل کرنے میں مدد دے۔ اگر ہم ان کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ توثیق کے لیے مسلسل دوسروں کی طرف دیکھتے رہیں تو غور کرو ہم انہیں کیا پیغام دے رہے ہیں۔

میں: یہی کہ تم اپنے اوپر اعتماد نہیں کر سکتے، تمہیں کسی دوسرے شخص کی رائے کی ضرورت رہتی ہے جو تمہیں بتائے کہ تم کیسے ہو۔

میریا: یہ تو کوئی اچھا پیغام نہیں ہے۔

جین: کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے اپنے فیصلوں پر یقین رکھیں۔ ان میں اتنا اعتماد ہو کہ وہ اپنے آپ سے کہہ سکیں کہ میں نے جو کچھ کیا اس پر مطمئن ہوں یا میں مطمئن نہیں ہوں۔

اس گفتگو میں خاصی مطمئن ہوئی اور پھر شام کو واقعی می نے خود طلبہ کے خطوط پڑھنے اور ان کی اصلاح کرنے پہ مائل پایا۔ میں نے خط دیکھنے شروع کیے۔ پہلا خط ہی میرے لیے خوشگوار حیرت کا سبب تھا ''بہت اچھا'' کی بجائے میں نے لکھا.....

''پڑھ کر مزہ آیا۔ واضح عنوان کے مطابق جملے اور مائیکل جارڈن کی جاندار مثالیں جنہوں نے آپ کی زندگی کو متاثر کیا۔ دوسرے خط نے بھی مجھے مایوس نہ کیا۔ میں نے لکھا ''بے گھر لوگوں کے مسائل کی خیال افروز تحقیق ہے۔ میرا خیال ہے کہ صدر محترم آپ کی اچھوتی تجویز کو پسند فرمائیں گے''۔

اپنے طلبہ کی تحریریں پڑھ کر میں نے فخر محسوس کیا۔ انہیں متحرک کرنے کا پورا اعزاز خود کو دیا۔ (مسٹر سٹیل آپ کے لیے یہی کافی ہے)۔ اگلا خط دوسری جماعت کے بچے کی تحریر لگ رہا تھا۔ یہ میلیسا نے بار براسٹرینڈ کو لکھا تھا اور صرف آدھے صفحے پر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مشتمل تھا۔ میں نے اپنی سرخ پنسل اٹھائی اور لکھا..... تاریخ کہاں ہے؟ جملے غلط ہیں اور متن بالکل غیر واضح ہے۔ اندر پتا بھی نہیں لکھا' بہت کمزور کام ہے۔ لیکن پھر میں نے سرخ پنسل سے لکھے اپنے غصے اور تبصرہ کو دیکھا اور سوچا۔ میں یہ انداز میلیسیا کے لیے اختیار نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اس طرح کی نکتہ چینی مسٹر سٹیل نے میرے کام پر کی تھی۔ میں رک گئی۔ جو کچھ آپ پسند کرتے ہی اس کی تعریف کرنا مشکل نہیں لیکن جو آپ ناپسند کرتے ہیں اس پر تنقید کس طرح کرتے ہیں۔ آپ حوصلہ شکنی کے بغیر کس طرح غلطی کی نشاندہی کرتے ہیں۔

کیا کوئی ایسا طریقہ تھا کہ مسٹر سٹیل میری ہمت پست کیے بغیر اپنی ناراضگی مجھ پر ظاہر کرتے۔ میں نے کھڑکی سے باہر جھانکا..... ہوسکتا ہے کہ اگر وہ میرے کام کی تھوڑی سی تعریف کے ساتھ بات کا آغاز کرتے تو میں ان کی ناگواری خوش دلی کے ساتھ سنتی۔ اگر وہ کچھ اس طرح بات کرتے..... لزتم نے اپنے مقاصد تو حاصل کر لیے۔ اپنے طلبہ کو یہ سیکھنے کے لیے متحرک کر دیا کہ خط کیسے لکھا جاتا ہے۔ لیکن میرا مشاہدہ کہتا ہے کہ ابھی اپنے آپ کو موضوع کے متعلق جوش پیدا کرنا اور نظم و ضبط برقرار رکھنا نہیں آیا۔ اگر وہ اس طرح کہتے تو میں خوش دلی سے سن لیتی اور میں بھی بتاتی کہ میں نے سنجیدگی سے سوچا ہے کہ بچوں کا جوش و خروش مستقبل میں بے قابو نہ ہونے دیا جائے۔ اور بچوں کو بہتر بنانے کے لیے شاید یہی نکتہ ہے۔

غلطی پر توجہ مرکوز کرنے کی بجائے آغاز اس کام سے کیا جائے جو بچوں نے سرانجام دیا ہے۔ پڑھ جو کام کی اجانا چاہیے تھا اس کی نشاندہی کی جائے تو بچوں کی اصلاح میں مدد ملتی ہے تو پھر اب میلیسیا کے پرچے میں کیا لکھوں؟ میں نے سوچا..... کیا اس نے کوئی جزو درست طور پر نہیں کیا۔ میں نے دوبارہ میلیسا کے خط پر نظر ڈالی اور کام کی بات تلاش کر لی۔

میں نے اپنا ربر نکالا۔ میلیسا کے پرچے پر لکھے اپنے تبصرے کو مٹایا اور لکھا.....

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مجھے تمہارا یہ جملہ بہت پسند آیا..... ''آپ میری پسندیدہ شخصیات میں سے پسندیدہ ترین ہیں..... میرا خیال ہے کہ مس سٹرینڈ بھی اسے پسند کریں گی۔ میں نے کچھ لفظوں کو انڈر لائن کیا ہے۔ ذرا دیکھ لو کہ ان کے ہجے درست ہیں یا نہیں؟ تم نے ایک خط پہ تاریخ اور پتا بھی درج نہیں کیا۔ میں تمہارے نظر ثانی شدہ خط کا انتظار کروں گی۔

مجھے ایسا لگا کہ میں ایک اہم اصول پر پہنچ گئی ہوں۔ یقیناً ہم سب اساتذہ' طلبہ اور والدین ایک ایسے نقطۂ نظر سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ کسی کو رنجیدہ کیے بغیر کیسے کسی کی اصلاح کر سکتے ہیں اور اس سے پہلے ہم کسی کی اصلاح کے بارے میں سوچیں۔ ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ زیادہ باتیں درست ہیں اور کم باتیں غلط ہیں۔ اس سے ہمارا ردعمل زیادہ تلخ نہیں رہتا اور اعتماد پیدا ہوتا ہے کہ ہم غلط چیزیں ختم کرنے کی قوت رکھتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ سوچ گھر اور سکول دونوں جگہ کام آ سکتی ہے۔

اگلے چند ہفتوں تک میں تعریف اور تنقید کے بارے میں بہت زیادہ سوچتی رہی۔ مسٹر سٹیل کی ''تعمیری تنقید'' نے مجھے ذہنی اذیت دی تھی۔ میریا کی مبالغہ آرائی پر مبنی تعریف نے مجھے قائل نہ کیا تھا بلکہ بے وقعتی کا احساس دیا تھا لیکن جین نے میری کارکردگی بالکم و کاست بیان کر کے مجھے مجتمع ہونے اور اپنی ذات پر اعتماد کرنے میں مدد دی تھی۔ اس نے مجھے آئندہ بہتر کام کرنے کا حوصلہ دیا۔

جین نے جو کچھ میرے لیے کیا' وہ کتنا سادہ اور حیرت انگیز عمل ہے۔ یہی عمل ہمیں ایک دوسرے کے کام کے دوران' میٹنگز میں اور زندگی کے دوسرے معاملات میں کرنا چاہیے۔

☆ اساتذہ کو اپنے تمام طلبہ کو ان کی ضروریات کی تکمیل کی جدوجہد میں پرعزم ہونا چاہیے۔

☆ والدین کو بھی اس معاملے میں اتنا ہی سنجیدہ ہونا چاہیے جتنا وہ بچوں کی پرورش

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کے لیے روزمرہ زندگی کے مسائل سے عہدہ برا ہونے کے لیے ہوتے ہیں

☆ بچوں کو ابھی یہ دنیا سمجھنے اور اس میں اپنا مقام بنانے کے لیے جدوجہد کرنا ہے ۔اس جدوجہد میں آگے بڑھنے کے لیے انہیں مذکورہ عمل کے لیے پرعزم رہنا ہوگا۔

میری مکمل کائنات کے تصور میں ہم سب ایک دوسرے کے لیے موجود ہیں ۔ایک دوسرے کی کوششوں اور کامیابیوں کا عکس دکھانے کے لیے آئینے اٹھائے ہوئے ہیں تا کہ ہم سب ایک دوسرے کی موجودگی کو محسوس کریں اور ایک دوسرے کی قدر کریں۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یاددہانی کے چند نکات

مددگار تعریف اور تعمیری ردعمل (گھر اور سکول میں)

بچہ: بارش کے بارے میں میری نظم سنیں اور مجھے بتائیں کہ کیا یہ اچھی ہے؟

بڑا فرد: خوبصورت..... تم ایک اچھے شاعر ہو۔

اچھے یا برے کا تعین کرنے کی بجائے آپ کارکردگی کی بیانیہ تعریف بھی کر سکتے ہیں۔

1۔ تم نے ریل گاڑی کی چھکا چھک کا اظہار بڑی خوبصورتی سے کیا ہے۔

2۔ نظم سن کر مجھے لگا کہ میں دیہی علاقے میں دوڑتی ہوئی ریل گاڑی پر سفر کر رہا ہوں۔

براہ راست تنقید نہ کریں۔

ذرا ان غلط ہجوں والے لفظوں پر توجہ دو۔ تم کب بہتر ہو گے۔

تنقید کی بجائے آپ کہہ سکتے ہیں۔

اب آپ کو صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنے ہجے درست کریں۔ اس کے بعد یہ نظم سکول کے بلٹن بورڈ پر لگائے جانے کے قابل ہے۔

تعریف اور تنقید

والدین کے سوالات

1۔ میرا بیٹا ایک ہونہار ہے۔ میں ہمیشہ اس کی تعریف کرتی رہتی ہوں لیکن کل اس نے کہا..... ماما..... آپ مجھے بہت زیادہ چڑھاتی رہتی ہیں۔ کیا بہت زیادہ تعریف ایسی ہی چیز ہے؟

جواب: آپ کے بیٹے کا ردعمل غیر معمولی نہیں۔ بہت سے بچے اپنے رویے پر مسلسل تبصرہ سن کر اضطراب محسوس کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ تبصرے مثبت ہوتے ہیں۔ انہیں لگتا ہے کہ وہ مسلسل کڑی نگرانی میں ہیں۔ کئی اور بچے ہر وقت نوٹ کیے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جانے پر ذرا مختلف ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔ وہ اپنے ہر کام پر تعریفی تبصرے سننے کے اتنے عادی ہو جاتے ہیں کہ ان کے بغیر خود کو ادھورا محسوس کرتے ہی اور اس طرح اپنے بارے میں اعتماد سے محروم ہو جاتے ہیں۔

کچھ بچے مسلسل تعریف کو ان کہا ہدایت نامہ سمجھتے ہیں جو ان کو ان کے والدین کے معیار اور خواہشات کے مطابق کام کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ ایسے بچے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں اس کے بارے میں سوچنے کی بجائے صرف اور صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ میں اپنے آپ پر اعتماد نہیں کر سکتا..... بہتر یہی ہے کہ میں ان پر اعتماد کروں۔

2۔ میری بیٹی قدیم امریکہ کے کچن کا ماڈل بنا رہی تھی۔ اسنے مجھ سے اس ماڈل کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا..... میرا خیال ہے کہ ٹیچر اسے اے گریڈ دے گی..... کیا یہ ٹھیک تبصرہ تھا۔

جواب: جب بھی بچے کو دوسروں کی توثیق کی خواہش اور ان کو اپنے کام کی طرف توجہ دینے کی ضرورت کے درمیان آپ کو انتخاب کرنا ہو تو ہمیشہ کام پر توجہ دینے پر مائل کرنے کا راستہ اپنائیں۔ مثلاً آپ اس وقت کہہ سکتی تھیں تم نے ایک پرانے گتے کے ڈبے کو آہستہ آہستہ نو آبادیاتی دور کے کچن میں تبدیل کر دیا ہے۔ ایک چولہا اور ایک چرخہ نمایاں ہیں اور یہ ان کے ساتھ چھوٹے چھوٹے پنگھوڑے کو تم نے کس طرح اتنا حقیقی بنالیا۔

بچوں کے لیے سیکھنے کا وقت وہ ہوتا ہے جب وہ بہت زیادہ محویت کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر وہ اس فکر میں ہوں کہ ان کا کام کیسا ہے اور دوسرے لوگ کیا رائے دیں گے تو سیکھنے کا عمل رک جاتا ہے۔

3۔ میرا بیٹا اپنی پراگریس رپورٹ لایا۔ ہر مضمون میں اس کا اے گریڈ تھا۔ میں نے اسے کہا..... مجھے تم پر فخر ہے۔ کیا تعریف کا یہ انداز درست تھا؟

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جواب: جب بھی آپ غیر یقینی صورت حال میں ہوں کہ آیا تعریف مدد دے گی یا نہیں تو اپنے آپ سے ایک بنیادی سوال سامنے رکھیں۔ کیا میرے الفاظ بچے کو میرا اور میری رائے کا محتاج بنا رہے ہیں یا جو کچھ آپ کہنے والے ہیں اس سے بچے کی صلاحیت اور انجام کردہ کام کی ایک واضح تصویر بن رہی ہے۔ اس کی وضاحت درج ذیل تبصروں کے امتیاز سے ہو سکتی ہے۔

☆تعریف جو دوسرے کی رائے کا محتاج بنا دیتی ہے۔

1۔ یہ ایک بہترین رپورٹ ہے۔ میں تم پر فخر کرتی ہوں۔

2۔ اپنا ہوم ورک کر رہی ہو؟..... تم اچھی بچی ہو۔

3۔ تم ایک فیاض شخص ہو۔

☆تعریف جو بچے کو اس کی قابلیت اور کمال کا احساس دلاتی ہے۔

1۔ A گریڈ تمہاری محنت کو ظاہر کر رہا ہے۔ تمہیں اپنے آپ پر فخر کرنا چاہیے۔

2۔ اگر آپ تھکے ہوئے ہوں اور اس کے باوجود ہوم ورک کرتے ہیں تو یہ آپ کے ذاتی نظم و ضبط ظاہر کرتا ہے۔

3۔ جب تم نے دیکھا کہ ایلیٹ اپنا سینڈوچ بھول گیا ہے تو تم نے اسے اپنے سینڈوچ میں سے ایک حصہ دے کر فیاضی کا مظاہرہ کیا۔

آپ نے غور کیا کہ پہلی قسم کی تعریف یا تبصرہ والدین کو ایسی حیثیت سے پیش کرتا ہے کہ وہ تعریف کرنے یا پھر اسے روکنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس طرح بچوں کی کارکردگی ثانوی حیثیت اختیار کر جاتی ہے۔ دوسری قسم کی تعریف بچے کو احساس دیتی ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کی بدولت قابل تعریف ہیں۔

4۔ کیا آپ کبھی کسی بچے کو براہ راست یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ دوراندیش، ایماندار یا تخلیقی صلاحیت کا مالک ہے؟

جواب: کسی بھی طرح کی تعریف وقتی طور پر اچھی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن اگر آپ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

چاہتے ہیں کہ آپ کے لفظ بچے کے اندر اتر کر محفوظ ہو جائیں تو آپ کو وضاحتی انداز اپنانا ہو گا مثلاً

☆ تم جانتی تھی کہ کام سے واپسی پر گھر آؤں اور تمہیں موجود نہ پاؤں تو مجھے تشویش ہوتی ہے۔تم نے میرے لیے پیغام اور فون نمبر چھوڑ دیا جس پہ تم سے رابطہ کیا جا سکتا تھا۔ایسا کر کے تم نے دور اندیشی اور میرے لیے اپنی محبت کا مظاہرہ کیا ہے۔

☆ تم نے مجھے بتایا کہ آج سکول میں کیا ہوا حالانکہ تمہیں معلوم تھا کہ میں ناراض بھی ہو سکتی ہوں۔مجھے تمہاری ایمانداری پسند آئی۔

☆ کتنا تخلیقی کولاج ہے۔اس میں ڈوری' پاسٹا اور بٹنوں کا استعمال بہت خوبصورتی سے کیا گیا ہے۔ٹائلٹ پیپر سے بنی جھالر تو بہت عمدہ ہے۔

مذکورہ بالا ہر مثال میں آپ نے کوئی نہ کوئی ایسی بات کہی جو بچے کو ذمہ دار' ایماندار یا تخلیقی ظاہر کرتی ہے۔اس پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا کہ اسے ہمیشہ ایسا ہی ہونا چاہیے لیکن آپ کی تعریف کا انداز اسے ہمیشہ ایسا کرنے پر مائل رکھے گا۔

5۔میری دو بیٹیاں ہیں۔چھوٹی بچی ہمیشہ امتیازی حیثیت حاصل کرتی ہے۔لیکن بڑی بیٹی مسلسل بی اور سی گریڈ میں معلق رہتی ہے۔جب وہ دونوں اپنے رپورٹ کارڈ ایک ساتھ دکھاتی ہیں تو میں چھوٹی بیٹی کی تعریف سے گریز کرتی ہوں کہ اس کی بڑی بہن محسوس نہ کرے۔کیا میں درست کر رہی ہوں؟

جواب: ایک بچے کی کامیابیوں پر آپ کے ردعمل کا تعلق اس بات سے نہیں ہونا چاہیے کہ دوسرے بچے نے ویسی کامیابی حاصل نہیں کی۔ہر بچے کو اس کی ذاتی کامیابی پر تحسین و توثیق ضرور ملنی چاہیے۔آپ کی چھوٹی بیٹی اس بات کی حقدار ہے کہ وہ اپنی تعلیمی قابلیت پر فخر کر سکے اور اپنی ماں سے اس کو تسلیم کرا سکے۔آپ بڑی بیٹی کی رپورٹ علیحدگی میں دیکھا کریں تا کہ وہ اپنے سکول کے کام پہ اپنے اطمینان

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یا عدم اطمینان کا اظہار کر کے اپنے رزلٹ کی وضاحت کر سکے۔ اس ضمن میں اسے اپنی ماں کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔ آپ کی بڑی بیٹی کو اپنی بہن کی قابلیت کی وجہ سے نظر انداز نہیں ہونا چاہیے۔

☆☆☆

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006
urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تعریف اور تنقید

والدین کے واقعات

درج ذیل واقعہ ایک ماں کا ہے۔وہ بتاتی ہے کہ کس طرح انہوں نے از خود محسوس کیا کہ تعین کرنے والی تعریف نے بچے کی تخلیقی پرواز کو روکا اور بیانیہ تعریف نے اس کو آگے بڑھایا۔

☆ جب میری بیٹی جیمی کنڈر گارٹن میں تھی تو اسے مصوری کے ایک مقابلہ میں شرکت کا موقعہ ملا۔وہ اس میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہی تھی۔لیکن میں نے اسے حصہ لینے پر مجبور کیا۔میں چونکہ آرٹسٹ ہوں اس لیے میرا خیال تھا کہ اسے بھی اس شعبہ میں داخل ہونا چاہیے۔جب وہ ڈرائنگ کر رہی تھی تو میں اس کے پاس بیٹھ گئی اور مسلسل تعریف کرتی رہی۔یہ بہت اچھا ہے..... زبردست..... مجھے یہ رنگ بہت اچھا لگا ہے۔پاؤں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ان کو تھوڑا سا بڑا نہیں ہونا چاہیے۔یہ ٹھیک ہے۔بس روک دو۔یہ مکمل ترین ہے۔

کچھ سیکنڈز کے بعد جیمی نے کہا..... ماما..... یہ مکمل نہیں ہے۔پھر اس نے کریون (رنگ) نیچے رکھ دیا۔میں نے کہا یہ مکمل نہیں ہے تو پھر اسے مکمل کرو۔لیکن اس نے مزید کام کرنے سے انکار کر دیا۔پہلے تو مجھے اس پر غصہ آیا لیکن پھر مجھے احساس ہوا کہ شاید میں کچھ زیادہ بول گئی ہوں۔کچھ دنوں بعد وہ اپنی ایک ڈرائنگ سکول سے گھر لائی تو میں نے جان بوجھ کر کوئی تبصرہ نہ کیا۔لیکن میں نے اندازہ لگایا کہ وہ مجھ سے کچھ سننا چاہ رہی ہے کیونکہ اس نے اپنی ڈرائنگ میرے چہرے کے آگے جما دی۔میں دھلے ہوئے کپڑے تہہ کر رہی تھی۔یہ ایک شیر کی تصویر تھی اور واقعی اچھی تھی۔چھوٹی چھوٹی معمولی تبدیلیوں کے بعد یہ زبردست ہو سکتی تھی۔لیکن میں نے اپنے آپ پہ قابو رکھا اور اس طرح کا کوئی تبصرہ نہ کیا۔میں نے تصویر پکڑی اور بیانیہ انداز میں کہا..... میں دیکھ رہی ہوں کہ تم نے ایک مسکراتا ہوا شیر بنا دیا ہے۔اس پر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کالی اور نارنجی دھاریاں ہیں۔ ایک لمبی سی دم ہے اور..... لیکن جیمی نے مجھے مزید کچھ کہنے کی مہلت نہ دی اور تصویر میرے ہاتھوں سے اچک لی۔ اس نے کہا..... یہ شیرنی ہے اور اب میں شیر کے بچے کی تصویر بناؤں گی۔

بعد میں جب میں نے سوچا کہ یہ کیا ہوا تو مجھے اندازہ ہوا کہ میرے تمام جملے خود مجھے خوش کرنے کے لیے تھے۔ جبکہ جیمی جس شخصیت کو خوش کرنا چاہتی تھی وہ اس کی اپنی ذات تھی۔ اب میں خود کو ایسی باتوں سے دور رکھتی ہوں۔ اس لیے کہ مجھ سے اس کو تبصرے کی ضرورت اس وقت ہوگی جب وہ مجھ سے اس کے لیے کہے گی۔

یہ واقعہ بھی ایک ماں کا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ جب آپ اچھائی یا برائی کا تعین کرنے کی خواہش کی مزاحمت کرتے ہیں تو کیا ہوتا ہے۔

☆ بیانیہ تعریف کے موضوع پر منعقدہ ایک ورکشاپ میں شرکت کے بعد میں گھر پہنچی تو کچھ کے شیلف میں مجھے ایک تصویر نظر آئی۔ یہ تصویر میرے بارہ سالہ بیٹے نے جانے بنائی تھی۔ اور یقیناً میرے دیکھنے اور تبصرہ کرنے کے لیے یہاں رکھی تھی۔ جب میں اس کے کمرے کے سامنے سے گزری تو وہ اپنے بستر میں بیٹھ گیا' اس نے پوچھا..... کیا آپ نے میری بنائی ہوئی تصویر دیکھی؟

عام طور پر میرا ردعمل یہ ہوتا ہے۔ ہاں یہ بہت خوبصورت ہے۔ تم ایک حیرت انگیز فنکار ہو..... لیکن اس وقت میں ورکشاپ سے واپس آئی تھی۔ میں نے سوچا..... میں بیان کرنے کی کوشش کروں گی۔ چنانچہ میں نے کہا..... ارے ہاں..... میں نے دیکھا ہے۔ ایک آبی پرندہ جھیل میں تیر رہا ہے۔ ساحل پہ بڑے بڑے درخت اور پتھر ہیں۔ ایک شاہراہ دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ سب کچھ بہت حقیقی لگتا ہے۔

جان کی باچھیں کھل گئیں۔ اس نے جو کچھ سیکھا تھا اس کے بارے میں پرجوش ہو کر بتانے لگا۔ مجھے افسوس ہوا کہ ہم واقعی آپس میں جڑ رہے ہیں۔ یہ لمحہ میرے لیے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بہت قیمتی خزانے سے کم نہ تھا۔ یہ مجھ سے چاہے ان چاہے جیسے بھی ہوا۔ میں نے اسے رونما ہونے دیا۔ اس نے مجھے خوشی سے لبریز کر دیا۔

☆☆☆

اگلی صورت حال ایک ملازمت پیشہ خاتون کو پیش آئی۔ وہ اس میں آسانی سے اپنے بچوں کو جھڑک سکتی تھی۔ لیکن اس نے جو حکمت عملی اپنائی اس میں اسے اپنے بچوں کی تعریف کرنے کا موقع مل گیا۔

☆ جب میں نے جز وقتی ملازمت شروع کی۔ بچوں کو سکول سے واپسی پر مقفل گھر کے باہر میرا انتظار کرنے کے لیے رکنا پڑتا تھا۔ آخر کار میں نے فیصلہ کر لیا کہ ایک اضافی چابی بنوا کر گھر سے باہر چھپا دیا جائے۔ میں نے بچوں کو سمجھا دیا کہ وہ ایسی فوری ضرورت کے وقت استعمال کر لیا کریں اور دروازہ کھولنے کے فوراً بعد اسے چھپانے والی جگہ پر رکھ دیا کریں۔

یہ ایک اچھا حل ثابت ہوا کیونکہ ہفتہ میں کم از کم ایک بار مجھے اوور ٹائم کرنا پڑتا تھا۔ ایک شام میں دیر سے گھر آئی تو میں نے دیکھا کہ میرے تینوں بچے میز پہ بیٹھے سنیکس کھا رہے ہیں اور چابی کچن کے فرش پر پڑی ہے۔

میں نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے کہا..... اوہ..... ہماری چابی فرش پر کیسے آئی؟

میرے بیٹے نکی نے کہا..... اوہو..... میں اسے واپس رکھنا بھول گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ کچھ خوفزدہ ہو گیا ہے۔ میں نے اسے کہا میرا خیال ہے کہ یہ بھی اچھا ہوا۔

سب بچوں نے حیرت سے مجھے دیکھا۔

میں نے کہا..... تم جانتے ہو۔ اس چابی کے معاملے میں تم کتنے ذمہ دار ثابت ہوئے ہو۔ تم ایک سال سے اسے استعمال کر رہے ہو اور یہ پہلا واقعہ ہے کہ کوئی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اسے واپس رکھنا بھول گیا ہے۔میرا خیال ہے کہ یہ قابل فخر ریکارڈ ہے۔

تینوں کے چہرے روشن ہو گئے۔نکی اپنی نشست سے اچھلا اس نے کہا..... میں ابھی اسے واپس رکھتا ہوں۔

اس کے بعد کبھی بھی مجھے انہیں چابی کے بارے میں نہیں کہنا پڑا۔

☆☆☆

درج ذیل واقعہ میں آپ دیکھیں گے کہ ایک بیٹے نے برا رویہ اختیار کیا لیکن اس کی ماں نے اسے اپنی شخصیت کا بہترین پہلو دیکھنے میں مدد دی۔

☆ پال زیادہ لائق طالب علم نہ تھا۔وہ اپنی قابلیت کا کم سے کم استعمال کم سے کم وقت میں صرف گزارے کے لیے کرتا تھا۔ایک دن دوپہر کے بعد وہ سکول سے واپس آیا تو گھر میں داخل ہو کر کھڑا ہو گیا۔میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالی اور بھانپ لیا کہ صورت حال خراب ہے۔

کیا ہوا؟ میں نے پوچھا۔

وہ بولا..... میں نے صرف گیراج کے دروازے کو ٹانگ ماری ہے۔

کیوں؟ میں ابھی الجھن میں تھی۔

اس لیے کہ میں الجبرے کے ٹیسٹ میں فیل ہو گیا ہوں۔وہ پھٹ پڑا۔میں نے کوشش تو کی تھی۔واقعی اس دفعہ کوشش کی تھی۔تیاری کی لیکن فیل ہو گیا۔

وہ واضح طور پر بہت آزردہ تھا۔میں نے سوچا یہ وقت گیراج کے دروازے پر توجہ دینے کا نہیں۔میں اس کے لیے پریشان ہو گئی۔میں اور اس کے والد ایک عرصہ سے اسے خوب محنت کرنے اور مزید کوشش کرنے کے لیے کہہ رہے تھے اور آخر کار وہ اس پر آمادہ ہو گیا تھا۔اس نے ایمانداری سے پوری کوشش کی تھی لیکن اس کا نتیجہ ناکامی میں نکلا تھا۔

تو کیا آپ مجھے سزا نہیں دیں گی؟ اس نے مطالبہ کیا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کی ردعمل ظاہر کروں۔لیکن میں نے سوچا کہ میرے لیے بہتر ہے کہ کوئی ایسی تدبیر کروں کہ جو ہم دونوں کو خرابی سے بچا لے۔ میں نے آزمائشی طور پر پوچھا۔

کیا تم اپنا ٹیسٹ گھر لائے ہو؟

اس نے اپنا ہاتھ پچھلی جیب میں ڈالا اور پرچہ میرے بستر پر پھینک دیا۔اس پر تقریباً ساٹھ شکستہ لکیریں اوپر سے نیچے تک لگی ہوئی تھیں۔ میں نے پرچے میں غلطیاں ڈھونڈنے کے لیے اسے غور سے دیکھا۔

پال میں دیکھ رہی ہوں کہ تم کتنے پریشان ہو۔لیکن بہتر ہے کہ تم تھوڑی سی وضاحت کر دو۔مثلاً یہ پہلا سوال دیکھو' یہ بالکل ٹھیک حل کیا گیا ہے۔تم نے یہ جواب کیسے نکالا۔

پال نے ایک پیچیدہ عمل بیان کیا۔اس نے بتایا کہ کس طرح کثیر عددی کسور کو دو عددی کسور میں بدلا۔میں نے سمجھنے کی کوشش کی لیکن سمجھ نہ سکی۔جب اس نے بات ختم کی تو میں نے کہا۔تم فارمولا تو درست طور پر سمجھ گئے ہو حالانکہ میں نہیں سمجھ پائی۔ دیگر پانچ مثالیں بھی سمجھ چکے ہو کیونکہ تم نے انہیں درست طور پر حل کیا ہے۔لیکن بقیہ چار میں کیا غلطیاں ہوئی؟

پال پرچے پر جھک گیا ان دونوں میں میں نے ضرب یا لیکن یہاں تقسیم کی ضرورت تھی۔ان دونوں میں جمع کیا استعمال کیا۔یہ احمقانہ غلطیاں ہیں۔

تو تم مجھے یہ بتا رہے ہو کہ تم تمام پیچیدہ عمل کو سمجھتے ہو لیکن لاپرواہی سے چار غلطیاں کر کے تم نے چالیس نمبر گنوا چکے ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ تمھارا ذہن جدید حساب کے تصورات کو سمجھ لیتا ہے۔اس لیے پرچہ استاد کے حوالے کرنے سے پہلے اپنے حل کردہ سوالات کی پڑتال کر لیا کرو۔

میرے دیکھتے دیکھتے پال کا تمام ذہنی دباؤ اس کے چہرے سے ڈھل گیا۔وہ جیسے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہی میرے کمرے سے نکلا تو میں نے ایک گہرا سانس لیا۔ مجھے لگا میں کسی بڑے امتحان سے گزری ہوں۔ دس منٹ بعد پال واپس آیا اور بولا۔

ماما۔ گیراج کے دروازے کی فکر نہ کریں۔ میں نے نرمی سے ہتھوڑی استعمال کی ہے اور اسے سیدھا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

بہت شکریہ۔ بیٹے..... میں نے کہا۔

☆☆☆

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تعریف اور تنقید

اساتذہ کے سوالات

1۔ میری کلاس میں جیسیکا نامی ایک غیر معمولی لڑکی ہے۔ میں ہر وقت اس کی تعریف کرنے کی خواہش مند رہتی ہوں۔ لیکن مجھے خوف لاحق رہتا ہے کہ دوسرے بچے اس کے دشمن ہو جائیں گے۔ وہ اسے میری چہیتی طالبہ کہیں گے۔ کوئی مشورہ دیں۔

جواب: آپ کی فکر درست ہے۔ آپ سب کے سامنے مسلسل جیسیکا کی تعریف مت کریں۔ دوسرے بچوں کے سامنے مت کہیں کہ وہ غیر معمولی ہے۔ اس کے اور تمام جماعت کے لیے بہتر ہے کہ آپ ایسے مواقع تلاش میں رہیں جن میں پوری جماعت کی تعریف کی جا سکے مثلاً کیا ٹیم ورک ہے۔ تم سب سے خوب کوشش کی اور مکمل کامیابی حاصل کی۔ نگران کو گمان ہی نہیں ہو گا کہ ہم نے آج سائنس کا پراجیکٹ مکمل کر لیا ہے۔

جب آپ خاص طور پر جیسی کا کے کسی کام سے خوش ہوں تو آپ اس کا اظہار ایسے انداز میں کریں کہ دوسرے بچے بھی اس کی طرح کام کرنے پر تیار ہو جائیں۔ مثلاً آپ کہہ سکتی ہیں۔

دیکھو بچو! جیسیکا نے لمبے اعداد کے کالم کو جمع کرنے میں اس قدر مہارت دکھائی ہے کہ اس نے ایک عدد کو ٹھیک طرح سے دوسرے عدد کے نیچے لکھا ہے۔ چنانچہ جواب درست آیا ہے۔ بچے اس طرح کی بات کو کسی جذباتی امتیاز کے بغیر سن لیتے ہیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آپ جیسیکا کے لی اپنے جذباتی ردعمل کو کسی ذاتی لمحے کے لیے محفوظ رکھیں۔ تب آپ اسے بتا سکتی ہیں کہ اس کی کارکردگی سے ہمیشہ خوش ہوتی ہیں اور کلاس میں اس کی موجودگی سے کیوں اور کیسے لطف اندوز ہوتی ہیں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

2۔ کیا کسی طالب علم کے بارے میں کلاس کو بتانا کہ وہ لکھنے میں سب سے اچھی ہے۔ یا یہ کہ فلاں بچی نے حساب میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کیے ہیں۔ مناسب بات ہے؟

جواب: کسی کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ بقیہ کلاس سے زیادہ ذہین یا بہترین ہے دو پہلو رکھتا ہے۔ باقی جماعت آسانی سے بددل ہو سکتی ہے۔ کچھ تو کوشش کرنا بالکل بند کر دیتے ہیں اور کلاس کا بہترین بچہ ذاتی صلاحیتوں کو برقرار رکھنے کی بجائے اپنی شہرت برقرار رکھنے کی کوشش میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اب اس کی مسلسل کامیابی کا انحصار اس کے ہم جماعتوں کی مسلسل ناکامی پر ہوتا ہے۔ اچھے طالب علم کے لیے زیادہ مفید بات یہ ہے کہ وہ اپنے کمالات کے بارے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ موازنہ کے بغیر سنے۔ مثلاً یہ نہ کہا جائے کہ تم فارم کی سیر کے بارے میں سب طالب علموں کے برعکس بہت اچھا لکھا ہے۔ اس کی بجائے یہ کیا جائے کہ تم نے فارم کی سیر کے بارے میں اس طرح لکھا ہے کہ پڑھ کر لگتا ہے کہ ہم نے اسے خود دیکھا ہے یا کسی ٹیسٹ کے بارے میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس ٹیسٹ میں تمہارا ہر جواب درست ہے۔ تم نے واقعی اعشاری نکات سمجھ لیے ہیں۔ اس طرح کے تبصرے کسی طالب علم کو اپنے معیار سے اپنی جانچ پڑتال کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اسے اپنے ہم جماعتوں کی کارکردگی کی روشنی میں جانچے۔

3۔ میرے پچھلے سکول میں بہت زیادہ زور اس بات پر دیا جاتا تھا۔ کہ بچے کہیں ..... میں ایک خاص بچہ ہوں ..... میں پیار کے قابل ہوں ..... میں بہت لائق ہوں ..... اساتذہ کو بھی کہا جاتا تھا کہ وہ بچوں کو خوش مزاجی کے ساتھ گولڈن سٹارز اور سٹکرز دیں۔ کیا آپ ان طریقوں کو عزت نفس کی تعمیر کے لیے بہتر سمجھتے ہیں؟

جواب: آپ عزت نفس کو باہر سے نہیں چپکا سکتے۔ تعریف کے توثیقی طریقے اور سٹکرز وقتی طور پر کام کرتے ہیں لیکن ان کا اثر کچھ دیر بعد آسانی سے زائل ہو جاتا ہے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

۔جب شواہد بچے کو بتاتے ہیں کہ وہ خاص نہیں ..... پیار کے قابل نہیں یا لائق نہیں تو سٹارز اور سٹکرز اسے بے معنی لگتے ہیں ۔دوسری طرف جو الفاظ بچے کے کام کو بیان کرتے ہیں یا اسے یہ بتاتے ہیں کہ کتنا اچھا کام سرانجام دے چکا ہے ہمیشہ اس کے ذہن میں تازہ رہتے ہیں ۔ضرورت کے وقت یاد بھی کیے جا سکتے ہیں ۔مثلاً ایک طالب علم اگر وہیل مچھلیوں کے بارے میں مضمون لکھنے کے لیے فکرمند ہے تو وہ اپنے آپ کو یہ بات یاد دلا کر کہ میں خاص بچہ ہوں یا اپنے گولڈن سٹارز کے مجموعے پر نظر ڈال کر زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا ۔لیکن جب وہ اپنی کسی سابقہ رپورٹ کو دیکھتا ہے جس پر لکھا ہو کہ رپورٹ بہت دلچسپ اور معلومات سے بھرپور ہے ۔اس سے دیو قامت جانداروں کے بارے میں مجھے وہ معلومات ملیں جو پہلے مجھے حاصل نہیں تھیں تو بچہ خود سے کہہ سکتا ہے ۔میں پہلے بھی اس طرح کی رپورٹ لکھ چکا ہوں دوبارہ بھی ایسا کرلوں گا۔

4۔آپ کا کہنا ہے کہ ایک استاد کو اپنے طالب علم کی کسی بھی طرح کی کوشش کو تسلیم کرنے میں دیر نہیں کرنا چاہیے ۔لیکن فرض کریں ایک بچہ ایسا سوال کرتا ہے جو اس کی مکمل لاعلمی ظاہر کرتا ہے ۔کیا ایسے موقع پر آپ کو یہ نہیں چاہیے کہ اسے بتائیں کہ وہ غلط ہے اور پھر اسے درست جواب دیں۔

جواب: ماہر تعلیم کے طور پر ہمارا کردار درست جوابات فراہم کرنا نہیں بلکہ بچوں کو اپنے فکری عمل کے ذریعے خود درست جوابات تک پہنچنے میں مدد دینا ہے ۔آپ پورے احترام کے ساتھ اگر بچوں سے سوالات پوچھیں تو وہ سوچنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں ۔آپ مزید سوالات کے ذریعے انہیں سمجھ بوجھ کے اگلے معیار تک لے جا سکتے ہیں ۔سپیشل ایجوکیشن کی ایک ٹیچر نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ وہ اپنی کلاس کو شہد کی مکھیاں پالنے والے کے بارے میں کوئی کہانی سنا رہی تھی ۔شارلین نامی بچی نے اپنا ہاتھ کھڑا کیا اور پوچھا کیا شہد کی مکھی ایک پرندہ ہوتی ہے؟ اس سوال پر جیسے تمام

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کلاس میں برقی رو دوڑ گئی ہو۔ بہت سے بچوں نے ہاتھ اٹھائے اور بے تابی سے لہرانے لگے۔ ٹیچر نے بچوں سے کہا کہ وہ ایک منٹ انتظار کریں اور پھر شارلین سے کہا۔

تمہارا یہ سوال بہت دلچسپ ہے۔ تمہیں کس طرح خیال آیا کہ شہد کی مکھی کو پرندہ کہا جائے۔

بہت سنجیدگی سے شارلین نے جواب دیا۔

''ان دونوں کے پنکھ ہوتے ہیں''۔

کیا اور کوئی چیز مماثلت رکھتی ہے؟

دونوں اڑتے ہیں۔

ٹیچر نے جماعت سے کہا..... آپ نے غور کیا کہ دونوں میں دو چیزیں مشترک ہیں۔ لیکن کوئی بتائے گا کہ کون سی چیز پرندوں کو شہد کی مکھیوں سے مختلف بناتی ہے۔

''پرندوں کے پر ہوتے ہیں''۔

''پرندے بڑے ہوتے ہیں''۔

''پرندے ڈنگ نہیں مارتے''۔

اچانک شارلین کا چہرہ روشن ہو گیا..... میں سمجھ گئی۔ میں سمجھ گئی شہد کی مکھی حشرات میں سے ہے۔

تمام سر اثبات میں لکھے۔

ٹیچر نے بورڈ پہ لکھا..... شہد کی مکھی ایک حشرہ ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تعریف اور تنقید

اساتذہ کے واقعات

ایک ٹیچر نے بتایا کہ اس کے طالب علم تعریف اور تنقید پر اس وقت بہترین ردعمل دیتے ہیں جب یہ تصوراتی انداز میں بیان کی جائے۔ درج ذیل اقتباسات ظاہر کرتے ہیں کہ وہ کس طرح کھیل کھیل میں بچوں کی اصلاح کرتی ہیں۔

☆ ایک لڑکی نے اپنا حساب کا ٹیسٹ تیزی سے ختم کیا تو میں نے کہا..... تم تمام مثالوں سے یوں گزری ہو جیسے ایک چوہیا پنیر کترتی ہے۔

☆ ایک لڑکے کی لکھائی پڑھنا مشکل تھی۔ اس نے ایک لفظ دوسرے میں گھسیڑ دیا تھا۔ میں نے کہا..... یہ بے چارے لفظ ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں اور بہت تکلیف محسوس کرتے ہیں لیکن ان دو لفظوں کو دیکھو۔ یہ کتنے خوش نظر آ رہے ہیں کیونکہ ان کے درمیان کافی جگہ خالی ہے۔

☆ دو بچے جن کو اپنے الفاظ لکیر پر لکھنا مشکل تھا۔ ان سے میں نے کہا یہ ''ب'' ہوا میں تیر رہا ہے۔ لیکن یہ ''ب'' ٹھیک اپنی جگہ پر ہے۔ اوہ..... اس ''ج'' کو فرش پر لڑھکنا پڑا ہے اور فرش کا پلستر ہمسایے کے گھر میں گر رہا ہے۔

☆ خوش خطی کی مشق کے دوران بچوں کی مدد کے لیے میں نے تجویز کیا کہ ان کے درمیان خوبصورتی کا ایک مقابلہ ہو رہا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے پرچے پر سب سے خوبصورت حرف کے گرد دائرہ بنالیں۔ کچھ بچوں نے محسوس کیا کہ ان کے پاس ایک سے زیادہ خوبصورت حروف ہیں۔ ایسی صورت میں ان حروف کو ''ساتھی فاتح'' قرار دے دیا گیا۔

☆☆☆

پنجم جماعت کے ایک ٹیچر نے بتایا کہ جب اس کے طلبہ بدتمیزی کریں تو وہ ان کی اصلاح کے لیے بیانیہ انداز اختیار کرتی ہیں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

☆پوری کلاس کا مزاج برہم تھا۔ میں یہ نہیں چاہتی اور میں یہ نہیں کروں گی جیسی کیفیت تھی۔ انہوں نے ایک پورا ہفتہ برے موسم میں گزارا تھا اور اب سارے بچے بے چین ہو رہے تھے۔ تفریح کے بعد ہم لوگ واپس کلاس روم میں آئے تو بچے اپنی نشستوں پر بیٹھنے کی بجائے کھیلنے اور ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ اس طرح کی صورت حال میں آپ کے ذہن میں تعریف کرنے کا خیال نہیں آ سکتا۔ میں نے پوری کلاس کا جائزہ لیا دو بچے سکون کے ساتھ اپنی نشستوں پر بیٹھے تھے۔

میں بلیک بورڈ کی طرف مڑی..... ''آرٹ ٹائم'' کے نیچے ان دونوں بچوں کے نام لکھ دیے۔ پھر میں نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ جب گھنٹی بجی تو تم نے جلدی سے اپنا کام چھوڑ دیا۔ اب تم اپنا نشستوں پہ تیار بیٹھے ہوتا کہ آگے بڑھا جا سکے۔ میں نے ان کی تعریف کی تو کچھ بچوں نے چونک کر میری طرف دیکھا اور پھر بلیک بورڈ پر لکھے ناموں کی طرف دیکھا۔ انہوں نے جلدی سے اپنا کھیل چھوڑا اور اپنی نشستوں پہ جا بیٹھے۔ میں نے ان کے نام بھی بلیک بورڈ پہ لکھ دیے اور کہا شکریہ..... تین اور بچے بیٹھ گئے۔ یہ سب کچھ حیران کن تھا۔ مجھے نہ تو اونچی آواز میں بولنا پڑا اور نہ ہی کوئی دھمکی دینا پڑی۔ بچوں نے از خود دیکھا کہ کیا کرنے کی ضرورت ہے اور پھر وہی کچھ کیا۔ جو بچے ابھی متوجہ نہیں ہوئے تھے انہیں بیٹھ جانے والے بچوں نے بلند آواز سرگوشی کے ساتھ متوجہ کر لیا اور پھر سبھی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

☆☆☆

اور یہ آخری واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ سٹی ہائی سکول میں ورزش کے ایک انسٹرکٹر نے ایک سرکش اور معاندانہ رویہ رکھنے والے طالب علم کو اس کے ساتھیوں کی نظروں میں بے وقعت کیے بغیر مثبت طرز عمل اپنانے پر کیسے آمادہ ہوا۔

☆ کارلوس ہرنینڈز کو سب کے سامنے تعریف اچھی نہیں لگتی تھی وہ اپنے آپ کو ایک سخت مزاج لڑکا سمجھتا تھا جسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ سکول اس کے بارے میں کیا تاثر رکھتا ہے یا اساتذہ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ دوسرے بچے اس کے سرکش رویے کی وجہ سے اسکی تعریف کرتے تھے۔ وہ صرف اس وقت مسکراتا جب اس کے رویے کہ وجہ سے سرزنش کی جاتی اور پھر وہ اپنے دانت پیستا۔ جیسے اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا ہے۔ میں تمہیں دیکھ لوں گا۔

ورزش پیریڈ میں ایک طالب علم البرٹ کو باسکٹ میں بال ڈالنے میں مشکل ہو رہی تھ۔ کچھ لڑکے اس کا تمسخر اڑا رہے تھے۔ کیا لڑکیوں کی طرح باسکٹ کو نشانہ بنا رہے ہو۔ دوسرے لڑکے اس کی تضحیک پر ہنسنا شروع کر دیتے۔ کارلوس نے لڑکوں کو دیکھا اور شانے اچکا دیے۔ مذاق کرنے والے لڑکوں کے رنگ لیڈر..... گریگ نے کارلوس کو مخاطب کر کے کہا..... کیا تم البرٹ کو پسند کرتے ہو یا کوئی اور بات ہے؟ کارلوس نے اپنی آنکھیں سکیڑیں اور صرف ایک لفظ کہا.....

"چپ....."

سب لڑکے خاموش ہو گئے۔ اب وہ خاموشی سے باسکٹ کو نشانہ بنا رہے تھے۔ جب لڑکوں کا لاکر روم کو جانے کا وقت ہوا تو میں کورٹ کے ایک سرے سے سخت اور اونچی آواز میں چیخا..... ہرنینڈز میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ ٹھہرو..... کچھ لڑکے لاکر روم کے آگے جمگھٹا بنا کر کھڑے ہو گئے وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اب کیا ہونے والا ہے۔ میں نے لڑکوں کی طرف نشست کر کے اپنے کلپ بورڈ کے اوپر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سے کارلوس کی طرف دیکھا۔سخت لہجے لیکن دھیمی آواز میں کہا.....

ہرنینڈز.....میں نے دیکھا جوتم نے البرٹ کے لیے کیا۔کوئی مضبوط کردار کا آدمی ہی کسی ایسے شخص کا ساتھ دے سکتا ہے جس پر سب ہنس رہے ہوں۔تم بالکل درست ہو.....

کارلوس مڑا اور اچھلتا ہوا لاکر روم کی طرف چل دیا۔جولڑ کے کسی نئے واقعہ کے انتظار میں تھے انہوں نے کارلوس کی آنکھوں میں جھانکا۔وہ جاننا چاہتے تھے کہ کیا ہوا.....لیکن کارلوس مسکرا رہا تھا۔

☆☆☆

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

چھٹا باب

ایک کردار میں مقفل بچے

بے اعتباری سے میں نے سکول سپرنٹنڈنٹ کا خط پڑھا اور پھر بار بار پڑھا۔ الفاظ گولی کی طرح میرے ذہن میں پیوست ہو گئے۔

افسوس کے ساتھ آپ کو اطلاع دی جا رہی ہے کہ بجٹ میں کمی اور اخراجات میں کٹوتی کی وجہ سے آپ کی تبدیلی ہیملاک ایلی مغربی سکول کی جا رہی ہے۔ ستمبر سے آپ تدریس کے فرائض وہاں سرانجام دیں گی۔

چند ہفتوں تک میں نے خط کو اپنے دماغ سے دور رکھا۔ لیکن جوں ہی ستمبر قریب آیا۔ نئے سکول میں آغاز کے بارے میں میری تشویش گہری ہوتی گئی۔ میں نے اپنے آپ کو پرسکون کرنیکی بہت کوشش کی۔ ہر سکول، سکول ہی ہوتا ہے۔ ہر جگہ بچے بچے ہی ہوتے ہیں۔ آخر ہیملاک سکول اور اس کے بچے کیسے مختلف ہوں گے اور پھر میرے پاس اب تدریس کا دو برس کا تجربہ تھی ہے۔

نئے سکول میں اپنے تعارفی دن میں نے نوٹ کیا کہ تبدیل ہو کر یہاں آنے والی میں اکیلی ٹیچر نہیں تھی۔ اسسٹنٹ پرنسپل سب نئے آنے والوں کو ایک طرف لے گئے اور ہمیں سکول کے قواعد وضوابط اور ان کو بروئے کار لانے کے طریقوں کے بارے میں بتایا۔ ان کی زیادہ تر توجہ برے طلبہ اور ان کے ساتھ سختی کرنے پر تھی۔ دن کے اختتام پر ہمیں بتایا گیا کہ ہمارے ساتھ ایک ایک مشیر معلم کو مصروف کار کیا جائے گا جو ہمیں درست سمت میں سیکھنے اور ہیملاک میں کام کرنے میں مدد دے گا۔ میں خوش تھی کہ مجھے اگلا دن کلاس روم تیار کرنے کے لیے مل گیا۔

اگلی صبح منظم ہونے کے لیے بے تابی سے جلد سکول پہنچی۔ میری میز پر اٹھائیس بچوں کی ایک فہرست اور مضامین کا نظام الاوقات موجود تھا۔ میں نے فہرست کا جائزہ لیا۔ معلوم ہوا کہ میری کلاس میں اٹھارہ لڑکے اور دس لڑکیاں ہیں۔ خاکستری

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بالوں والی ایک دراز قد خاتون کمرے میں داخل ہوئیں اور میری مشیر معلم کے طور پر اپنا تعارف کروایا۔ ان کا نام مسز ڈینٹر تھا۔ بچوں کی فہرست کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا میں ہیملاک میں ستائیس سال سے پڑھا رہی ہوں۔ ان بچوں کے بارے میں تمہیں جن معلومات کی ضرورت ہوگی میں تمہیں دے سکتی ہوں۔ میں ان کے بڑے بھائی بہنوں اور بعض والدین کو بھی پڑھا چکی ہوں اور انہیں اچھی طرح جانتی ہوں۔

کیا اس سکول میں لڑکیوں سے زیادہ لڑکے ہیں؟ میں نے پوچھا اور فرمانبرداری کے ساتھ فہرست مسز ڈینٹر کے حوالے کر دی۔

وہ شفقت کے ساتھ مسکرائیں "نہیں حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ دراصل ایک نئی ٹیچر ہونے کی وجہ سے تمہیں اچھے بچے دیے گئے ہوں گے۔ ان میں اکثریت لڑکوں کی ہے۔

میں نے انہیں بتانا چاہا کہ تدریس میں یہ میرا تیسرا سال ہے لیکن انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا..... اوہ یہ تو برا ہوا۔ تمہاری کلاس میں میری این ریان بھی ہے۔ یہ منتشر الذہن لڑکی ہے..... مکمل طور پر ناقابل اعتبار ہے۔ یہ کبھی کسی کی کوئی بات سننے پر تیار نہیں ہوتی۔ اپنا سر ہلاتے اور زبان چلاتے ہوئے انہوں نے اپنی بات جاری رکھی..... اور تمہارے پاس اینجی میلانو ہے۔ یہ چپکے سے کھسک جانے والی لڑکی ہے۔ ایک منٹ کے لیے بھی تم اس پر اعتماد نہیں کر سکتی۔ یہ جھوٹ بولنے اور بہانے تراشنے میں ماہر ہے۔ ان لوگوں نے جوئی سائمن کو بھی تمہاری کلاس میں بھیج دیا ہے۔ یہ بہت سست لڑکی ہے۔ اس کی ذہنی سطح تین سالہ بچے جتنی ہے۔ یہ ادھر ادھر الٹی سیدھی حرکتوں کے سوا کچھ نہیں کر سکتی۔

میں گنگ ہو کر سنتی رہی اور وہ بالترتیب ایک ایک بچے کے بارے میں اپنی معلومات سے مجھے مستفید کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ لو یہ ہنری برٹ کو تمہاری

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کلاس میں کیوں بھیجا گیا۔ یہ انتہائی شرمیلا اور بدحواس بچہ ہے۔ کبھی بات نہیں کرتا لیکن آپ کو کوئی تکلیف نہیں دے گا۔ اور ہاں یہ جمی پوٹس بھی آپ کو پریشان نہیں کرے گا۔ ادھر ادھر پھرنے اور کام دیر سے کرنے کے علاوہ یہ تنگ نہیں کرے گا۔ اوری رائے شلز بھی یہاں ہے۔ یہ ان دونوں کی کمی پورے کرے گا۔ رائے لکھنے میں تو ٹھیک ہے لیکن بہت کم ظرف اور غنڈہ مزاج رکھتا ہے۔ اس میں برداشت کا مادہ تو بالکل نہیں ہے۔ صرف انتظار کریں اور دیکھیں کہ اس کے منہ سے کیا مغلظات نکلتی ہیں۔ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم جیسی نرم مزاج نظر آنے والی ٹیچر کی کلاس میں اس لڑکے کو بھیج دیا ہے۔ خیر اگلا سال بھی آ ہی جائے گا۔ ایسی کلاس کے ساتھ آپ اسی بات کا انتظار کر سکتے ہیں۔

مسز ڈینٹر نے دروازے کا رخ کیا اور جیسے کندھے کے اوپر سے بولیں..... ڈھیروں کام ہے۔ اگر میں نے جلدی ختم کرلیا تو ہوسکتا ہے ہم مزید گفتگو کرلیں یا پھر اس سال کبھی کبھار لنچ پر ملاقات ہو جایا کرے۔

میں نے شائستگی سے سر ہلایا اور وہ دروازے سے باہر نکل گئیں۔ ان کی باتیں سن کر میرا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ میں کس طرح کا سال گزارنے والی ہوں؟ کیا وہ بچوں کے بارے میں درست تھیں۔ انہوں نے مجھے یہ سب ایسے سنایا جیسے ان بچوں کے کردار اور شخصیات ناقابل تغیر ہوں۔ پتھر پہ کندہ، غیر متبدل.....

لیکن کیا یہ سب کچھ ناقابل یقین نہیں۔ کیا مسز ڈینٹر نے کوئی ایسی تحقیق نہیں پڑھی جو یہ ظاہر کرتی ہو کہ استاد کی توقعات اور طلبہ کی کارکردگی میں ایک واضح تعلق ہوتا ہے۔ کیا وہ یہ نہیں جانتیں کہ بچے تبدیلی کی اہلیت رکھتے ہیں اور استاد تبدیلی کا ایک طاقتور عامل ہوتا ہے۔

تشکیک کی ایک لہر میرے اندر سرائیت کر گئی۔ کیا میں احمق بن رہی ہوں؟ بے وقوفی کی حد تک تصوراتی ہوں؟ اچانک مجھے ایک فلم یاد آئی جو برسوں پہلے میں نے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ایک تعلیمی کورس کے دوران دیکھی تھی۔ اس میں ایک ابتدائی سکول کی ٹیچر مکمل سپاٹ چہرے کے ساتھ بچوں کو بتاتی ہے کہ بھوری آنکھوں والے بچے نیلی آنکھوں والے بچوں سے زیادہ تیز اور برتر ہوتے ہیں اور یہ بات ایک جدید تحقیق نے ثابت کی ہے۔ چنانچہ فلم میں بقیہ بچوں کا رویہ نئی توقعات کے تحت رہتا ہے۔ بھوری آنکھوں والے بچے اگرچہ بہترین کوشش کرتے تھے پھر بھی شکست خوردہ اور پریشان رہے۔ وہ اپنا کام مکمل نہ کر سکے۔ اگلے روز ٹیچر نے پھر سپاٹ لہجے میں کلاس کو بتایا کہ اس سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔ حقیقت ہے کہ نیلی آنکھوں والے بچے ہوشیار اور برتر ہوتے ہیں اور بھوری آنکھوں والے بچے کمتر اور بے وقوف ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ پھر استاد کی بات نے بچوں کی کارکردگی کا تعین کیا۔ اب نیلی آنکھوں والے بچے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ شور مچا رہے تھے جبکہ بھوری آنکھوں والے بچے مایوس تھے۔ ان سے کام نہیں ہو رہا تھا۔ شرم سے وہ غیر متحرک اور اپنی صلاحیتوں کے بارے میں شک میں مبتلا تھے۔

استاد کے تجربے نے مجھے بہت پریشان رکھا لیکن اس تجربے کے نتائج سے انکار کرنا ناممکن تھا۔ استاد کے پاس کوئی ایسی طاقت ہوتی ہے کہ وہ بچے کے ذاتی تصور کو بہتری یا خرابی کے لیے متاثر کر سکتا ہے۔ یہ بات ہمیشہ میرے لیے ذہن میں سلگتی رہی۔ آج یہ بات میرے سامنے ایک سوالیہ نشان بن کر کھڑی تھی۔ میں مسز ڈینٹر کے خیالات کے پھندے میں نہ پھنس سکی۔ میری کلاس کے تمام بچے صحیح رنگ کی آنکھوں کے ہوں گے۔ لیکن کیا میں اگلے کام کے لیے تیار ہوں؟

اس شام میں اپنے کتے کے ساتھ ٹہلنے نکلی تو میں نے خود کو نکولی کے متعلق سوچتے پایا۔ وہ ایک ذہین اور مستعد لڑکی تھی۔ پچھلے تعلیمی سال کے دوران وہ میری کلاس میں رہی۔ اس کے اساتذہ نے غیر ارادی طور پر تھوڑا تھوڑا کر کے ایک مخصوص کردار میں ڈھال دیا تھا۔ مثلاً میں نے اس کی فرنچ ٹیچر کو جھڑکتے ہوئے سنا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نکولی..... اپنے ہاتھ نیچے رکھو۔ میں جانتی ہوں تمہیں جواب معلوم ہے۔ کسی اور کو بھی بات کرنے کا موقع دیا کرو۔''۔

میں نے اس کی ورزش کی ٹیچر کو چیختے ہوئے سنا۔

نکولی..... تم اپنا منہ بند نہیں رکھ سکتیں۔

اس کی موسیقی کی ٹیچر کو کہتے ہوئے سنا۔

نکولی..... تم نے کسی نہ کسی چیز کے متعلق ضرور تبصرہ کرنا ہوتا ہے۔ میں ان گیتوں میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتی جو تمہارے خیال میں ہمیں گانے چاہئیں۔ اپنی رائے اپنے آپ تک رکھو.....

اور میرا اپنا بھی یہی حال تھا میں نے خود کو کہتے ہوئے سنا۔

نکولی..... تمہاری باتیں ہر ایک کو تنگ کر رہی ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھ سکتیں کہ سب لوگ ابھی تک اپنے ٹیسٹوں پر کام کر رہے ہیں؟

نکولی شرمندہ سے سرخ چہرے کے ساتھ رک گئی لیکن کچھ ہی دیر بعد میں نے اسے اپنی نشست پر جھولتے دیکھا۔ وہ پیچھے بیٹھی لڑکی سے گپیں ہانک رہی تھی۔ غصے میں آگ بگولا ہو کر میں اس کے پاس پہنچی اسے کندھے سے پکڑ کر زور سے گھما دیا۔

نکولی..... میں نے حکم دیتے ہوئے کہا..... بند کرو اپنی چونچ تم مسلسل بولنے والی ایک مشین ہو۔

اسے بار بار ٹوکتے ہوئے ہم تمام اساتذہ نے تصور کر لیا تھا کہ وہ سنے گی اور بہتر ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے نکولی سنتی ہو لیکن یقیناً وہ بہتر نہ ہوئی۔ دراصل وہ مزاحمت پر اتر آئی تھی۔ جیسے وہ ہم سب کو کہہ رہی تھی کہ..... اگر تم مجھے اس نظر سے دیکھتے ہو تو پھر ٹھیک ہے میں ایسی ہی رہوں گی۔ میرا خیال ہے کہ ہم اساتذہ ہی اس کی بلا تکان بولتے رہنے کے کردار کو تقویت دینے کے ذمہ دار تھے۔

شام کی واک کے بعد گھر پہنچنے پر میں نے اپنے تبصروں کے جواب میں نکولی کے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ردعمل کا ایک اور زاویہ سے جائزہ لیا۔ نسبتاً کم ہمدردانہ نقطہ نظر سے.....

نکولی کو رویہ تبدیل کرنے کا تمام کام اس کی اساتذہ کی ذمہ داری کیوں تھا۔ اس میں خود نکولی کی ذمہ داری کہاں گئی۔ وہ ہماری ناگواری پر ردعمل کیوں نہ دکھا سکی اور پھر بہتری کے لیے اس نے تھوڑی بہت کوشش خود کیوں نہ کی۔

فون کی گھنٹی بجی..... دوسری طرف جین کی پرتپاک اور تشفی آمیز آواز تھی۔ اس نے کہا ہم سب تمہاری کمی محسوس کر رہے ہیں۔ تم بتاؤ نئے سکول میں کیسی گزر رہی ہے؟

میں اسے جلدی سے وہ سب کچھ تو نہ بتا سکی جو مسز ڈینٹر بچوں کے بارے میں کہہ چکی تھیں اور نہ ہی نکولی کے بارے میں زیادہ تفصیل سے بات کر سکی تاہم یہ سب معاملات میں نے اسے اختصار کے ساتھ ضرور بتائے۔

جین نے کہا..... مجھے یقین نہیں کہ نکولی تمہیں خاطر میں نہیں لاتی تھی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے بارے میں تمام اساتذہ کے تاثر کو جھٹلا دیتی۔ اگر آپ ایک بچے ہیں اور سب سے ایک ہی بات سنتے ہیں بار بار ایک ہی بات..... تو پھر آپ خود بھی اس پر یقین کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

تمہیں کون سی بات یقین دلاتی ہے؟ میں نے پوچھا.....

دوسری طرف خاموشی کا طویل وقفہ رہا۔ جین مجھے بتاؤ..... میں نے اصرار کیا۔

اوہ..... میں دراصل اس زمانے میں چلی گئی تھی جب میں خود بارہ برس کی تھی۔ میں خود کو بہت غیر محفوظ سمجھتی تھی اور پہلے سال سمر کیمپ میں گھر سے دور پتا ہے کیا ہوا؟ بہت خراب وقت گزرا؟

نہیں..... حقیقت تو یہ ہے کہ میرا پہلا سمر کیمپ زبردست رہا۔ میرے ساتھ سونے والی لڑکی مجھے پسند نہیں کرتی تھی۔ میری کونسلر مجھے بہت پسند کرتی تھی۔ یہاں تک کہ لڑکے بھی مجھے پسند کرتے تھے۔ میں نے تیراکی سیکھی، کشتی چلانا سیکھی اور کریکٹر ایوارڈ جیت کر گھر اتنے اعتماد کے ساتھ واپس آئی جو مجھے پہلے کبھی حاصل نہیں تھا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تو ان تمام مثبت اثرات نے تمہیں اپنے وجود کا ایک نیا احساس دیا۔

ہاں..... لیکن اب میں تمہیں بتاتی ہوں کہ منفی اثرات کیا کر سکتے ہیں۔ جین نے بات جاری رکھی۔ اگلی گرمیوں میں پھر اسی کیمپ میں واپس آئی۔ لیکن کچھ بھی ویسا نہ تھا۔ میری کونسلر اور ساتھ سونے والی لڑکی دونوں نئی تھیں۔ ملبوسات کی شوقین اور لڑکوں سے دوستی کی متمنی لڑکیوں نے فیصلہ کرلیا کہ وہ مجھے ناتجربہ کار اور شرمیلی قرار دیں گی۔ میں نے ان سے دوستی کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے اپنا حصار تنگ کر لیا اور مجھے باہر نکال دیا۔ لڑکے صرف نئی لڑکیوں میں دلچسپی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ میری کونسلر نے مجھے پہلی دفعہ گیند نشانے پر گراتے ہوئے دیکھا اور منہ بسور لیا۔ گرمیوں کے اختتام تک میں نے سب کچھ ترک کر دیا۔ سیزن کی آخری بیس بال گیم کے کپتانوں نے اپنی اپنی ٹیمیں منتخب کیں اور مجھے نظر انداز کر دیا۔ میں کچھ دیر تک بنچ پر بیٹھی کھیل دیکھتی رہی اور پھر خاموشی کے ساتھ اپنے کمرے میں آ گئی۔ فارغ بیٹھنے کی بجائے میں نے خود کو مصروف کر لینا بہتر سمجھا اور اپنی جرابیں دھونے لگی۔ مجھے آج بھی صابن کے جھاگ اور گندے پانی کا بل کھا کر بیسن میں نیچے جانے کا منظر یاد ہے۔ مجھے محسوس ہوا تھا کہ میں بھی گندے پانی اور جھاگ کی طرح نالی میں غائب ہو رہی ہوں۔ کسی کو میری ضرورت نہیں۔ کسی کو میرا پروا نہیں کہ میں جیوں یا مروں اور صورت حال کو تبدیل کرنے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں تھا۔

جین کی باتیں سن کر میں خاموش ہو گئی۔ میں اس کے جذبات کو محسوس کر رہی تھی لیکن کہنے کے لیے میرے پاس لفظ نہیں تھے۔ بالآخر میں نے کہا..... جین کیا تم مجھے یہ بتانے کی کوشش کر رہی ہو کہ لوگ تمہیں جس نظر سے دیکھ رہے ہیں اسے تبدیل کرنا ممکن نہیں۔

''ہو سکتا ہے کچھ بچے اتنے مضبوط ہوتے ہیں کہ وہ اپنے آپ پر یقین رکھتے ہیں اور اپنے محور پر سختی سے موجود رہتے ہیں لیکن میں ایسی نہیں تھی''۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اور پھر جین نے موضوع بدل دیا۔لیکن جب ہماری گفتگو ختم ہوئی تو میں اس کے دونوں سمر کیمپ کے بارے میں مسلسل سوچنے سے باز نہ رہ سکی۔جین اب ایک مضبوط اور پر اعتماد شخصیت رکھتی ہے۔میرے لیے یہ تصور کرنا بھی مشکل تھا کہ وہ کبھی اعتماد سے محروم اور کمزور بچی تھی۔پھر میں ان بچوں کے بارے میں سوچنے لگی جو اب میری کلاس میں تھے اور مسز ڈینٹر نے ان پر کھل کر نکتہ چینی کی تھی۔میں نے سوچا کہ اگر ان بچوں کو اس نکتہ چینی کا پتا چلے تو وہ کتنے مجروح ہوں گے۔

پیر کو جب میں اپنی کلاس میں پہنچی اور بچوں سے ملی تو مجھے خوشگوار حیرت ہوئی۔ مجھے کوئی بھی بچہ پریشان کن محسوس نہ ہوا۔وہ سبھی دوسرے نارمل بچوں کی طرح تھے۔ میری پریشانی تحلیل ہوگئی۔لیکن پہلے ہفتہ کے اختتام تک مجھے کئی بار محسوس ہوا کہ ان بچوں کے بارے میں مسز ڈینٹر کے خیالات میں کچھ صداقت ضرور پائی جاتی ہے۔ میں نے اس بدصورت خیال کو اپنے ذہن سے نکالا اور پورے عزم کے ساتھ ان بچوں میں خوبیاں تلاش کرنے لگی۔انہیں میری طرف سے جس آخری چیز کی ضرورت تھی وہ تعریف کی ایک اور ڈوز تھی۔

دوسرے ہفتہ کے اختتام تک میں نے جان لیا کہ محض میرے اچھے ارادے کافی نہیں۔مثلاً جب میری این ریان دوسری دفعہ اپنا رولر لانا بھول گئی تو مجھے اتنا تو یاد تھا کہ میں نے اسے منتشر ذہن کی مالک نہیں کہا۔لیکن اپنی زبان پہ کنٹرول کے باوجود زیادہ دیر تک اپنے خیالات کو کنٹرول نہ کر سکی۔میں نے اپنے آپ کو ایسی باتیں کہتے سنا۔

میری این..... کیا تمہیں آج اپنے دوپہر کے کھانے کے لیے پیسے یاد رہے؟ اب اپنا سوئیٹر پھر نہ یہیں چھوڑ جانا اور یہ یقین کر لینا کہ تم نے اپنی اسائنمنٹ بیگ میں رکھ لی ہے۔

یقیناً میں نے اسے پراگندہ یا منتشر الخیال نہیں کہا تھا لیکن یقیناً اشارتاً اسے بتا رہی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تھی کہ میں اسے کیسے دیکھتی ہوں اور میں ایسا ہی دوسرے بچوں کے ساتھ بھی کر رہی تھی۔ میں نے جوئی سمن کو کبھی کمزور سامع نہیں کہا لیکن میں نے اسے دانت پیستے ہوئے یہ ضرور کہا..... جوئی اس دفعہ توجہ دینے کی کوشش ضرور کرو۔ کیا مہربانی کر کے تم ایسا کرو گی؟ میں نے جمی بوٹس کو کبھی آوارہ گرد نہیں کہا..... لیکن میں نے اسے یہ ضرور کہا..... جمی تم کلاس سے باہر رہنے والوں میں سب سے آخری نہ ہوا کرو..... میں نے رائے شلز کو کبھی یہ نہیں کہا کہ وہ بدزبان ہے لیکن میں نے اس پر ایسی نگاہ ڈالی..... جس سے یہ پیغام وضاحت کے ساتھ اس تک پہنچ گیا۔

مجھے احساس ہوا کہ مجھے ایک منصوبے کی ضرورت ہے۔ میں نے ہفتے کے اختتام پر اپنے طلبہ کی شخصیات میں موجود ان باتوں کی فہرست بنائی جو مجھے تکلیف دے رہی تھیں اور پھر میں نے ''کیسے بات کریں کہ بچے سنیں'' کے باب بچوں کو منفی کردار سے کیسے نکالیں کا مطالعہ دوبارہ کیا اور ایک خلاصہ تیار کیا۔ اس میں لفظ بچوں کی بجائے طلبہ کر دیا۔ اب یہ کچھ اس طرح تھا۔

☆ ایسے مواقع تلاش کریں جن میں طلبہ اپنی نئی تصویر دیکھ سکیں۔

☆ طلبہ کو ایسی صورت حال میں ڈالیں کہ وہ اپنے آپ کو مختلف انداز میں دیکھ سکیں۔

☆ طلبہ کو ان کے بارے میں مثبت باتیں بار بار بتائیں۔

☆ اس رویے کی مثال اور نمونہ پیش کریں جو آپ طلبہ سے چاہتے ہیں۔

☆ اپنے احساسات اور توقعات بیان کریں۔

اگلے صفحات میں کارٹون کی شکل میں کچھ مثالیں ہیں۔ میں انہیں ایسی صورت حال میں اپنی کلاس میں دیکھنا چاہتی ہوں۔

میں خوش تھی کہ میں نے ان باتوں کی نشاندہی کر لی ہ جو مجھے کرنا چاہئیں۔ اس طرح میں اپنے طلبہ کو مخصوص کردار کے لیبل سے نکال سکوں گی۔ اپنے مرتب کردہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

لائحہ عمل کے نتیجہ میں واقعی ان کے بارے میں مختلف انداز میں سوچنے لگی تھی اور پھر آہستہ آہستہ جب میں نے انہیں ان کی زیادہ مثبت تصویر دکھائی تو میں نے ان میں خود تبدیلیاں رونما ہوتے ہوئے دیکھیں مثلاً

☆میری این نے ٹرپ پر جانے کے لیے والدین کا دستخط شدہ اجازت نامہ لانا یاد رکھا۔

☆انجی میلانو نے میری این کو رولر دینے کی حامی بھر لی۔

☆ہنری برٹ نے خوش دلی سے جواب دیا..... جوئی سمن نے ہماری کلاس کی بحث میں سنجیدگی سے حصہ لیا۔

☆جمی پوٹس لگاتار تین دن سے وقت پر کلاس روم میں آ رہا تھا۔

☆رائے شلز نے تمام ہفتہ لڑے بغیر گزارا اور یہ بات ہر ایک کے لیے حیرت کا سبب تھی کہ انتہائی مایوسی کے ایک لمحہ میں اس نے اپنی مٹھی ڈیسک پر ماری اور صرف اتنا کہا..... اوہ شٹ۔

میں کلاس روم میں جو کچھ دیکھ رہی تھی اس پر بے حد خوش تھی۔ میں یہ سب کچھ کسی کو بتانا چاہتی تھی اور قدرتاً میں نے جین کو فون کیا۔ میں نے فاتحانہ انداز میں کہا..... جین میں نے اپنی کلاس کے بچوں کو اپنے پرانے کرداروں سے نکل کر اپنے نئے پہلوؤں کو دریافت کرتے دیکھا ہے۔

جین خوش تھی..... میں تمہیں مبارک باد دیتی ہوں۔ اس نے کہا اور اب تم مجھے بھی مبارک دے سکتی ہو۔

کس لیے؟ میں نے پوچھا۔

پچھلی دفعہ تم سے بات کرنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میں خود اپنے بچوں کو مخصوص کرداروں میں ڈھال رہی ہوں۔

میں حیران رہ گئی..... جین یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ کس طرح کے کردار اور کون سے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بچے؟

میرے اپنے بچے..... جین نے جواب دیا..... ڈایا نے اور ایملی ان کی عمروں میں بہت کم فرق ہے اور ہر وقت ایک دوسرے سے مقابلہ میں لگی رہتی ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ ان دونوں میں سے ہر ایک محسوس کرے کہ وہ کتنی خاص ہے۔ میں نے ڈایا نے کو بتایا کہ وہ ہمارے خاندان کی پہلی آرٹسٹ اور ایملی کو بتایا کہ وہ ہمارے خاندان کی ادیبہ ہے۔ میں نے اپنے چھوٹے سے بیٹے جیسنکو بھی ایک کردار دے دیا اور کہا کہ وہ موسیقار ہے۔

لیکن اس میں مسئلہ کیا ہے؟ میں نے پوچھا۔ یہ سب بہت مثبت کردار ہیں۔ یہی تو نکتہ ہے۔ جین نے جواب دیا..... مثبت یا منفی۔ کردار تو کردار ہی ہوتے ہیں۔ بچے ان میں پھنس کر رہ جاتے ہیں اور پھر کچھ اور کرتے ہوئے وہ خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ اپنے بھائی یا بہن کی طرح نہ کر سکنے کا خطرہ مول کیوں لیں؟

یا ان سے بہتر کرنے کا خطرہ؟ میں نے کہا..... کیونکہ اس طرح بھائی یا بہن نفرت کرنے لگیں گے۔

بالکل ٹھیک..... جین بولی۔ میں تمہیں بتانا چاہتی ہوں لز کہ یہ تمہارا عزم صمیم تھا کہ تم اپنی کلاس کے بچوں کو لگے بندھے کرداروں سے نکالو۔ تم نے ایسا کر دکھایا۔ اور اسی لیے مجھے متاثر کیا۔ میں نے طے کیا کہ میں بھی یہی کچھ اپنے گھر میں کروں گی۔

اگلے صفحات پر آپ کارٹوں کی شکل میں دیکھیں گے کہ جین نے ڈایا نے کے ساتھ مخصوص انداز میں گفتگو کی اور پھر جین کی وہ کوششیں ہیں جو اس نے اپنی بیٹی کو اس کردار سے آزاد کرنے کے لیے کیں جو خود ہی اس نے دیا تھا۔

میں ان دو کرداروں کے بارے میں سوچنے لگی جو جین کے اپنی بیٹیوں کو دیے گئے کرداروں کے حوالے سے ابھر سکتے تھے۔ مثلاً مجھے کوئی مضمون لکھنا ہو لیکن مجھے باور کرایا گیا ہو کہ میری بہت ایک اچھی ادیبہ ہے۔ وہ اچھے مضمون لکھ سکتی ہے۔ چنانچہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں کبھی بھی مضمون نہیں لکھ پاؤں گی اور ماں کی طرف سے میری یہ تعریف میرے کسی کام نہیں آئے گی کہ میں ایک اچھی آرٹسٹ ہوں اور پھر مجھے یہ اندیشہ ہوگا کہ گھر میں میری قدر تو میرے آرٹ کی وجہ سے ہے۔ اگر میں نے یہ مہارت کھو دی تو میرا کیا ہوگا؟ یا پھر کسی روز میری بہن تصویر بنا کر لے آئی تو میرا کیا ہوگا؟ تب میری جگہ کہاں ہوگی؟

لیکن اگر میں اپنے آپ کو دوسرے منظر میں رکھوں۔ اس میں میری ماں مجھ پر توجہ مرکوز رکھتی ہے۔ میری منفرد صلاحیتوں کی نشاندہی بھی کرتی ہے۔ ایسی صورت میں، مجھے مختلف محسوس ہوگا۔ میں سوچوں گی..... میں یہ مضمون لکھ سکتی ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ انصاف کے بارے میں بہت کچھ کہہ سکوں۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں کہ میری بہن ایک اچھی ادیبہ ہے۔ وہ میری طرح ایک آرٹسٹ بن سکتی ہے اور میں اس طرح لکھ سکتی ہوں۔ وہ اپنے بارے میں آزاد ہے اور میں اپنے بارے میں آزاد ہوں۔

سوچنے کے لیے بہت کچھ تھا اور اب میں بہت سی باتوں میں واضح ہوتی جارہی تھی۔ میں نے ٹیچر کی حیثیت سے اور جن نے والدہ کی حیثیت سے بچوں کو مختلف کرداروں کی اجازت نہ دینے کا ایک خوفناک رویہ اپنائے رکھا۔ بچوں پہ ایک مخصوص لیبل نہیں لگا دینا چاہیے۔ ہر بچے کو ایک ہمہ جہت انسان دکھائی دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ابھی شرمیلا اور پیچھے رہنے والا ہے تو ابھی پرشور اور سبقت لینے والا بن جائے۔ ابھی سست اور ہچکچاہٹ کا شکار ہے تو ابھی تیز اور بامقصد نظر آئے۔ کبھی ضدی تعاون نہ کرنے والا بچہ لچکدار اور تعاون پہ مائل ہو جائے۔ لیکن ہمیشہ ایک جیسے کردار میں پھنسے رہنا مناسب نہیں۔ اسے ہمیشہ آگے بڑھنے اور تبدیلی اور نشوونما کی اہلیت سے مالا مال ہونا چاہیے۔

تعلیمی صلاحیت کا مخصوص لیبل لگا دینا مناسب نہیں۔ یہ طے کر لینا کہ یہ بچہ اوسط

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

درجے کا ہے..... یہ نہایت ہونہار ہے..... یہ بہت ذہین ہے۔خطرناک عمل ہے۔ ہر بچے کو یقین دلایا جائے کہ وہ سیکھ رہا ہے۔آگے بڑھ رہا ہے۔ترقی کر رہا ہے۔اس کی حوصلہ افزائی کی جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔اسے اپنے آپ کو دانشمندانہ طریقے سے دریافت کرنے کا لطف حاصل کرنے دیں۔وہ سست ہو یا تیز اسے یقین دلائیں کہ وہ ترقی کر کے مزید اطمینان حاصل کر سکتا ہے۔

تعلیمی صلاحیتوں کی طرح ان میں فن اور کھیل کی خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر فرق اور امتیاز کرنا بھی غلط ہے۔اگر کچھ بچوں میں کم صلاحیتیں ہیں تو گھر میں دوسرے بہن بھائیوں یا کلاس میں ہم جماعتوں کے مقابلے میں انہیں نظر انداز کرنا اور دوسروں پر توجہ نچھاور کرنا انتہائی نامناسب ہے۔ہاں خداداد صلاحیت رکھنے والے بچوں کی شناخت کرنا اور انہیں آگے بڑھنے کے مواقع مہیا کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن یہ ضرورت سبھی بچوں کی ہوتی ہے۔امتیازی سلوک چھپی ہوئی صلاحیتوں کو ابھرنے سے روکتا ہے۔

کھیل، موسیقی، مصوری اور تحریر و تقریر کی بہترین خوبیاں نہ رکھنے کے باوجود ہر بچے کو ضرورت ہوتی ہے۔کہ اس کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ وہ کھیل، موسیقی، اداکاری اور تحریر و تقریر سے لطف کے تجربہ سے گزرے۔بچوں پر لیبل لگا کر امیدوں، خوابوں اور امکانات کو محدود نہ کیا جائے۔کون جانتا ہے کہ اگر صرف ایک شخص بھی ہماری ذات کے نادریافت شدہ حصوں کو دریافت کرنے میں ہماری مدد کرے تو ہم میں سے کوئی نہ جانے کیا بن جائے؟

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہمہ جہت کردار

والدین کے سوالات

1۔ جب ہم بچوں کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ اپنا مخصوص کردار تبدیل کر دیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ ہر وقت ''بگ باس'' نہ بنے رہا کرو..... نکتہ چینی نہ کرتے رہا کرو۔ یا آپ تو ضدی صاحب یا حساس صاحبہ ہیں۔ تو کیا اس طرح یہ خطرہ نہیں پیدا ہو جاتا کہ اس کردار کا مفید پہلو بھی نقصان دہ پہلو کے ساتھ ضائع ہو جائے گا؟

جواب: جب بھی ہم کسی بچے کو اپنا کردار بدلنے میں مدد دیتے ہیں تو ہمیں پہلے اس بات کا یقین کر لینا چاہیے کہ اس موجودہ رویے اور کردار کے اچھے پہلوؤں کو اپنائے رکھنے میں بھی اس کی مدد کریں۔ مثلاً بگ باس بنے رہنے والے بچے کو بتایا جائے کہ اس میں رہنمائی کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ البتہ اپنی من مانی سے گریز کرنا چاہیے۔ نکتہ چینی کرنے والے کو بتایا جائے کہ ایک نقاد کی قوت مشاہدہ تیز ہوتی ہے۔ تاہم تنقید کا انداز حوصلہ شکن نہیں ہونا چاہیے۔ ضدی صاحب کو بتائیں کہ ان کا عزم و استقلال لائق احترام ہے لیکن ہر بات پہ ضد ترقی سے روکتی ہے۔ حساس صاحبہ کو بتائیں کہ وہ ایک دردمند دل رکھتی ہیں لیکن حساسیت اور زود رنج ہونے میں فرق کو سمجھے اور اس کے مطابق رویہ رکھے۔

2۔ میں اپنے بچے کا کردار اعتماد سے محرومی کے بجائے خود اعتمادی سے مالا مال بنانے کی کوشش کر رہی ہوں لیکن میں سوچتی ہوں کہ کہ اسے ایک کردار سے نکال کر دوسرے میں داخل کر رہی ہوں..... آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: یہ بات بہت اہم ہے کہ ہم کسی بچے کو کسی مخصوص کردار میں نہ ڈھالیں۔ یہ اقدام اتنا ہی غلط ہے جیسے کسی بچے کو یہ کہنا کہ تم ہمیشہ با اعتماد رہے ہو یا یہ کہنا کہ تم کبھی با اعتماد نہیں ہو سکتے۔ اس کی بجائے اپنے بیٹے کو نشاندہی کرتے رہیں کہ تم نے فلاں وقت اعتماد کا مظاہرہ کیا۔ تم خود اعتمادی رکھتے ہو۔ مثلاً تم نے ذمہ داری لی تھی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کہ تم اپنی گم شدہ کتاب کی قیمت کا پتا چلا لو گے اور تم نے ایسا کر لیا۔ یا تم نے فلاں کام کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور اسے کامیابی کے ساتھ مکمل کر لیا۔ اس طرح کی باتیں اسے یقین دلاتی ہیں کہ وہ کسے نئے کردار میں ڈھلنے کی کوشش نہیں کر رہا بلکہ اس کے یہ اوصاف موجود ہیں کہ وہ ان سے کام لے سکتا ہے۔

3۔ میں اب بھی اس بات میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتی کہ بچے دوٹوک انداز میں کہا جائے کہ وہ ہمیشہ سے قابل اعتماد رہا ہے۔ کیا اس سے اسے زندگی میں بہتر احساس نہیں ملے گا؟

جواب: اس طرح کی بات بچے کو پابند کر دے گی۔ کسی عارضی ناکامی پر وہ نفسیاتی ردعمل کا شکار ہو جائے گا۔ اسے نارمل رہنے دیں۔ البتہ اسے قابل اعتماد ہونے کی تحریک ملتی رہنی چاہیے۔ خواص کی داخلی کیفیات ایسی رہیں۔ مثلاً وہ خود سے کہے کہ میرے ٹخنے کی تکلیف ابھی تک ختم نہیں ہوئی لیکن میں اپنی ٹیم کو ہارنے نہیں دوں گا۔ انسانی کوششیں ہمیشہ ایک جیسے نتائج نہیں دیتیں۔ اس لیے بچوں کو ایسی پابندیوں سے آزاد رکھنا چاہیے۔ انہیں اس قابل بنائیں کہ وہ ہر صورت حال میں اپنی بہترین سوچ کے مطابق فیصلہ کر سکیں اور کسی دوسرے کا نقطہ نظر انہیں مجبور نہ کرے۔

4۔ جب ایک بچہ کسی دوسرے پر کوئی لیبل لگا دیتا ہے (اچھا یا برا) تو ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ مثلاً میں اپنی بیٹی وینڈی کے بارے میں سوچ رہی ہوں کہ وہ اپنی دوست سوسن کو گھٹیا اور خود غرض کہتی ہے۔ دراصل وہ دونوں جب مل کر کھیلتی ہیں تو وہ جو مانگتی ہے سوسن اسے نہیں دیتی۔

جواب: والدہ کی حیثیت سے بچوں پر اثر انداز ہونے کی اپنی قوت کو معمولی نہ سمجھیں۔ جب ایک بچہ دوسرے پہ لیبل لگائے تو آپ مداخلت کریں اور دونوں کو ایک دوسرے کی اچھی باتوں پر نظر ڈالنے اور ان کا اپنا نقطہ نظر بہتر بنانے میں مدد دیں۔ مثلاً آپ اپنی بیٹی سے کہہ سکتی ہیں کہ وینڈی کیا یہ بہتر نہیں رہے گا کہ سوسن پر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

لیبل نہ لگایا جائے۔ اگر تم اسے برا بھلا نہ کہو تو وقت پڑنے پر وہ یقیناً فیاضی دکھائے گی۔ ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لیے دوستانہ رویہ رکھنا ضروری ہے۔ رویہ میں دوسرے کی اچھی باتوں کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور کوتاہیوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006
urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہمہ جہت کردار

والدین کے واقعات

یہ پہلا واقعہ ایک بھلکڑ بچکی والدہ سناتی ہیں:

☆میری بیٹی پولی ..... پوری طرح غیر حاضر دماغ ہے۔ہم اسے Absent Minded Professor کہتے ہیں۔ جب اسکا ہوم ورک کرنے کا وقت ہوتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ وہ اپنی کتاب گھر نہیں لائی یا پھر اپنی اسائنمنٹ کا پرچہ گم کر چکی ہے۔اگر وہ کتاب ساتھ لے آتی ہے تو اسے متعلقہ صفحے بھول جاتے ہیں۔یہاں تک کہ اس کی نانی جو عموماً اسکی تعریف کرتی رہتی ہیں ان کا بھی کہنا ہے کہ اگر اس لڑکی کا سر اس کے کندھوں سے نہ جڑا ہوتا تو یہ کب کا اسے رکھ کر کہیں بھول چکی ہوتی۔

میں نے ہر طریقہ آزما دیکھا ہے۔صبر و تحمل سے کام لیا ہے۔نرمی سے سمجھایا ہے۔ چیخ و پکار کی ہے۔اسے ذمہ داری محسوس کرنے کے لیے لمبے لمبے لیکچر دیے ہیں لیکن کسی بات کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔میرے شوہر کا کہنا ہے کہ میں صرف اور صرف صورت حال خراب کر رہی ہوں اور پولی کو اپنے بارے میں ایک خراب تاثر دے رہی ہوں۔پچھلے ہفتہ تو میں غصہ میں آ گئی اور اپنے شوہر سے کہا کہ آپ خود ہی اسے سنبھالیں۔انہوں نے کہا..... ٹھیک ہے اسے میری ذمہ داری رہنے دو۔

اور پھر جب پولی نے فیلڈ ٹرپ پہ جانے کے لیے مجھ سے تین ڈالرز مانگے تو میں نے صاف انکار کر دیا۔میں نے کہا۔پچھلی دفعہ تم نے پیسے گم کر دیے تھے۔بہتر یہ ہے کہ اس دفعہ اپنے والد سے بات کرو۔شاید ان کے پاس پیسے کھلے نہیں تھے۔ چنانچہ انہوں نے پولی کو پانچ ڈالر کا نوٹ دیا اور کہا ''میں توقع کرتا ہوں کہ تم دو ڈالر واپس لے آؤ گی۔تم کوئی محفوظ جگہ تلاش کر لینا۔جہاں انہیں مجھے لوٹانے تک احتیاط سے رکھ سکو۔اس نے ایسا ہی کیا دو ڈالر اپنے جوتوں میں رکھ لیے اور شام کو جب وہ گھر آئے تو اس نے انہیں واپس کر دیے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ایک گھنٹے بعد وہ گھبرگئی۔اسے اپنی اسائن منٹ نہیں مل رہی تھی۔اس کے والد نے کہا.....اگر تم سن سکو تو میرے پاس تمہارے لیے ایک سوال ہے۔اس نے فوراً کہا .....کیا.....؟

انہوں نے کہا.....تمہارا کیا خیال ہے۔تمہاری کس کلاس فیلو کے پاس اسائن منٹ ہوگی؟

اس نے کہا.....سنڈی اور پھر سیدھی ٹیلی فون پہ پہنچی اور اسے کال کی۔بعد میں جب اس کے والد شب بخیر کہنے کے لیے اس کے کمرے میں گئے تو اسے دو ڈالر دیتے ہوئے کہا ان سے اپنے لیے ایک بڑی اسائن منٹ بک خرید لینا اور اس پر کوئی ایسی بات لکھ لینا جو سے روزانہ گھر لانا یاد دلاتی رہے۔

مثلاً کیا؟.....اسنے پوچھا

مثلاً کوئی مٹھائی یا کھانے کی چیز جس کے لیے تم پیسے اپنے جوتوں میں رکھنا نہیں بھولتی۔

وہ چہک کر بولی.....ہاں.....میں اسائن منٹ بک کے کور پر لکھوں گی چاکلیٹ .....مجھے مت بھولنا۔

مجھے تسلیم کرنا پڑا کہ میرے شوہر درست طریقے آزمارہے ہیں۔

اگلا واقعہ ایک سوتیلی ماں کا ہے جو اپنے بچوں کو نا سمجھ رشتہ داروں کے دیے گئے کرداروں میں ڈھلنے سے روکنا چاہتی تھی۔

☆ میری شادی حال ہی میں ایک ایسے شخص سے ہوئی ہے جس کی دو مختلف شکلوں والی جڑواں بیٹیاں ہیں۔شادی کی ضیافت پر میں نے دیکھا کہ ان کا چچا مذاق اڑانے کے انداز میں ایک کو خوبصورت اور دوسری کو ذہین کہہ رہا تھا۔یہ درست ہے کہ ان میں سے ایک غیر معمولی حسین اور دوسری آنرز کی طالبہ ہے۔لیکن اس انداز سے بچیوں کے ذہن پر جو اثرات مرتب ہو سکتے ہیں ان سے خوف زدہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تھی۔ میں لڑکیوں کا ردعمل دیکھنے کے لیے مڑی۔ ان کے چہروں پر کسی حیرت کے آثار نہیں تھے۔ ظاہر ہے وہ اس طرح کی باتیں پہلے بھی سن چکی تھیں۔ ایک خاتون نے موضوع بدلنے کی کوشش کی لیکن میں پریشان تھی۔ میں لڑکیوں کے ذہن صاف کرنا چاہتی تھی۔

میں نے اونچی آواز میں کہا..... میں جوئے اور ایلین کو تقریباً ایک سال سے جانتی ہوں اور ان کے متعلق اسی طرح بتا سکتی ہوں جیسے کوئی ان کے ساتھ رہنے والا بتا سکتا ہے۔ ان دونوں کو قدرت نے اعلیٰ درجے کی ذہانت عطا کی ہے اور میری نظر میں وہ خوبصورتی میں بھی زبردست ہیں۔

میں چچا کی طرح انہیں عزیز تو نہیں ہو سکتی تھی لیکن میں نے جو کچھ کہا اس کے رد عمل میں دونوں لڑکیوں کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔

☆☆☆

سکول میں رضاکارانہ خدمات سرانجام دینے والی ایک والدہ درج ذیل واقعہ سناتی ہیں۔

☆ مجھے ایک کثیر نسلی اور زیادہ تر غریب بچوں پر مشتمل تیسری جماعت دی گئی۔ ان میں سے بہت سے بچے مہاجر مزدوروں کے تھے۔ پہلے دن کلاس انچارج مجھے ایک طرف لے گئی اور بتایا کہ مجھے نو سالہ بلی اور جوناتھن کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔ پھر اس نے مجھے ان کا پس منظر بتایا۔ بلی ایک منشیات فروش اور تشدد پسند گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔ جوناتھن اپنی دادی کے ساتھ رہ رہا ہے کیونکہ اس کا باپ جیل میں ہے۔ ٹیچر انچارج نے مجھے خبردار کیا کہ میں ان بچوں سے کسی اچھائی کی توقع نہ رکھوں۔ وہ مسائل پیدا کرتے ہیں اور زیادہ ذہین بھی نہیں۔ دراصل اس سکول میں..... اس نے ایک وقفہ کے ساتھ آہستگی سے کہا..... بچوں کو کاٹھ کباڑ کہا جاتا ہے۔

میں سمجھ نہ سکی اس نے کیا کہا..... کاٹھ کباڑ..... پھینک دیے جانے والے بچے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

.....انسانی کوڑا.....؟میرے لیے یہ جملہ انتہائی صدمے کا سبب تھا۔ میں نے پہلا سبق پڑھاتے ہوئے ان لڑکوں کا درست کرنے کا عزم کیا۔انہوں نے جمائی لیتے ہوئے سانس میرے منہ پر چھوڑا۔ بلی نے بتایا کہ وہ رات کو دیر تک فلم دیکھتا رہا جو دو بجے ختم ہوئی۔ جوناتھن نے کہا کہ وہ بھوکا ہے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ اس نے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔

اگلے روز لڑکوں کے لیے سنیکس لے کر سکول گئی۔ دونوں نے سنیکس کھا لیے۔ اس دوران میں نے انہیں ایک کہانی سنائی۔ پھر میں نے انہیں پہیلیوں اور لطیفوں والی کتابیں دیں اور کہا کہ وہ ان میں سے کچھ بھی منتخب کر لیں اور بلند آواز میں پڑھیں۔ جوناتھن نے ایک کسان اور اس کے سور کے متعلق ایک لطیفہ سنایا.....لطیفے کے اختتام پر میں خوب ہنسی۔ پھر بلی نے پوچھا۔ کیا میں بھی اپنی پسند کا لطیفہ پڑھوں؟اس نے رک رک کر لطیفہ پڑھا۔لیکن وہ اسے اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔

ہمارے درمیان برف پگھل گئی میں نے سنیکس لانے اور انہیں پڑھنے اور حساب سیکھنے میں مدد دینے کا سلسلہ جاری رکھا۔ آہستہ آہستہ مجھے محسوس ہوا کہ ٹیچر انچارج غلط تھی۔ دونوں لڑکے ذہین تھے۔ بلی حساب میں بہت اچھا اور جوناتھن پڑھنے میں بہت زیادہ تیز تھا۔ میں نے انہیں یہ بتانے میں کوئی تاخیر نہ کی کہ میں ان کی تیز رفتار کامیابی کے باعث بہت متاثر ہوں۔ اور انہیں پڑھانا اچھا لگتا ہے۔ وہ میرے لیے بوجھ نہ تھے۔ میں واقعی ان بچوں سے پیار کرنے لگی۔

کچھ ہی ہفتوں میں وہ باقی جماعت کے معیار کے مطابق پڑھنے اور حساب کرنے لگے۔ مجھے اپنا رویہ درست محسوس ہوا۔ میں جانتی تھی کہ ایسا اس لیے ہوا ہے کہ میں نے انہیں کاٹھ کباڑ سمجھنے کی بجائے اہم سمجھ کر برتاؤ کیا۔ ایسے قابل احترام بچے جن کو میں واقعی قیمتی سمجھتی تھی۔

سال کے آخر میں بلی کے خاندان کو قانوناً بے دخل کر دیا گیا اور اسے سکول چھوڑنا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پڑا۔ جب وہ آخری دن اپنی کلاس میں آیا تو بہت اداس اور اکیلا لگ رہا تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ اس کے نئے سکول سے اس کا پتا حاصل کرلوں گی تا کہ میں اور جونا تھن اسے خط لکھ سکیں پھر میں نے اسے گلے لگا کر خدا حافظ کہا اور اسے بتایا کہ میں اسے کبھی نہیں بھولوں گی۔

بعد میں دونوں میں میں نے واقعی بلی کو بہت یاد کیا۔ میں نے خواہش محسوس کی کہ اس کے ساتھ مزید کچھ وقت گزرتا۔ میں حیرت سے سوچتی کہ اس سرد مہر اور مسترد کرنے والی دنیا میں اس کے لیے میرے اچھے احساسات کب تک برقرار رہ سکیں گے۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہمہ جہت کردار

اساتذہ کے سوالات

1۔ مجھے پہلے ہی روز سکول میں کہا گیا تھا کہ میں اپنے طلبا پر واضح کر دوں کہ سکول کے قواعد وضوابط کیا ہیں؟ انکی پابندی کرنے کا انجام کیا ہوگا۔ بورڈ پر ایسے بچوں کے نام لکھے جائیں گے۔ تفریح کی سہولت ختم کر دی جائے گی۔ سکول میں چھٹی کے بعد بھی روک لیا جائے گا۔ ان کے والدین کو سکول میں بلایا جائے گا اور ایسے بچوں کو معطل بھی کیا جا سکے گا۔ میں حیران ہوں کہ یہ سوچ بچوں کو مشکل پیدا کرنے والے کردار میں نہیں ڈھال دے گی؟

جواب: طلبہ اپنے اساتذہ کی توقعات کے مطابق یا ان کے برعکس کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگر آپ ان کو غلطیوں سے بھرپور انسانوں کی طرح دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان پر سختی کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ اسی طرح سیدھے ہوں گے تو پھر وہ آپ کو بہت سا کام کرنے پر مجبور کریں گے۔ لیکن اگر آپ اس کی بجائے انتخاب کرتے ہیں کہ ان کی خوبیاں تلاش کر کے ان سے فائدہ اٹھائیں گے تو پھر وہ آپ کے اندازے سے بڑھ کر محنت کرتے اور بہتر ثابت ہوتے ہیں۔

ایک ٹیچر کا کہنا ہے کہ اسنے سال کے آغاز پر کچھ پراجیکٹس کا اعلان بڑے زور و شور سے کیا۔ مثلاً وہ کلاس ریڈیو سٹیشن بنانا چاہتا تھا۔ اپنے پراجیکٹ کی تفصیلات طلبہ کے سامنے رکھتے ہوئے ان سے کہا کہ ہر بچے کی مدد اور شرکت چاہیے ہوگی۔ پھر اس نے بورڈ پر ایک فہرست بنا کر کہا کہ ان قوانین پر ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہوگی۔ یہی ہمیں ہمارے کام کی تکمیل میں مدد دیں گے اور شاید تم ان میں سے زیادہ تر قوانین سے پہلے آگاہ ہوگے۔ میں آپ لوگوں کو آغاز ہی میں بتا دوں کہ میں آپ کو بنیادی طور پر ذمہ دار، تعاون کرنے والے اور تخلیقی افراد سمجھتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ ہر بچہ اپنی صلاحیت کے مطابق اس پراجیکٹ میں اپنا کردار ادا کرے گا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بچوں نے اس کی توقعات سے بڑھ کر کام کیا اور مجوزہ پراجیکٹ مکمل ہو گیا۔ بچوں کو یہ مت کہیں کہ..... یہ نہیں کرنا وہ نہیں کرنا..... بلکہ تحریک دیں کہ یہ یہ کام کیے جائیں۔

2۔ اگر آپ کی کوششوں کے باوجود ایک طالب علم کسی کردار (اپنے مخصوص طرز عمل) پر مصر رہے تو آپ کیا کریں؟

جواب: بچے کی مزاحمت کو اپنی ذات کے لیے خصوصی مزاحمت نہ سمجھیں۔ ایسے بچے جو کسی منفی کردار پہ اڑے رہتے ہیں ضروری نہیں کہ وہ اپ کو تنگ کرنے کے لیے ایسا کر رہے ہوں۔ دراصل وہ اس چیز سے چمٹے رہتے ہیں جسے وہ اپنے لیے محفوظ سمجھتے ہیں اور اس سے مانوس ہوتے ہیں۔ ممکن ہے انہیں آپ کے نئے الفاظ اور نئے رویے کی ضرورت ہوتا کہ وہ نئے کردار میں ڈھلنے سے پہلے اپ پر اور اپنے آپ پر اعتماد کر سکیں۔

3۔ جہاں میں پڑھاتی ہوں۔ وہ ماحول مکمل طور پر تشدد پسند ہے۔ اساتذہ کو یقین ہے کہ یہ (طلبہ) چھوٹے مجرم ہیں۔ یہ نہایت گھٹیا اور برا رویہ رکھتے ہیں۔ یہ کھیلنے کے دوران بھی اسی قسم کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ کوئی شخص ان کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ کیا آپ بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں۔

جواب: جو صورتحال آپ نے بیان کی ہے وہ نہایت خطرناک ہے۔ جب ہم بڑی عمر کے لوگ خاموشی سے کھڑے ہو کر دیکھتے رہتے ہیں اور بچوں کو کھیل کے نام پر ایک دوسرے کو زخمی کرنے یا دل دکھانے کی اجازت دے دیتے ہیں تو پھر ہم تشدد کی ایک ایسی شکل کا خیر مقدم کرتے ہیں جو ان کے تمام تعلقات پر اثر انداز ہو گا۔ ہمیں بچوں کو محض اس لیے ان کے حال پر نہیں چھوڑ دینا کہ یہ تو ہیں ہی ایسے..... بلکہ ایسا رویہ اپنانا ہے کہ وہ ویسے بن جائیں جیسے ہم چاہتے ہیں۔

ایک ٹیچر اپنے طلبہ کے زبانی اور جسمانی تشدد سے بہت پریشان تھی لیکن اس نے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

عزم کرلیا کہ وہ ان بچوں کو حساس افراد کی طرح ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنا سکھائے گی۔ مثلاً جب ان کا اودھم زیادہ شدت اختیار کر جائے گا تو وہ اس طرح مداخلت کرے گی۔

''دیکھو بچو..... اس طرح دھینگا مشتی میں کسی کو چوٹ بھی آسکتی ہے۔ ایک طریقہ سے جس پر عمل کر کے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کسی کو تکلیف تو نہیں پہنچا رہے۔ س کے چہرے کی طرف دیکھیں۔ وہ پریشان تو نہیں لگ رہا۔ وہ رو تو نہیں رہا۔ اس طرح آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کس حد سے گزر رہے ہیں۔

ایک دفعہ تفریح کے وقت ٹیچر نے دو بچوں کو دیکھا ہے جو ریسلنگ کرتے ہوئے ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو رہے تھے۔ ایک نیچے پڑا کراہ رہا تھا اور دوسرا اس پر سوار تھا۔ کچھ اور بچے قہقہے لگاتے ہوئے ان پر ڈھیر ہو گئے۔ ٹیچر نے انہیں روکنے کی کوشش کی تو انہوں نے احتجاج کیا کہ وہ لڑ نہیں رہے بلکہ کھیل رہے ہیں اور مزہ کر رہے ہیں۔ ٹیچر نے کہا کھیل میں سب کو مزہ آنا چاہیے لیکن سب سے نیچے والے لڑکے سے پوچھو کہ کیا اس کو بھی مزہ آ رہا ہے۔ اگر وہ تکلیف میں ہے تو پھر یہ کھیل چھوڑ دو۔ بچے سمجھ گئے اور یہ کھیل چھوڑ دیا۔ یوں ٹیچر نے انہیں سمجھا دیا کہ کھیل میں وحشی پن کا مظاہرہ کرنا مناسب نہیں ہوتا۔

4۔ کیا بچے پیدائشی طور پر مختلف شخصیات کے حامل ہوتے ہیں یا حالات و واقعات ان میں فرق پیدا کر دیتے ہیں۔ میں نے غور کیا ہے کہ میرے کچھ طلبہ دوسرے بچوں سے زیادہ جارحیت پسند اور کچھ طلبہ دوسروں سے زیادہ شرمیلے ہیں۔ وہ سب ایک مجوزہ کردار کیوں ادا نہیں کرتے؟

جواب: اگر ایک بچہ جینیاتی رویہ لے کر پیدا ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ ایک مخصوص کردار میں پھنسا رہے گا۔ سیماب صفت بچے کو ضرورت ہوتی ہے کہ اس کو اپنی حرکات پر قابو پانے میں مدد دی جائے۔ وہ ان کے انجام پر غور کرے اور

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

خود کو سنبھال لے۔ شرمیلے بچے کو ضرورت ہوتی ہے کہ اسے دوسرے بچوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا لطف حاصل کرنے میں مدد کی جائے۔ جارحیت پسند بچے کو یہ سکھانے کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ کس طرح دوسروں سے پر امن تعلقات قائم کرے۔ ہمیں تمام بچوں کی مدد کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اپنے مخصوص کردار کو تبدیل کر کے بہتر کردار میں ڈھل سکیں۔

☆☆☆

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہمہ جہت کردار

ایک استاد کا واقعہ

درج ذیل تجربہ سکھاتا ہے کہ جب ایک ٹیچر کسی طالب علم کو نئے انداز میں دیکھنا چاہتا ہے تو کیا کچھ ممکن ہو سکتا ہے؟

ڈیرل جیکسن کی عمر تو دس سال تھی لیکن وہ لمبا چوڑا اور میری کلاس کے کسی بھی لڑکے سے جسامت میں دوگنا بڑا اور انتہائی بیہودہ تھا۔ اس کی جسامت کی وجہ سے لوگ اسے سمجھدار سمجھتے ہوں گے لیکن وہ بلند آواز احمق عجیب عجیب حرکتیں کرتا رہتا۔ وہ دوسرے بچوں کے سر پر دھولیں جماتا۔ انہیں دھکے دیتا۔ اپنے آپ کو ادھر ادھر گراتا۔ ہال میں کسی کے آنے کی آوازیں سن کر چیخنے لگتا تا کہ توجہ حاصل کر سکے اور اگر اس میں اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا تو جانوروں کی آوازیں نکالنے لگتا۔ بچے بھی اسے پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ انکی توہین کرتا..... ''تمہیں اس کا پتہ نہیں..... تم احمق ہو''۔

سکول کے تفریحی دورے کے دوران اسنے دو نشستیں لینے پر اصرار کیا۔ کھانے کے کمرے میں وہ اپنا سینڈوچ بڑے بڑے نوالے لے کر کھاتا۔ آدھے چبائے ہوئے کھانے کے ساتھ زبان باہر نکال ہنستا۔ میں جھنجھلا کر اسے مخاطب کرتی ڈیرل ..... یہ بند کرو..... ڈیرل چپ ہو جاؤ..... ڈیرل بیٹھ جاؤ..... میری آواز میں یہ پیغام چھپا ہوتا تھا۔ میں تمہیں بالکل پسند نہیں کرتی۔ تم میرے لیے نا قابل برداشت ہو۔ تمہاری موجودگی مجھے غصہ دلاتی ہے۔ تم مجھے مشتعل کرتے ہو۔ ایک مرتبہ میں اتنی وحشت زدہ ہوئی کہ میں نے اپنے بال نوچنے کا انداز اپنایا..... ڈیرل کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ اس نے دانت نکالتے ہوئے کہا..... میں آپ کو پاگل کر دوں کا مسز برجن۔

سکول میں ہر ٹیچر اس کا نام جانتی تھی۔ سب اس سے نفرت کرتے اور لنچ کے وقت

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اس کی کہانیاں سناتے۔ وہ اپنے آپ کو پورے سکول میں مشہور کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ خوفناک قسم کا کردار بن چکا تھا اور اب وہ اس قدر پریشان کن تھا کہ میں سکول کے ماہر نفسیات ی ایچ مشیر سے مدد لینے کے بارے میں سوچنے لگی لیکن میرے اندر تھوڑی سی ضد تھی کہ میں اس مسئلہ سے خود نمٹوں گی۔ میں جانتی تھی کہ اگر ڈیرل میں تبدیلی کا ذرا سا امکان بھی نظر آیا تو میں اپنے طور طریقے تبدیل کر ڈالوں گی کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ یہ سب کچھ مشینی انداز میں نہیں ہو سکے گا۔ مجھے ڈیرل میں کم از کم ایک خوبی ڈھونڈنا ہو گی جس کو میں واقعی پسند کرتی ہوں۔ بچے کے لیے کسی مخلصانہ احساس کے بغیر یہ تمام عمل محض سازباز بن کر رہ جاتا ہے۔ ممکن ہے یہ کچن نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر کا معاملہ بن جائے لیکن مجھے کچھ زیادہ کی امید تھی۔

اگلے روز میں نے ڈیرل کو عقاب کی نظروں سے دیکھا۔ اس میں اکلوتی خوبی یہ سامنے آئی کہ وہ ڈرائنگ کی اچھی صلاحیت رکھتا تھا۔ وہ کوئی چیز دیکھ کر اس کی درست ترین تصویر بنا سکتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ فلیکس نے اسے پکارا تا کہ اپنی ڈرائنگ دکھا سکے۔ فلیکس کی آنکھوں اور ہاتھوں میں بہت کمزور ارتباط تھا چنانچہ اس کی ڈرائنگ مشکل ہی سے سمجھ میں آتی تھی۔ اس نے اپنے آڑھے ترچھے خطوط کی طرف اشارہ کر کے ڈیرل سے کہا..... دیکھو..... یہ آدمی ہے جو ڈائنوسار کو گولی مارنے والا ہے۔

میرا خیال تھا کہ ڈیرل اس کا مضحکہ اڑائے گا لیکن وہ صرف خوش مزاجی سے مسکرایا اور آڑھے ترچھے خطوط کی طرف اشارہ کر کے حوصلہ افزائی کے انداز میں بولا..... ہاں..... اور یہاں ایک خلائی مخلوق ہے جو خلائی جہاز سے اتر رہی ہے..... مجھے ڈیرل کے اس انداز نے بہت متاثر کیا۔ تو کیا ڈیرل اتنا عالی ظرف اور محبت کرنے والا بھی ہو سکتا ہے۔ شاید اس لیے کہ وہ مصوری میں خود کو مشتاق سمجھتا ہے۔

اسی لمحے سے میں نے مثبت ہونے کی مہم کا آغاز کیا۔ میں ڈیرل کے ذمہ چھوتے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

چھوٹے کام لگانے لگی۔ مثلاً بلیک بورڈ صاف کرنا' ورلڈ بکس کو حروف تہجی میں رکھنا یا پھر کچھوؤں کو خوراک دینے کا فریضہ وغیرہ۔ اپنی مدد کیے جانے پر اس کا شکریہ ادا کرتی۔ مجھے معلوم ہوا کہ ڈیرل جانوروں کو بہت پسند کرتا ہے۔ میں نے اسے ہفتہ بھر کے لیے ہمسٹرز کا چارج دے دیا۔ پھر اسے بتایا کہ جانور اس بے بہت مانوس ہوتے ہیں وہ شاید اس لیے اس سے پیار کرتے ہیں کہ وہ نرمی کے ساتھ انہیں پکڑتا ہے۔ وہ دراصل پیار کرنے والا ہے ڈیرل میرے تبصرے پر خوشی سے دمک اٹھا۔

پھر میں نے کلاس کے دوسرے بچوں کو بھی سمجھایا کہ وہ اسے ذرا مختلف انداز سے دیکھیں۔ جب بھی کسی کو مدد کی ضرورت ہوتی..... میں کہتی..... ڈیرل کو بلاؤ۔ وہ بتائے گا کہ یہ کام کیسے ہوسکتا ہے۔ وہ ریاضی میں بالخصوص بہت تیز تھا۔ میں گاہے بگاہے اس کی تعریف کرنے لگی۔ تم کسور میں بہت اچھے ہو۔ یا..... تم جانوروں کے بارے میں بہت جانتے ہو۔ تمہیں تو یہ بھی علم ہے کہ کون سا کتا اچھا چوکیدار ہوتا ہے۔ میں چاہتی تھی کہ بچے سمجھ جائیں کہ ٹیچر اب ڈیرل کو برا نہیں سمجھتی۔

جب بھی اسے سرزنش کرنا پڑی۔ میں نے کوشش کی کہ اس کا آغاز کسی مثبت بات چیت سے ہو'' ڈیرل..... میں جانتی ہوں کہ انتظار کرنا کتنا مشکل ہے۔ لیکن فلیکس جو بات کر رہا ہے اسے مکمل کرنے کی ضرورت ہے یا..... ڈیرل مجھے علم ہے کہ اپنی نشست چھوڑنے کے لیے ت کتنے بے تاب ہو لیکن اس وقت ضروری ہے کہ آپ سب لوگ بیٹھیں اور توجہ دیں۔ کچھ عرصہ بعد ڈیرل نے اس طرح کی باتیں شروع کر دیں۔ دیکھیں..... مسز برجن میں اپنے آپ کو کنٹرول کر رہا ہوں..... یا..... دیکھیں میں نے اپنی باری کا انتظار کیا..... یا..... میں اچھلنا چاہتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں ہمیشہ شفقت کے ساتھ جواب دیتی' ہاں واقعی ایسا کرنا مشکل تھا پھر میں نے اس کی ماں کو چھوٹے چھوٹے تحریری پیغامات بھجوانے شروع کر دیے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ڈیئر مسز جیکسن

اس مہینے ڈیرل سکول کے پالتو جانوروں کا انچارج تھا۔ تمام جانور صاف ستھرے رہے انہیں وقت پہ خوراک ملی اور وہ خوش رہے۔

خلوص کے ساتھ

مسز برجن

ڈیرل کو یہ اقدام پسند آیا۔ اس نے مجھے کہا کہ میں دوسرے اساتذہ کو بھی اس کے بارے میں بتاؤں۔ میں نے بخوشی ایسا کر دیا۔ مثلاً مسز کریمر کو لکھا ''ڈیرل نے امریکہ کا نقشہ بنایا اور اس میں تمام ریاستوں اور دارالحکومتوں کو واضح طور پر دکھایا''۔

میرے رویہ میں ان چھوٹی چھوٹی تبدیلیوں نے ڈیرل میں بڑی بڑی تبدیلیاں پیدا کیں۔ وہ میرے ساتھ بہت شفیق ہو گیا۔ اس نے غصہ دکھانا' دوسرے بچوں کو دھکیلنا اور تنگ کرنا ختم کر دیا۔ وہ ہر وقت کسی کو تصویر بنانے' پڑھنے یا کچھ اٹھانے میں مدد دینے کے لیے تیار رہتا۔ جب اس کے دوست فلیکس کے پاس تفریحی دورے کے لیے پیسے نہ تھے تو ڈیرل بہت پریشان ہوا۔ پھر اس نے ہفتہ کے اختتام تک اس کو قرضہ دے دیا۔ وہ ایک ٹیم کا کھلاڑی بن گیا۔ سب کا دشمن بنا رہنے والا ڈیرل اب سب کا دوست تھا۔ وہ اپنی ٹافیاں' سینڈوچ بلکہ ہر چیز دوسرے کے ساتھ مل کر کھاتا۔ وہ ''ملنسار صاحب'' بن گیا۔ لیکن وہ ابھی تک پرشور اور تکلیف دہ تھا۔ دوسرے اساتذہ کے لیے ڈیرل کے احساسات سے آگاہ تھے۔ وہ اس کے رویہ کو کنٹرول کرنے کے لیے میرے لیے ڈیرل کے احساسات سے آگاہ تھے۔ وہ اس کے رویہ کو کنٹرول کرنے کے لیے اس سے کہتے۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ہم مسز برجن کو بتا دیں گے۔ وہ فوراً مان جاتا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے بارے میں کوئی ناپسندیدہ بات مجھ تک پہنچے۔

لیکن اس کا نیا رویہ دوسرے اساتذہ کے ساتھ نہ چل سکا۔ وہ اب بھی اسے ناپسند

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کرتے تھے۔ وہ اپنے طریقے سے ہٹ کر ان لوگوں کے لیے معاون اور خوش مزاج نہیں بن سکتا تھا۔ آپ ڈیرل جیسے بچوں کو ڈرا دھمکا کر اچھے رویہ پر مجبور نہیں کر سکتے۔ اگر وہ یہ محسوس کرے کہ آپ اس کی پرواہ نہیں کر رہے تو وہ بھی آپ سے گریزاں ہو جائے گا۔

آپ کو اس سے ستائش کروانے کے لیے اس کی ستائش کرنا ہو گی۔

☆☆☆

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ساتواں باب

والدین اور اساتذہ کا اشتراک

یہ ایک سخت محنت طلب دن تھا۔ ایک کے بعد دوسرے والدین سے ملاقات کے دباؤ اور گفتگو نے مجھے ہلکان کر دیا۔ ابھی شام کو والدین سے ملاقاتوں کا ایک طویل سلسلہ میرے سامنے تھا۔ گھر جانے کا وقت نہ تھا۔ میں نے ایک چھوٹے سے ریسٹوران کا رخ کیا۔ میں چاہتی تھی کہ والدین کی اگلی لہر سے نمٹنے کے لیے سکون اور آرام کے ساتھ کہیں بیٹھ کر کھانا کھالوں۔

مجھ سے اپنی گاڑی پارک کرنے والا شخص مجھے شناسا لگ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ روشنی میں آ کر رکا۔ میں نے اسے پہچان لیا ''کن..... میں نے پکارا..... تمہیں دوبارہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ تم کیا کر رہے ہو؟

کن باچھیں کھول کر مسکرایا۔ ''شاید وہی جو تم کر رہی ہو''۔

''آج رات میری مزید تین کانفرنسیں طے ہیں اور مجھے ان کے لیے ایندھن بھرنے کی ضرورت ہے''۔

اکٹھے بیٹھنے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ میں جاننا چاہتا ہوں کہ ہیملاک میں تمہارے ساتھ وہی سلوک ہو رہا ہے۔

میرے پرسکون کھانے کے لیے یہ کافی تھا۔ اندر آنے کے بعد ہم نے پرہجوم ریسٹورانٹ میں کوئی خالی میز تلاش کرنے کے لیے ادھر ادھر دیکھا۔ کوئی میز خالی نہ تھی۔ ایک لہراتے ہوئے ہاتھ سے پیچھے سے آواز آئی۔

لز..... یہاں آ جاؤ۔

یہ جولی تھی اور اس وقت اس کے ساتھ بڑی بہن مارتھا تھی۔ جولی میرے ہائی سکول کے دنوں کی دوست تھی اور اب اس شہر سے جا چکی تھی۔

اتنی حیرانی مت دکھاؤ..... جولی نے کہا..... میں کچھ دن کے لیے یہاں مارتھا کے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پاس آئی ہوں۔آؤ ہمارے پاس بیٹھو۔

میں نے کن کی طرف اشارہ کیا۔ یہ بتانے کے لیے کہ میں اکیلی نہیں ہوں۔ جولی نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنی میز پر دو خالی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔ ہماری ابتدائی گفتگو تعارفی جملوں کے تبادلے پر مبنی تھی جولی اکیلی ہی اپنی بچی کی پرورش کر رہی تھی۔اس کی بچی اب چھ سال کی تھی۔ مارتھا کا بیٹا تیرہ سال سے زیادہ کا تھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں اور کن پچھلے سکول میں ساتھی کارکن رہ چکے ہیں۔ اب میں ہیملاک میں ہوں۔ وہ اسی سکول میں ہے۔ہم دونوں کانفرنس کے دوران وقفہ میں ہیں۔

''والدین اور اساتذہ کی کانفرنس.....''جولی نے ناپسندیدگی سے کہا.....

''مجھے بھی اگلے ہفتہ ایسی ہی ایک کانفرنس میں شرکت کرنا ہے لیکن مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں۔

عجیب سی بات لگتی ہے.....کھانے کا آرڈر دینے کے بعد میں نے کہا.....شاید پچھلی کانفرنس میں تمہیں کوئی تلخ تجربہ ہوا ہے۔

جولی نے آنکھیں گھمائیں اور سرد آہ بھری۔

میں متجسس تو تھی لیکن میں نے کریدنا مناسب نہ سمجھا۔البتہ کن نے بے تکلفی سے سوال داغ دیا۔

کیوں؟ کیا مسئلہ ہوا؟

میں نہیں جانتی کہ تم اس بات کو سمجھ سکو گے۔ کیونکہ تم ماں نہیں ہو۔ جولی نے پریشانی سے کہا۔

مجھے یہ تسلیم ہے۔کن نے کہا.....پھر بھی مجھے آزمانے کی کوشش کرو۔

جولی نے ایک لمحے کا توقف کیا اور پھر بولی۔ میں نہیں جانتی کہ اسے کس طرح کروں بہرحال سنو۔میرا خیال ہے کہ میری بیٹی بیکی ایک شاندار بچی ہے لیکن جب

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں گزشتہ کانفرنس میں گئی تو ٹیچر نے مجھے مصنوعی قہقہے کے ساتھ بتایا.....

بے تکلفی سے کہوں..... بیکی تھوڑی سی بے ترتیب ہے۔ وہ ہمیشہ سچ بھی نہیں بولتی

میں خود کو کمزور سا محسوس کرنے لگی۔ بعد میں جب میں گھر گئی تو بیکی کو مختلف انداز سے دیکھنے لگی۔ میں حیران تھی کہ کیا وہ مجھے بے وقوف بناتی رہی ہے اور کیا وہ واقعی بے ترتیب اور دروغ گو ہے۔

میں جول کے تجربے سے مایوس ہوگئی۔ یہ بہت تکلیف دہ بات ہے۔ تم نے کانفرنس اپنے بچے پر شک کرتے ہوئے چھوڑی۔ میں نے کہا.....

اور شاید مجھے یہ بات کہنا بھی نہیں چاہیے۔ جولی نے بات جاری رکھی۔ لیکن اساتذہ نے مجھے احساس دلایا کہ جیسے بچے کے ساتھ گڑبڑ دراصل میری غلطی ہے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ اگر میں نے "یہ کیا ہوتا..... وہ کیا ہوتا..... یا اس کے ساتھ وقت گزارا ہوتا اور میں ایک اچھی والدہ ہوتی تو بیکی ایک بہترین بچہ ہوتی۔ یہ سب کچھ بہت احمقانہ لگتا ہے لیکن بعض اوقات میرے اندر یہ احساس پیدا ہوا کہ اساتذہ مجھے بتانا چاہتے تھے کہ وہ مجھ سے بہتر ہیں کیونکہ انہوں نے کالج کی تعلیم حاصل کی ہے جبکہ میں نے نہیں۔

کن نے اپنی بھنویں اچکائیں..... اچھا؟؟؟ اس نے استہزائیہ انداز میں کہا۔

جولی جو کچھ کہہ رہی ہے۔ اسے مسترد مت کرو..... مارتھا نے اپنی انگلیاں ہوا میں چلاتے ہوئے کہا..... میرے پاس کالج کی ڈگری ہے اور میں اپنی فرم کی وائس پریذیڈنٹ ہوں لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ٹیچر کی میز کے سامنے بچوں کی نشستوں میں سے کسی ایک پہ بیٹھ کر ٹیچر کی طرف سے یہ سننا کیسا لگتا ہے کہ آپ کا بیٹا پوری توجہ نہیں دیتا۔ وہ اچھی طرح سنتا نہیں۔ ایک لمحے میں ایک چھوٹی سی خوف زدہ بچی میں تبدیل ہوگئی۔ جو ٹیچر کی ڈانٹ کھا رہی ہو۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ذرا ٹھہرو..... میں نے کہا..... میں بہت الجھ رہی ہوں ۔ میں نہیں سمجھتی کہ ایک کانفرنس ایسی ہونی چاہیے ۔اس میں اساتذہ کو آپ کے بچے کے بارے میں صرف منفی باتیں بتائے ۔صرف اس کی خامیوں کا ذکر کرے ۔میرے نزدیک کانفرنس دو طرفہ ٹریفک ہونی چاہیے ۔ہم اساتذہ تم والدین سے معلومات حاصل کرتے ہیں ۔ہمیں اس کی ضرورت ہوتی ہے ۔کانفرنس کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ ہم آپ کے خیالات کا خیر مقدم کریں ۔

''واقعی.....'' مارتھا نے حقارت سے کہا۔لیکن میں ایسا محسوس کرتی ہوں کہ جیسے مجھے چھوٹی سی تجویز دینے کی جرات کرنے کے لیے پہلے انڈوں پہ چلنا ہوگا ۔کیونکہ میں تو ٹیچر کو ناراض کر بیٹھی ۔میں نے صرف یہ کہا تھا کہ وہ ذرا مختلف انداز اپنائے ۔ میں اچھی طرح جانتی تھی کہ اب وہ اپنا غصہ میرے بچے پر نکالے گی ۔

''نہیں مارتھا..... یہ درست نہیں.....''میں نے احتجاج کیا..... یہ بالکل غلط ہے ۔

لیکن مارتھا نے مجھے نظر انداز کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی اور جو بات مجھے زیادہ پریشان کرتی ہے وہ اس کا مشفقانہ لہجہ اپنا کر یہ کہنا..... ''میں جانتی ہوں آپ ملازمت کرتی ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ اپ اس کو کچھ زیادہ وقت دیں ۔یا..... اگر مائیکل نے ابھی سے توجہ دینا شروع نہ کیا تو وہ اگلی جماعت میں نہ جا سکے گا۔اسی طرح اساتذہ کا ایک اور طرز تخاطب مجھے احساس جرم میں مبتلا کر دیتا ہے ۔مثلاً ان کا یہ کہنا..... مجھے اپ کو یہ بتاتے ہوئے بہت افسوس ہو رہا ہے کہ آپ کا بیٹا..... اپنی صلاحیتوں کے مطابق کام نہیں کر رہا۔

میں مارتھا کے ان تبصروں پر حیران اور شرمسار تھی ۔دراصل میں نے بالکل یہی الفاظ آج دوپہر کو ایک والدہ سے کہے تھے ۔اب میری پہلی کوشش یہ تھی کہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے دفاع میں ایک لمبی بات کروں لیکن پھر میں نے ایک اور طریقہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اپنانے کا فیصلہ کرلیا۔

کیا کوئی اور چیز بھی آپ کو ناگوار گزرتی ہے؟ میں نے نرمی سے پوچھا۔

مارتھا میرے سوال پر جھپٹ پڑی ..... ''ہاں ..... مجھے نفرت ہے ان کے اس انداز سے جب وہ اساتذہ کے مخصوص جملے بول کر والدین کو احمق ہونے کا احساس دلاتے ہیں ..... اگر آپ چاہتی ہیں کہ مائیکل درست تلفظ اور لب ولہجہ سیکھے تو آپ کو چاہیے کہ ہر رات پڑھائی میں ایک گھنٹہ اس کی مدد کیا کریں۔

اور ..... جولی نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا ..... کیا والدین کے پاس دن بھر کی محنت خریداری اور گھر کی صفائی کے بعد رات کو ایک گھنٹہ ہوتا ہے جس میں وہ یکسوئی کے ساتھ بچوں کی پڑھائی میں ان کی مدد کرسکیں؟ میرا تو یہ حال ہے کہ جب میں رات کا کھانا تیار کرتی ہوں ..... پھر پلیٹیں صاف کرتی ہوں' کپڑے دھوتی ہوں اور بیکی کو شب خوابی کے کپڑے پہناتی ہوں تو مزید کچھ نہیں کرسکتی۔ میں تھکاوٹ سے چور ہوچکی ہوتی ہوں۔ میں تو سونے سے پہلے بڑی مشکل سے اسے ایک کہانی پڑھ کر سناتی ہوں۔

مارتھا نے تائید میں سر ہلایا۔ لیکن جو بات واقعی مجھے رنجیدہ کرتی ہے ..... اس نے کہا ..... وہ یہ ہے کہ والدین کے ساتھ رابطے کی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے۔ وہ کبھی والدین کو اس وقت تک کچھ نہیں بتاتے جب تک مسئلہ گھمبیر نہیں ہوجاتا اور اس کا حل کوئی معجزہ ہی رہ جاتا ہے۔ مثلاً مائیکل نے جونیئر ہائی سکول میں معاشرتی علوم کا ہوم ورک کرنا چھوڑ دیا تھا۔ ٹیچر نے مجھے یہ بات رپورٹ کارڈ جاری ہونے سے ایک ہفتہ پہلے تک بتانے کی زحمت ہی گوارا نہ کی اور پھر بقیہ میں آپ بچے سے پندرہ اسائن منٹ بنانے کی توقع کیسے کرتے ہیں؟

اب میری برداشت کا پیمانہ لبریز ہورہا تھا۔ ٹھہرو۔ ٹھہرو ..... میں نے کہا۔ جو بات تم نے کہی ممکن ہے اسی طرح ہو ..... لیکن مہربانی کرکے یہ بات بھی سمجھو کہ استاد کے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پاس ہر جماعت میں تیس سے زیادہ بچے ہوتے ہیں۔ ہر ایک کو توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ غیر حقیقی سی بات ہے کہ ہر دفعہ طالب علم کی کوتاہی پہ آپ کو ذاتی کال ہو سکے۔

کن نے تحمل کے ساتھ کہا..... آپ والدین' اساتذہ سے کیا توقع رکھتے ہیں..... مارتھا نے براہ راست کن کی آنکھوں میں دیکھا اور تڑاک سے جواب دیا ..... احترام..... میں چاہتی ہوں کہ وہ اسی احترام کے ساتھ مجھے اور میرے بچے سے پیش آئیں جو وہ اپنے لیے توقع کرتے ہیں۔

میں نے کن کے چہرے پر بدلتا ہوا رنگ دیکھ سکتی تھی ''احترام..... وہ بھڑک کر بولا..... اساتذہ کو کس قسم کا احترام ملتا ہے؟ ہر شخص ہمیں الزام دیتا ہے۔ ہم ہر بات کے لیے ذمہ دار ٹھہرائے جاتے ہیں۔ ہر طرف سے یہ الزام ملتا ہے۔ والدین شکایت کرتے ہیں کہ بچے بدتمیز ہیں۔ پرنسپل کا مطالبہ ہوتا ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ چیزیں نصاب میں ڈال دیں۔ انتظامیہ ہمیں مزید تخلیقی ہونے کا حکم دیتی ہے کیونکہ وہ ہمارا بنیادی بجٹ کم کر رہی ہے۔ کالج والے ہم سے مطمئن نہیں کہ بچے کالج کے مطابق تیار نہیں ہوتے۔ کاروباری دنیا ہم پر الزام دیتی ہے کہ ہم ایسے گریجوایٹ بھیج رہے ہیں جو کام کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ لیکن کیا کسی شخص نے تعلیم کے شعبہ پر توجہ دی ہے؟ کیا کوئی اساتذہ کو وہ کچھ دینے کو تیار ہے جس کے وہ مستحق ہیں۔ اس علاقے کے لوگوں نے تو اساتذہ کے معاہدے کے حق میں ووٹ نہیں دیا تھا''۔

جولی کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اگلی میز پر بیٹھے لوگ مڑ کر ہمیں دیکھنے لگے۔ میں خاصی بدحواس ہو رہی تھی لیکن مارتھا کن کے پھٹ پڑے پر بالکل خوفزدہ نہ تھی۔ اس نے کہا..... لیکن میں نے معاہدے کے حق میں ووٹ دیا تھا اور اگر میرے بس میں ہو تو میں اساتذہ کی تنخواہوں میں اضافہ اور بجٹ کا حجم بڑھا دوں۔ لیکن اس وقت میں اور جولی تمہیں جو کچھ بتانے کی کوشش کر رہی ہیں وہ یہ ہے کہ ہم والدین کو احترام

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

نہیں دیا جا رہا۔ ہمیں اپنے بچوں کی تعلیمی کارکردگی سے بروقت آگاہ نہیں کیا جاتا۔ یقیناً ہمارے پاس آپ جیسی پیشہ ورانہ مہارت نہیں لیکن اگر آپ لوگ ہمیں موقعہ دیں تو ہم بہت کچھ بتا سکتے ہیں۔ آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔

والدین اور مدد..... کن نے جوش سے کہا..... ایسے لوگوں کی مدد جو محض اس لیے کانفرنس میں نہیں آتے کہ وہ اپنا پسندیدہ ٹیلی ویژن پروگرام نہیں دیکھ سکیں گے۔ یا پھر ایسے لوگ جو شراب پی لیتے ہیں کہ انہیں کسی بات کا ہوش نہیں رہتا۔ یا وہ لوگ جو چھوٹے بچے کی نگہداشت کے لیے بڑے بچے کو سکول سے چھٹی کروا لیتے ہیں یا پھر وہ والدین جو ہم پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ ان کے بچے نے لیگ سکول میں داخلہ لینا ہے اس لیے اسے A گریڈ دیا جائے۔

مارتھا نے ہار نہ مانی..... کن اس نے کہا..... تم والدین کے خلاف غیر منصفانہ الزام تراشی کر رہے ہو۔ پھر وہ میری مدد کے لیے مڑی لز..... کیا تمہارا تجربہ تھی یہی ہے؟

میں اس کی گفتگو کی گرما گرمی کم کرنا چاہتی تھی۔ مارتھا سچ جاننا چاہتی تھی اور اچانک مجھے یہ بتانے کی ضرورت پڑ گئی میں نے کہا..... نہیں..... میرا تجربہ پوری طرح تو ایسا نہیں کیونکہ میرے پاس ایسے والدین بھی آتے ہیں جن کے ساتھ کام کرنا لطف کا باعث ہوتا ہے لیکن کچھ ایسے والدین بھی ہوتے ہیں جن کے ساتھ ان کے بچوں کے مسائل پر بات کرنے سے گریز کرتی ہوں۔ مثلاً ایک والد کو میں نے بتایا کہ ان کا بیٹا انتشار پیدا کرتا ہے۔ والد نے اسی رات بیٹے کو بہت پیٹا۔ ابھی میرے پاس ایک جوڑا آیا تھا۔ ان میں بچے کو اپنی تحویل میں رکھنے کا جھگڑا چل رہا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا بیٹا سنگین مسئل سے دوچار ہے۔ لیکن کانفرنس کے دوران وہ بچے کی تعلیمی صورت حال جاننے کی بجائے ایک دوسرے پر یہ الزامات عائد کر رہے تھے اور دونوں مجھے اپنی حمایت کرنے پر مجبور کر رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ آج کل

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

والدین اتنے دباؤ میں ہیں اور ذاتی زندگی میں اتنے پریشان ہیں کہ اپنے بچوں پہ توجہ نہ دینا ان کے لیے مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ مجھے ان کے بچوں کے مسائل پر بات کرنے سے پہلے ان کے مسائل سننا پڑتے ہیں۔

مارتھا نے ہاتھ اٹھا دیے۔ میں دستبردار ہوتی ہوں۔ تم دونوں کے مطابق ہم والدین غیر ذمہ دار، اپنی ذات میں مگن اور قابل رحم لوگ ہیں۔

اسے ذاتی مسئلہ نہ بنائیں..... کن نے کہا..... ہم اجتماعی بات کر رہے تھے اور صرف اپنا غبار نکال رہے تھے۔ یقیناً بہت زبردست والدین بھی ہوتے ہیں۔ وہ اپنی بہترین کوشش بھی کرتے ہیں رہی ہماری بات تو جو کچھ آپ سن رہے ہیں وہ صرف دو پریشان اساتذہ کی اضطراری کیفیت ہے۔ ورنہ یہ دونوں اپنے طالب علموں کا بہت خیال رکھتے ہیں اور یہ اس کے لیے پریشان ہیں کہ وہ جیسی مدد والدین سے چاہتے ہیں ویسی مدد ان کو نہیں ملتی اور پھر سب خاموش ہو گئے۔

جولی نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا..... میرا خیال ہے کہ میں جب بھی کانفرنس میں جاتی ہوں..... خوف زدہ سی ہوتی ہوں۔ مجھے فکر ہوتی ہے کہ نجانے ٹیچر میرے بچے کے بارے میں کیا کہے گی۔ میں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ ٹیچر کیا محسوس کرتی ہے یا اس کی کیا ضرورت ہے؟

ٹھیک ہے ہمیں دیانتداری کے ساتھ اس موضوع پر سوچنا چاہیے۔ مارتھا نے سچ تسلیم کرتے ہوئے کہا ہاں لز..... تم ہم والدین سے اصل میں کیا چاہتی ہو؟

اس کے سوال نے مجھے تھوڑی دیر کے لیے الجھن میں ڈال دیا۔ میں نے ایک لمحہ کے لیے سوچا اور پھر بولی دیانتدارانہ معلومات..... مثلاً آپ کا بچہ گھر میں کیسے رہتا ہے۔ اس کی دلچسپیاں اس کی پریشانیاں..... کوئی بھی ایسی بات جو ہمیں اسے بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دے سکے۔ اگر کچھ مسائل ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ والدین انہیں اپنی مرضی اور خوشی کے ساتھ میرے علم میں لائیں۔ ہم سب مل کر ان کا حل سوچیں

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تا کہ بچے کے لیے بہترین کام کر سکیں۔

مارتھا نے تائید میں سر ہلایا اور پھر کن سے کہا..... تمہارا کیا خیال ہے؟ تم کیا چاہتے ہو؟

ردعمل..... کن نے کہا..... میں جاننا چاہتا ہوں کہ میری روزمرہ کی کوششوں کا اثر بچوں پہ کیا ہو رہا ہے۔ ان کے تاثرات کیا ہیں؟ وہ سکول کے بارے میں یا میرے متعلق کیا سوچتے اور کیا کہتے ہیں۔ کسی ردعمل کا علم ہوئے بغیر کوئی ذہانت پر مبنی فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کے بغیر یہ طے نہیں کیا جا سکتا کہ زیادہ یا کیا کم کرنے کی ضرورت ہے؟

میں اس بات سے مکمل اتفاق رکھتی ہوں۔ مارتھا نے کہا۔

کن نے اپنی کرسی پر بیٹھے ہوا اپنا بازو مودب انداز میں پھیلایا۔ ٹھیک ہے مارتھا۔ اب تمہاری باری ہے۔ تمہیں اساتذہ کے بارے میں جو کچھ کہنا ہے۔ فرض کرو کہ میں تمہارا سوال پلٹ کر تم ہی سے کرتا ہوں..... تم والدین ہم اساتذہ سے کیا چاہتے ہیں؟

مارتھا نے بھنوئیں اچکائیں اور پھر آہستگی سے بولی۔ میرے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ کانفرنس کا اختتام کسی ایسے نکتے پر ہونا چاہیے جس پر میں کام کر سکوں۔ اپنے بیٹے کی کوء ایسی تصویر جو مجھے اچھی محسوس ہو۔ میرا خیال ہے ک اساتذہ کو اپنی قوت یا الفاظ کے اثرات کا نہیں۔ زیادہ تر والدین کو چند ایک بچوں کا تجربہ ہوتا ہے۔ جبکہ اساتذہ کو اپنے کیریئر میں سینکڑوں بچوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ کسی بچے کے بارے میں ایک استاد کا تجزیہ والدین کے مقابلے میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے جب ایک استاد بتاتا ہے کہ آپ کے بچے میں یہ خوبی یا خامی ہے تو آپ اسے سنجیدگی سے لیتے ہیں اور اس کے لفظوں کو اپنے ساتھ گھر لے جاتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ مائیکل جب ابتدائی سکول میں تھا تو میں اس کے ساتھ نفرت اور

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اشتعال سے پیش آتی تھی کیونکہ وہ دوسرے چار سالہ بچوں کی طرح خودمختار اور آگے بڑھنے والا نہیں تھا۔لیکن جس روز اس کی ٹیچر کے ساتھ میری کانفرنس ہوئی۔میرے لیے ہر چیز بدل گئی۔ٹیچر دمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ مجھے دیکھ کر مسکرائی اور بولی ..... مجھے مائیکل کی والدہ سے ملنے کی بہت خوشی ہوئی ہے۔وہ غیر معمولی طور پر گرم جوش اور محبت کرنے والا بچہ ہے۔اس کے الفاظ روشنی کی طرح میرے اندر اتر گئے۔میں نے مائیکل کے بارے میں کبھی اس طرح سے سوچا ہی نہیں تھا۔اپنے بچے کی اس تصویر نے واقعی مجھے سچی خوشی دی۔کئی دفعہ میری مدد کی اور ٹیچر شاید یہ بات کبھی نہ جان سکے۔

میں مارتھا کی کہانی سے بہت متاثر ہوئی۔میں جولی کی طرف مڑی اور اپنا ہاتھ اس کے بازو پہ رکھا۔تمہارا کیا خیال ہے۔میں نے پوچھا۔جولی تم اساتذہ اور والدین کی کسی کانفرنس سے کیا توقع رکھتی ہو؟

میں کانفرنس سے کسی ایسی بات کے ساتھ واپس آنا چاہتی ہوں جو میں اپنی بیٹی کو بتاؤں تو وہ اعتماد سے لبریز ہو جائے۔جب وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے مجھ کو دیکھتی ہوئی پوچھے ..... ٹیچر میرے بارے میں کیا کہتی ہے تو میں بیکی کے سامنے وہ بات دہرا سکوں۔

ڈنر کا بقیہ وقت بہت تیزی سے گزرا۔ہم نے اساتذہ اور والدین کے کردار کے متعلق ایمانداری سے گفتگو کی۔ہم نے ایک دوسرے کو بتایا کہ ہم ایک بہترین کانفرنس کا کیسا تصور رکھتے ہیں۔

اگلے صفحات پر ہماری بات چیت کا نچوڑ تصویری خاکوں کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

☆☆☆

مثالی کانفرنس کی مختلف شکلوں پر بحث کے بعد ہم نے جان لیا کہ ہماری

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ضروریات غیر معمولی طور پر ایک جیسی ہیں مثلاً

☆ اساتذہ اور والدین دونوں کو ایک دوسرے سے معلومات، تفہیم اور مفاہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆ دونوں کو ایک دوسرے کی کوششوں کا اعتراف کرنا چاہیے۔

☆ دونوں کو احترام کی ضرورت ہے۔

☆ دونوں کو مل کر کام کرنے، ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ یہ خوبیاں بچوں کو دی جا سکیں۔

جب جانے کا وقت ہوا تو ہم نے نہ چاہتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے خدا حافظ کا تبادلہ کیا۔ میرا خیال ہے کہ ہم سب نے جو مختصر وقت ایک ساتھ گزارا اس میں کیے گئے جذباتی سفر کی شدت ہم واپسی پہ محسوس کر رہے تھے۔ ہم نے مخالف سمتوں سے آغاز کیا۔ یہ والدین بمقابلہ اساتذہ تھا۔ ''ہم بمقابلہ وہ'' لیکن جب ہم جدا ہونے والے تھے تو ایک ہم مقام پر تھے۔ ایک ہی ٹیم میں تھے جو اپنے بچوں کی ترقی کے مشترکہ مقصد کے لیے ایک دوسرے سے مربوط تھی اور جس کا عزم تھا کہ ..... ہم کبھی کسی بچے سے مایوس نہیں ہوں گے۔

☆☆☆

یاددہانی کے نکات

1۔ کیا غلط ہے ..... سے آغاز کرنے کی بجائے کیا درست ہے سے آغاز کریں۔

استاد: میں سام کے خیال افروز سوالات پر بہت لطف اندوز ہوتی ہوں۔

والدین: سام نے راکٹ کے بارے میں دی گئی معلومات کو بہت پسند کیا۔

2۔ بچے کی کوتاہی کی نشاندہی کرنے کی بجائے اس کی ضرورت کو بیان کریں۔

استاد: سام کو بیماری کے دوران غیر حاضری کی وجہ سے رہ جانے والے اسباق پہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

والدین: ہمارا خیال ہے کہ وہ اب بہت پر جوش ہے۔ اضافی محنت کے ساتھ وہ یہ کام کر لے گا۔

3۔ ایک دوسرے کو نصیحت کرنے کی بجائے بیان کریں کہ گھر پر اور سکول میں اسے کونسی چیز فائدہ دیتی ہے۔

والدین: صحت یاب ہونے کے بعد اگر وہ آدھے پونے گھنٹے کے بعد تھوڑا سا آرام کر لے تو اچھا کام کرتا ہے۔

استاد: میں نے بھی نوٹ کیا ہے کہ تفریح کے بعد اس کی توانائی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

4۔ معلومات روکنے کی بجائے ان کا تبادلہ کریں۔

والدین: وہ باہر کھیلتا رہتا ہے اور گھر آ کر ٹی وی کے سامنے بیٹھ جاتا ہے۔

استاد: ہاں میں نے بھی اسے کلاس میں جمائیاں لیتے ہوئے دیکھا ہے۔

5۔ بچے سے مایوس ہونے کی بجائے مل کر اس کے لیے منصوبہ بندی کریں۔

استاد: میں کسی اور بچے سے کہوں گی کہ وہ سام کی مدد اس کام میں کرے جو وہ از خود نہیں کر سکتا اور خیال رکھوں گی کہ اسے آرام کا وقفہ ملتا رہے۔

والدین: ہم بھی کوشش کریں گے کہ وہ کم سے کم ٹی وی دیکھے اور تھوڑی بہت ورزش کرتا رہے تا کہ اسے تازہ ہوا مل سکے۔

6۔ کانفرنس کا اختتام کسی منفی جملے کی بجائے مثبت جملے سے کریں جو اس کے سامنے دھرایا جا سکے۔

استاد: سام کو بتائیں کہ مجھے پورا اعتماد ہے کہ وہ اپنا کام مکمل کرنے کے قابل ہے۔ اسے یہ بھی بتائیں کہ کلاس میں اس کی موجودگی سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔

والدین: یقیناً..... ہم جانتے ہیں کہ وہ یہ سن کر بہت خوش ہو گا۔

7۔ کانفرنس کے بعد منصوبے کو فراموش نہ کریں بلکہ اس پر عمل درآمد کرائیں۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

استاد: جیفرے نے سام کی بہت مدد کی ہے اور اب سام تقریباً سمجھ چکا ہے۔ لگتا ہے اب اس میں زیادہ توانائی ہے۔

والدین: ہم نے جاگنگ شروع کر دی ہے اور سام بھی اس میں ہمارا ساتھ دے رہا ہے۔

☆☆☆

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اساتذہ اور والدین

والدین کے سوالات

1۔ اساتذہ اور والدین کی کانفرنس کے دوران بچے کی موجودگی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ بعض اوقات میں سوچتی ہوں کہ اگر میرا بیٹا وہاں موجود ہو تو اسے فائدہ ہو سکتا ہے۔

جواب: کانفرنس کے آغاز میں آپ کو اور ٹیچر کو آزادی ہونی چاہیے کہ ایک دوسرے سے آزادانہ گفتگو کر سکیں۔ بچے کی موجودگی میں ٹیچر اور والدین دونوں محتاط ہوتے ہیں کہ ان کے الفاظ کا منفی اثر بچے پر نہ پڑے..... یہ احتیاط ضروری بھی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ بچہ اس دوران کمرے سے باہر انتظار کرے۔ لائبریری میں مطالعہ یا کھیل کے میدان میں مصروف رہے۔

بعض اوقات کسی مرحلہ میں بچے کو مدعو کرنا اور کانفرنس کا حصہ بنانا مفید ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کی کمزور صورتحال سے خبردار رہا جائے۔ اس نازک عمر میں اسے زندگی کے دو اہم بزرگوں سے نمٹنا ہوگا۔ وہ خاصے دباؤ میں رہے گا۔ البتہ اس صورت میں اس کی موجودگی سودمند ہو سکتی ہے کہ اس کے ساتھ زیادہ معلومات کا تبادلہ کیا جائے مثلاً

والدہ: میں نے مسز فشر کو بتایا ہے کہ جب سے تم نے بارانی جنگلات کے پراجیکٹ پر کام شروع کیا ہے سارے گھر والوں کو تم سے بہت معلومات ملتی ہیں۔

ٹیچر: اور میں آپ کی والدہ کو بتا چکا ہوں کہ تمہاری لائی ہوئی تصویروں سے کلاس کے سبھی بچے بہت لطف اندوز ہوتے رہے ہیں۔ خاص طور پ درختوں پہ رہنے والے سرخ مینڈک کی تصویر بہت اچھی تھی۔

اس طرح کی گفتگو کے ساتھ کانفرنس ختم ہو تو بچے کے ذہن پر اچھا اثر پڑتا ہے لیکن بالفرض کسی چیز میں بہتری کی ضرورت ہے مثلاً آپ کا بچہ سستی کرتا ہے یا اپنا کام مکمل

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کرنے میں مشکل محسوس کرتا ہے تو اسی کانفرنس کے دوران آپ یا ٹیچر بچے کی اس مشکل کا حل تجویز کر سکتے ہیں۔

ٹیچر: کلاس کے سامنے اپنی حتمی رپورٹ پیش کرنے کے لیے ابھی تمہیں بہت سا کام کرنا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ ہم اس مسئلہ پر گفتگو کر لیتے ہیں کہ یہ کیسے حل ہو سکتا ہے۔

اب اس مرحلہ پر آپ تینوں بات چیت کر سکتے ہیں کہ پراجیکٹ مکمل کرنے کے لیے جو بہت سے اقدامات ضروری ہوتے ہیں ان کی فہرست بنائی جائے۔ اگر ٹیچر آخری تاریخ بڑھا دے تو کچھ مدد مل سکتی ہے؟ کیا کچھ دن لائبریری میں بیٹھنا اور کتابوں کی مدد لینا کام آ سکتا ہے۔ اگر آپ کا بچہ متحرک ہونے پر امید ہونے کا احساس لے کر کانفرنس سے اٹھتا ہے تو یہ سہ رکنی کانفرنس کامیاب قرار دی جا سکتی ہے۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ ابتدا میں بچے کو کانفرنس میں شامل نہ کیا جائے لیکن بعد میں اسے ضرور شامل کیا جائے۔

2۔ میری بیٹی مایا بہت شرمیلی ہے۔ پچھلے سال اس کی ٹیچر نے کلاس میں دوستانہ ماحول کو خوب فروغ دیا۔ اس سال اس کی ٹیچر بھی نئی ہے اور بچوں کی اکثریت بھی نئی ہے۔ وہ کسی قسم کی شکایت تو نہیں کرتی لیکن میں جانتی ہوں کہ وہ تنہائی محسوس کرتی ہے اور ناخوش ہے۔ اس صورت حال میں بہترین طریقہ کیا ہوگا؟ اس کی ٹیچر سے کیا بات کی جائے کہ وہ اس کی مدد پر غور کرے؟

جواب: ذہنی طور پر پہلے آپ خود تیاری کریں۔ پہلے سے سوچ لیں کہ ٹیچر آپ کی بچی کو دوسرے بچوں سے مربوط کرنے کے لیے کیا کر سکتی ہے؟ کیا مایا کسی اجتماعی کام میں حصہ لے رہی ہے۔ مثلاً کوئی کھیل، آرٹ یا کسی قسم کا پراجیکٹ؟ کیا وہ کسی دوسرے بچے کے ساتھ ذمہ داری میں شریک ہو سکتی ہے۔ ہال کی نگران یا کلاس کی ساتھی ایڈیٹر کے ساتھ مل کر کوئی کام کرنا۔ ٹیچر سے پوچھ لیں کہ کیا آپ اس سلسلے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں کوئی مدد کر سکتی ہیں؟ ٹیچر خود بھی کوئی تجویز یا حل پیش کر سکتی ہے۔ ممکن ہے وہ آپ سے کچھ وقت مانگے اور پھر آپ کی بچی کو دوسرے بچوں سے گھلن ملنے کی کوئی حکمت عملی اپنائے۔

4۔ میری آخری کانفرنس میں استاد نے مجھے بتایا کہ میرا بیٹا ٹونی سست اور تعاون نہ کرنے والا بچہ ہے۔ میں بہت پریشان تھی لیکن کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیا ردعمل ظاہر کروں۔ میں اس سلسلے میں کیا کر سکتی ہوں؟

جواب: جب بھی آپ کانفرنس میں جائیں تو پنسل اور کاغذ سے مسلح ہوں۔ جو اہم بات آپ کو بتائی جائے وہ لکھ لیں۔ اگر ٹیچر آپ کے بچے کے متعلق کوئی منفی بات کہے تو اس سے پوچھ سکتے ہیں کہ کیا خاص بات اس کے رویہ میں پائی جاتی ہے جس نے ٹیچر کو یہ کہنے پر مجبور کیا؟ مثلاً وہ کہے کہ ''سست ہے'' تو آپ وضاحت طلب کر سکتی ہیں۔ فرض کریں کہ ٹیچر جواب میں کہتی ہے کہ وہ آرٹ کی کلاس سے اٹھتے ہوئے برش گھندے اور پینٹ باکس کھلے چھوڑ آتا ہے۔ آپ اونچی آواز میں بولتے ہوئے لکھیں..... ٹونی کو آرٹ کا کمرہ چھوڑنے سے پہلے اسے برش صاف کرنے اور ڈبوں کے ڈھکن بند کرنے کی ضرورت ہے۔ فرض کریں کی ٹیچر کا اصرار ہے کہ ٹونی تعاون بھی نہیں کرتا تو آپ پوچھ سکتے ہیں کہ اس نے حال ہی میں کیا حرکت کی ہے جس نے آپ کو یہ کہنے پر مجبور کیا ہے۔ اگر ٹیچر جواب میں کہتی ہے کہ خاموشی سے پڑھنے کے وقت بھی وہ اپنا منہ بند نہیں رکھتا۔ تو آپ کو یہ بات کرنے کی خواہش پر قابو پانا ہوگا۔ استاد کے منفی تبصروں کو ایک ایسے بیان میں بدلتے ہوئے کہ..... کیا کرنے کی ضرورت ہے..... آپ ٹیچر اور اپنے بیٹے کو مثبت سمت کا اشارہ کر سکیں گی۔

5۔ میری بیٹی لزا..... سپیشل ایجوکیشن میں تھی۔ اس سال اسے نارمل بچوں کی کلاس میں بھیج دیا گیا۔ اس کی ٹیچر کو بڑے بڑے اہداف دیتی ہے ور ہمیشہ ان میں کامیابی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

حاصل کرتی ہے۔وہ یقین رکھتی ہے کہ یہ کامیابی اس کی بڑی بڑی توقعات کی وجہ سے ہے۔لڑا مختی تو ہے لیکن اسے بہت مشکل پیش آ رہی ہے۔اس کی ٹیچر بہت مشتعل رہتی ہے چنانچہ حوصلہ ہارے ہوئے ہے۔

جواب: ہماری توقعات بہت قوی مگر حقیقت پسندانہ ہونی چاہئیں۔ہم بچوں سے وہ کچھ کرنے پر اصرار کرتے ہیں جسکے وہ اہل نہیں ہوتے لیکن ہم مزید محنت پر مجبور کرتے ہیں۔یہ طرز عمل بدسلوکی کے ذیل میں شمار ہوتا ہے۔مثلاً ایک بچہ جو جمع تفریق پر مکمل عبور نہیں رکھتا وہ ضرب اور تقسیم کرنے کے قابل نہیں ہوسکتا چاہے اس کا استاد کتنی ہی قوی توقعات کیوں نہ رکھتا ہو۔

لزا اپنی ٹیچر کے مطالبات کے سامنے بے بس ہے۔اس کی بنیادی ضرورت یہ ہے کہ آپ اس کی مدد کریں تاکہ وہ اپنی موجودہ تعلیمی صلاحیت میں اضافہ کر سکے۔اس کی مدد کریں کہ وہ قدم بہ قدم آگے بڑھ سکے۔اسے کامیابی ملے گی اور وہ تیزی سے بڑے اہداف حاصل کر سکے گی۔

6۔اگلے روز میرا بیٹا سکول سے بہت مشتعل واپس آیا۔اس کا کہنا تھا کہ میری ٹیچر مجھ سے نفرت کرتی ہے۔میں اعتماد کے ساتھ کوئی ردعمل نہیں دے سکتی تھی۔ایسے مواقع پر کیا ہونا چاہیے۔

جواب: اس کی شکایت کو تسلیم کرنے کے بعد پوری توجہ کے ساتھ سنیں کہ اس کے پاس آپ کو بتانے کے لیے کیا ہے۔بعض اوقات مسئلہ کی نشاندہی بہتر جلد ہو جاتی ہے چنانچہ اسے حل کرلیا جاتا ہے اوہو..... اس کے دراز سے سٹیپلر لینے پر جب وہ سب کے سامنے تم پر چیختی تو تمہیں شرمندگی ہوئی۔تم سمجھتے ہو کر اسے تمہیں بلا کر آہستگی سے سمجھانا چاہیے تھا۔مجھے یقین ہے کہ اب تم سوچ رہے ہو کہ تمہیں پہلے اجازت لینا چاہیے تھی۔

اگر آپ کا بیٹا وہ سب کچھ نہیں بتاتا جو سکول میں ہو رہا ہے لیکن شکایت کرتا رہتا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہے کہ اس کی ٹیچر اس سے نفرت کرتی ہے تو پھر آپ کو اس کی ٹیچر سے بات کر کے اصل صورت حال سمجھنا ہو گی۔ وہ آپ کو بتائے گی کہ آپ کے بیٹے کا رویہ سکول میں اس کے ساتھ ہے اور اس کی شکایت کا پس منظر کیا ہے۔ آپ اور ٹیچر مل کر اس مسئلہ سے نمٹ سکتے ہیں۔ اگر آپ تبادلہ خیال کے دوران محسوس کریں کہ وہ واقعی آپ کے بیٹے کو پسند نہیں کرتی اور یہ تاثر محض اس کے لفظوں سے نہیں بلکہ مجموعی رویے سے ظاہر ہو تو پھر آپ کے لیے ضروری ہے کہ اپنے بیٹے کی کلاس بدلنے کے لیے ضروری اقدامات کریں۔

اساتذہ بھی بشری کمزوریاں رکھتے ہیں۔ بعض اوقات وہ کسی وجہ سے ..... چاہے یہ معقول ہو یا نہ ہو ..... وہ کچھ بچوں کو پسند نہیں کرتے۔ اس میں کسی کا قصور نہیں ہوتا لیکن کسی بچے کو ایسی کلاس میں بیٹھنے پر مجبور نہیں کیا جانا چاہیے جس کا ٹیچر اسے ناپسند کرتا ہو۔

☆☆☆

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اساتذہ اور والدین کا اشتراک

والدین کے واقعات

یہ واقعہ ایسے والدین کو پیش آیا جن کا بچہ ذہانت کی خداداد صلاحیتوں سے مالا مال تھا۔لیکن بچے کو قدامت پسند ٹیچر کے ساتھ مشکل پیش آ رہی تھی۔

☆ جب رابن چھٹی جماعت میں داخل ہوئی تو یکا یک سکول میں اس کی دلچسپی ختم ہوگئی۔اس سے بات کرنے پر مجھے تاثر ملا کہ وہ پوری طرح بیزار ہے۔رابن اپنی عمر اور جماعت کے برعکس نویں جماعت کی کتابیں پڑھتی تھی۔اس نے مجھے بتایا کہ اس کی ٹیچر مسز پوسٹ اصرار کرتی ہے کہ وہ وہی کتاب پڑھے جو اس کی کلاس کے دوسرے بچے پڑھ رہے ہیں۔وہ اسے کسی صورت اگلی جماعت کی کتابیں پڑھنے کی اجازت نہیں دے گی۔میں نے بھی اسے سمجھایا کہ اس جماعت میں رہتے ہوئے اگلی جماعت کی کتابیں پڑھنا قبل از وقت ہے۔بہتر ہے کہ وہ صبر سے کام لے۔ لیکن اس وقت میرے لیے صورت حال تشویشناک ہوگئی جب اس نے سر درد کی شکایت کرنا شروع کر دی۔وہ سکول نہ جانے کے بہانے تلاش کرنے لگی۔

میں نے اس کی ٹیچر سے رابطہ کیا اور ملاقات کا وقت مانگا۔کانفرنس نہایت نا خوشگوار رہی۔میں نے مسز پوسٹ کو بتایا کہ رابن اگلے گریڈ کا کام کرنا چاہتی ہے لیکن مسز پوسٹ نے کہا کہ رابن کو صرف اور صرف ضبط نفس کی ضرورت ہے۔اس کا کہنا تھا کہ رابن ہر وقت مضطرب رہتی ہے اور مسلسل دوسرے بچوں کی توجہ منتشر کرتی رہتی ہے جو اپنا کام کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔میں نے کہا کہ شاید وہ اس لیے مضطرب رہتی ہے کہ اپنا کام جلد ختم کر لیتی ہے۔اس کے پاس وقت ہوتا ہے۔ اسے مصروف کرنے کے لیے مزید کام دیا جا سکتا ہے۔

مسز پوسٹ بھنائی ہوئی دکھائی دی۔اس نے کہا..... کوئی وجہ نہیں کہ اس کو دوسرے بچوں سے مختلف کام کرنے کو دیا جائے۔اس نے مزید کہا کہ وہ تیئس سال

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سے تدریس سے منسلک ہے۔ ڈسٹرکٹ نے جو نصاب اپنایا ہوا ہے وہ ابتدائی تصورات سمجھنے میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ میں کہنا چاہتی تھی کہ..... یہی اصل نکتہ ہے۔ رابن ابتدائی تصورات جانتی ہے۔ اب اسے مزید معلومات دینے میں کیا نقصان ہے؟ لیکن میں نے کچھ نہ کہا۔ اپنی زبان روک لی اور شائستگی کے ساتھ مسز پوسٹ کا شکریہ ادا کیا اور خود کو معقول سمجھتے ہوئے گھر چلی گئی۔

جب میں نے اپنے میاں کو ٹیچر کے ساتھ کانفرنس کے بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا..... شاید مسز پوسٹ نے تمہیں ''مجبور کرنے والے والدین'' میں سے ایک سمجھا ہے۔ اب تمہیں رابن کی جماعت بدلنے کے لیے پرنسپل سے بات کرنے کی ضرورت ہے۔

میں نے سنجیدگی سے ان کی تجویز پر غور کیا لیکن میں نے جتنا سوچا مجھے اتنا ہی یقینی طور پر محسوس ہوا کہ رابن کو اس کی دوستوں سے دور کر دینا غلط ہوگا۔ اگلی صبح میں اس احساس کے ساتھ بیدار ہوئی کہ مجھے اپنی بیٹی کی ٹیچر کو ناراض کیے بغیر اس مسئلہ کا حل تلاش کرنا ہوگا۔ میں نے اپنی نند کو فون کیا جو ایک ابتدائی سکول کی استاد ہے۔ اسے بتایا کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ ان اساتذہ کے بارے میں بڑبڑائی جو ابھی تک زمانہ جاہلیت میں رہی رہے ہیں۔ پھر اس نے مجھے اس پروگرام کے بارے میں بتایا جو وہ اپنی کلاس کے ذہین اور اگلی جماعتوں کی کتابیں پڑھنے والے طالب علموں کو مہیا کرتی ہے۔ اس نے کچھ کتابیں رابن کے لیے تجویز کیں اور ایک ایسی کتاب کا ذکر کیا جو اساتذہ کے لی تھی۔ اساتذہ اس کتاب میں دیے گئے طریقوں سے ایسے بچوں کی صلاحیتوں کا تعین کر سکتے ہیں جو اپنی عمر سے آگے رہتے ہیں اس کا نام تھا لٹریچر سے وابستگی..... میری نند نے جو کچھ کہا میں نے لکھ لیا اور پھر کتابیں خریدنے نکل پڑی۔

اگلے ہفتہ میں نے پھر مسز پوسٹ کو فون کیا اور پوچھا کہ کیا اس سے دوبارہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ملاقات ہوسکتی ہے۔ اس نے سرد مہری اور روکھے پن سے جواب دیا۔ ہم ایک کانفرنس کر چکے ہیں اور اب کسی اور کانفرنس کی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔ میں نے کہا کہ میرا اس سے ایک بار پھر ملنا بہت ضروری ہے۔ بالآخر وہ رضامند ہوگئی۔

دوبارہ ملاقات کا وقت آیا تو میں بدحواس سی ہو رہی تھی۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتی تھی جس سے مسز پوسٹ رابن کی مخالف ہو جائے۔ میں نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے بتایا کہ میں کلاس میں رابن کے طرز عمل کے بارے میں جان کر بہت پریشان ہوئی ہوں اور اب سکول کے لیے اس کا رویہ تو تشویشناک ہو چکا ہے۔ پھر میں نے اسے بتایا کہ میں کچھ ایسی تجاویز اکٹھی کرنے کی کوشش میں ہوں جو اس صورت حال میں مدد دے سکیں۔ میں نے اسے کہا کہ کچھ تجاویز میں نے اس کاغذ پر لکھ رکھی ہیں۔ اگر وہ پسند کرے تو ان کو پڑھ لے۔

مسز پوسٹ نے میرے ہاتھ سے وہ کاغذ نہ لیا جو میں اس کی طرف بڑھا چکی تھی۔ وہ خاموشی سے تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر بیٹھی رہی۔ میں نے خود ہی اپنی فہرست میں سے کچھ تجاویز اسے سنا دیں۔ مثلاً رابن کو کہا جائے کہ وہ اس کتاب کا مختلف انجام لکھے جو دوسرے بچے پڑھ رہے ہیں۔ یا پھر اسی مصنف کی دوسری کتابیں پڑھ کر اپنے کلاس فیلوز کو ان کے بارے میں بتائے۔ میں نے اپنی نند کی تجویز کردہ کتاب کی ایک کاپی بھی اٹھا رکھی تھی۔ میں نے اس بارے میں کوئی ذکر نہ کیا کہ یہ کتاب میں نے کیوں اور کس کے کہنے پر خریدی ہے۔

آخر میں میں نے کہا..... مسز پوسٹ میری تو عقل عاجز آ گئی ہے۔ میں کچھ سمجھ نہیں پا رہی کہ رابن کے معاملہ میں کیا کروں؟ اسی لیے میں نے آپ سے ملاقات کی دوبارہ درخواست کی ہے۔ میں سننا چاہتی ہوں کہ ان تجاویز کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ میں یہ بھی جانتی ہوں ک اپنے طویل تجربہ کی وجہ سے آپ کے پاس یقیناً کئی اور تجاویز ہوں گی اور پھر مسز پوسٹ کے کچھ کہنے سے پہلے میں نے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مزید کہا: کلاس روم میں ادھر ادھر پھرنے کے بارے میں میں رابن سے بات کروں گی۔ وہ کتنی بے قرار کیوں نہ ہو اسے خود کو سنبھالنا ہوگا۔ آپ اطمینان رکھیں۔ اب آپ کو یہ مسئلہ درپیش ہوگا۔

مسز پوسٹ پتھریلی خاموشی کے ساتھ مجھے دیکھتی رہی۔ پھر کھڑی ہوئی اور کہا..... جو کچھ آپ نے کہنا تھا میں نے سن لیا۔ میں آپ کی تجویز پر غور کروں گی پھر اس نے میرے ہاتھ میں پکڑی کتاب کے بارے میں کہا..... کیا آپ مجھے یہ کتاب کچھ دنوں کے لیے دے سکتی ہیں (مجھے یقین نہیں آ رہا تھا)۔ پھر اس نے میرے آنے کا شکریہ ادا کیا۔ ہم نے ہاتھ ملائے اور کانفرنس ختم ہوگئی۔ یہ ایک مہینہ پہلے کی بات ہے مجھے کوئی اندازہ نہیں کہ مسز پوسٹ کلاس میں کیا کر رہی ہیں لیکن مین یہ جانتی ہوں کہ رابن ایک بار سکول میں دلچسپی لے رہی ہے اور صبح کے وقت اسے لاحق ہونے والا سر درد غائب ہو چکا ہے۔

☆☆☆

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اساتذہ اور والدین کا اشتراک

اساتذہ کے سوالات

1۔ ایسے لگتا ہے کہ کچھ والدین کو سکول فوبیا ہو جاتا ہے وہ کانفرنس میں آنے سے نفرت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ ان کے اپنے سکول کے دنوں کی بری یادداشتیں ہیں کیا ایسے والدین کی ذہنی کیفیت بدلی جا سکتی ہے؟

جواب: ایک پر تپاک خیر مقدمی رویہ ہی غالباً ان کے اضطراب کا تریاق ہے۔ کچھ اساتذ دوستانہ ماحول پیدا کرنے کے لیے آدم دہ کرسی، میز پوش کے ساتھ میز اور اس پہ چائے یا کافی کا اہتمام کر لیتے ہیں۔ کچھ والدین کانفرنس کے وقت بند دروازے کو اپنے لیے احترام انداز سمجھتے ہیں۔ اس طرح کا اہتمام کو سکول آنے سے گریزاں نہیں رہنے دیتا۔

2۔ اگر بچے کے والدین میں علیحدگی ہو چکی ہو تو والدہ یا والد کس کو کانفرنس کے لیے مدعو کیا جائے؟

جواب: دونوں کو مدعو کریں تا کہ کوئی بھی خود کو نظر انداز کیا گیا یا بچے کے معاملے میں کٹا ہوا محسوس نہ کرے۔ تاہم یہ والدین پر منحصر ہے کہ وہ ٹیچر کے ساتھ بیک وقت یا علیحدہ علیحدہ ملنا پسند کرتے ہیں لیکن دونوں صورتوں میں اہم ترین بات یہ ہے کہ کانفرنس کے دوران ان کے باہمی تعلقات پر بات نہ کی جائے بلکہ اس وقت کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ وہ دونوں الگ الگ یا مل کر بچے کی بہتری کے لیے کام کرنے پر تیار ہو جائیں۔

3۔ اگر کوئی والد یا والدہ اشتعال یا نفرت انگیز حالت میں کانفرنس میں آئے تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: والدین کے غصہ کے جواب میں دلائل دینے کی خواہش کو دبا کر رکھیں۔ یہ مت کہیں ..... مسٹر سمتھ..... مہربانی کر کے پر سکون ہو جائیں۔ اگر آپ چیختے

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

رہے تو ہم کچھ نہ کر پائیں گے..... اس کی بجائے مسٹر سمتھ کے احساسات کو تسلیم کریں۔ انہیں ی جاننے دیں کہ آپ ان کے جذبات کی شدت کو سمجھتے ہیں۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ بہت غصے میں ہیں۔ مہربانی کر کے اندر آئیں اور بیٹھ جائیں۔ میں جاننا چاہتی ہوں کہ آپ کے ذہن میں کیا ہے؟ اس طرح کا طرز عمل مسٹر سمتھ کے محسوسات کی شدت کو کم کر دے گا اور انہیں اس قابل کر دے گا کہ وہ آپ کو اپنی پریشانی کا سبب بتا سکیں۔

مناسب یہ ہے کہ والدین آپ کے سامنے جو مسائل رکھیں ان کو پڑھ لیں اور پھر ان کو پڑھ کر سنائیں۔ اس طرح انہیں یقین ہو جائے گا کہ آپ واقعی ان کی پریشانی اور مسائل کو اہمیت دے رہے ہیں۔ اگر آپ کی بہترین کوششوں کے باوجود ان کا غصہ برقرار رہے تو آپ اپنی کانفرنس کے لے کوئی اور وقت مقرر کر لیں..... مسٹر سمتھ میں جانتی ہوں ک آپ بہت پریشان ہیں۔ آپنے جو کچھ بتایا ہے مجھے اس پر غور کرنے کے لیے مزید وقت چاہیے۔ میں سٹاف کے دوسرے اساتذہ سے بھی مشورہ کرنا چاہتی ہوں۔ ہم دوبارہ کب مل سکتے ہیں؟ اپنی اگلی ملاقات میں ہوسکتا ہے کہ آپ کسی تیسرے فریق کی موجودگی بھی چاہیں۔ چاہے وہ پرنسپل ہوں سکول کا مشیر یا پھر ماہر نفسیات..... اگلی کانفرنس میں یقیناً آپ کے مسائل کا حل نکل آئے گا۔

4۔ کچھ والدین شکایت کرتے ہیں کہ اساتذہ ان سے صرف اس وقت رابطہ کرتے ہیں جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ ہمیں تسلیم کرنا چاہیے کہ اس میں وزن ہے۔ اس ضمن میں کوئی تجویز.....؟

جواب: یقیناً والدین اچھی خبر سننے کے لیے بھی رابطے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ ایک ٹیچر نے اپنا معمول بنا رکھا ہے کہ وہ ہر تعلیمی سال کے آغاز پر دو بچوں کے والدین کو روزانہ مدعو کرتا ہے۔ بچے ان دنوں اپنے بہترین رویہ کے ساتھ تعلیمی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سرگرمیوں کا آغاز کرتے ہیں۔ وہ ہر طالب علم کی صلاحیت اور کوشش کو نمایاں کر کے والدین کے سامنے پیش کرتا ہے۔ رابطے کے طریقے طے کر لیے جاتے ہیں۔ بعد ازاں جب کوئی مسئلہ کھڑا ہوتا ہے اور والدین کے علم میں لایا جاتا ہے تو وہ سننے اور تعاون کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔

5۔ ایسے والدین کے ساتھ کانفرنس کا اختتام کیسے کیا جائے جو مسلسل بات کرتے چلے جاتے ہیں اور انہیں اس بات کا خیال ہی نہیں ہوتا کہ دوسرے والدین باہر بیٹھے انتظار کر رہے ہیں؟

جواب: بلاشبہ یہ بات بہت اہم ہے کہ والدین کو یہ تاثر نہ ملے کہ اچانک وقت ختم ہو گیا ہے اور اب انہیں زبردستی رخصت کیا جا رہا ہے۔ آپ کو ایک آنکھ گھڑی پر رکھنی چاہیے اور وقت ختم ہونے سے پہلے کچھ دیر شائستگی سے نوٹس دے دینا چاہیے۔ مسٹر جانسن میں دیکھ رہی ہوں کہ ہمارے پاس صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ کیا آپ کچھ اور بتانا چاہتے ہیں..... اگر وقت ختم ہونے پر بھی گفتگو جاری ہو تو اپ کہہ سکتے ہیں..... میری خواہش تھی کہ مزید کچھ وقت ہوتا۔ لیکن باہر کچھ والدین منتظر ہیں۔ یا ہم فون پر بات کر سکتے ہیں؟ یا آپ کوئی اور کانفرنس چاہیں گے۔ آپ رابطہ کر کے کوئی بھی تاریخ مقرر کر سکتے ہیں۔

☆☆☆

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اساتذہ اور والدین کا اشتراک

اساتذہ کے واقعات

درج ذیل واقعہ ایک ابتدائی سکول ٹیچر کے ساتھ پیش آیا۔

☆ کرسٹوفر بائل دوسری جماعت کا طالب علم تھا۔ اسے جب میری کلاس میں بھیجا گیا تو میں نے فوراً ہی پہچان لیا کہ وہ ایک ذہین اور صاف لہجہ رکھنے والا لڑکا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ایک مسئلہ تھا کہ وہ حروف کی شناخت میں گڑبڑ کر دیتا۔ وہ اپنا نام تک ٹھیک طرح نہ لکھ سکتا تھا ہمیشہ کوئی نہ کوئی حرف چھوڑ دیتا یا الٹا لکھتا لیکن ایک بات جس کی مجھے سمجھ نہ آسکی وہ اس کا رویہ تھا۔ متحارب خبطی اور جلد پریشان ہو جانے والا۔ کچھ ہفتوں کے بعد میں نے اس کی والدہ کو ملاقات کے لیے بلایا تا کہ میری مدد کر سکے۔ وہ بخوشی اسی دوپہر کے بعد آ گئی۔ جیسے ہی ہم بیٹھے مسز بائل نے بتایا کہ کرسٹوفر ہر رات اپنی میز پر بیٹھتا اور ہوم ورک کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن پھر رونے لگتا ہے کہ وہ گونگا ہے۔

اچانک میں سمجھ گئی کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس پہ پاگل پن اس لیے وارد ہوتا ہے کہ وہ یقین کر چکا ہے کہ وہ گونگا ہے۔ وہ خود کو ہی نہیں سب کو ایسا سمجھتا ہے۔ میں نے مسز بائل کو بتایا کہ کرسٹوفر کو بولنے کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ ایک ذہین لڑکا ہے جو بہت سی باتوں کے متعلق تجسس کے ساتھ پوچھتا ہے لیکن حروف کی شناخت میں مشکل کی وجہ سے اسے ان مسائل پر قابو پانا ہے جو دوسرے بچوں کو درپیش نہیں۔ میں نے کرسٹوفر کی والدہ کو یہ بھی بتایا کہ وہ کلاس میں پوری طرح سے توجہ دیتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ وہ ٹھیک طرح پڑھنا سیکھ لے گا۔

مسز بائل میری باتوں سے بہت خوش ہوئیں اور پوچھا کہ وہ میری مدد کے لیے کیا کر سکتی ہے؟ میں نے انہیں کہا کہ وہ کرسٹوفر کو یقین دلائیں کہ وہ اس کی پریشانی کو سمجھتی ہیں اور پھر اسے اعتماد دیں کہ وہ آہستہ آہستہ لیکن یقینی طور پر بہتر ہو جائے گا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

میں نے مسز بائل کو بتایا کہ کرسٹوفر ایک متجسس ذہن کا مالک ہے اس کے لیے لائبریری میں جانا مفید رہے گا۔ وہاں سے وہ تصویری کتابیں لے سکتا ہے۔

جیسے جیسے سہ ماہی آگے بڑھی۔ یہ واضح ہو گیا کہ کرسٹوفر ایک محنتی طالب علم ہے۔ میں اسے ایک وقت میں ایک حرف کی آواز سکھاتی اور اسے بتاتی کہ مختلف لفظوں میں کس طرح آواز پیدا کرتے ہیں۔ پھر اسے ایک حرف کو دوسرے حرف سے الگ پہچاننے کی ترکیب بتائی۔ آہستہ آہستہ اس نے پڑھنا اور مختلف حروف کی آوازیں نکالنا سیکھ لیا۔

اس تمام عرصہ کے دوران میں اس کی والدہ کو بلاتی اور اسے بتاتی رہی کہ وہ کرسٹوفر کے ساتھ گھر پہ جو طریقے آزما رہی ہے اس کے اثرات کلاس میں بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ کرسٹوفر کی والدہ وہ سب کچھ کر رہی تھی جس کا مشورہ اسے میں نے دیا تھا۔ علاوہ ازیں اس نے مچھلیوں، حشرات اور سنگریزوں میں کرسٹوفر کے شوق کو ابھارا (وہ مختلف رنگوں کے پتھر اکٹھے کرتا اور ان کے بارے میں پوچھتا رہتا) وہ اسے عجائب گھر لے گئی۔ اس کے ساتھ بیٹھ کر کتابیں پڑھتی اور تمام موضوعات پر گفتگو کرتی جو اسے مسحور کر دیتے تھے۔

جو کچھ میں نے کیا ہو بالخصوص کرسٹوفر کے لیے بہت مددگار ثابت ہوا۔ میں نے اسے یہ حقیقت تسلیم کرنے میں مدد دی کہ اس میں ایک کمی ہے۔ اس کے لیے سب سے مشکل بات اس حقیقت کا سامنا تھا کہ دوسرے بچے جو واضح طور پر ذہانت میں اس کے ہم پلہ نہ تھے وہ لکھنے پڑھنے اور ہجے کرنے میں اس سے آگے تھے۔ وہ ٹیسٹوں میں سو نمبر لے جاتے جبکہ وہ فیل ہو جاتا۔ اس کا مسئلہ یہ تھا کہ جب وہ b کو دیکھتا تو اسے d سمجھتا۔ اس نے اپنی یہ خامی تسلیم کر لی اور دوسرے بچوں سے برملا کہتا کہ اسے حروف تہجی کی شناخت Dyslexia کا مسئلہ ہے۔ وہ کہتا جب میں SAW دیکھتا ہوں تو یہ مجھے WAS لگتا ہے۔ وہ جان بوجھ کر کوئی لفظ الٹا کر لکھتا

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اور اسے آئینہ کے سامنے رکھتا تو وہ سیدھا نظر آتا۔ وہ فخر سے کہتا۔ دیکھو میں آئینہ کی لکھائی کر سکتا ہوں۔ وہ اپنی خامی کو دلچسپ اور پر مزاح انداز میں دیکھتے ہوئے بتدریج اس پر قابو پا رہا تھا۔

سہ ماہی کے اختتام پر کرسٹوفر کی والدہ نے بتایا کہ وہ گھر پہ ایک مختلف بچہ ہے۔ پہلے سے زیادہ خوش اور مطمئن۔ والدہ نے بتایا کہ وہ گھر میں کاندان کی ایک پارٹی کے دوران اپنے چھوٹے کزن کے ساتھ سکول سکول کھیل رہا تھا۔ اس کا کزن بھی Dyslexia کا مریض تھا۔ کزن غصے میں آ جاتا کہ وہ ٹھیک طرح کوئی لفظ کیوں نہیں لکھ سکتا۔ کرسٹوفر نے اسے کہا..... فکر مت کرو مجھے بھی یہ مسئلہ تھا' میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ آؤ میں تمہیں اس کا طریقہ بتاتا ہوں۔

کرسٹوفر اب تیسری جماعت میں ہے۔ اس کی ٹیچر بتاتی ہ کہ وہ اب آہستہ آہستہ پڑھتا ہے لیکن وہ کلاس کے معاملات میں پوری طرح شرکت کرتا ہے۔ ہمیشہ کوئی دلچسپ بات کہتا ہے اور اگر اسے کچھ اضافی وقت دیا جائے تو وہ ٹیسٹ بھی اچھے کر لیتا ہے۔ میں جب کرسٹوفر کے متعلق سوچتی ہوں تو اچھا محسوس کرتی ہوں۔ میں نے اور اس کی ماں نے اس کی مدد کی۔ اس نے Dyslexia کو ایک چیلنج کے طور پر لیا اور اس پر قابو پا لیا۔ اگر وہ اسے معذوری بنا لیتا تو شکست سے دوچار ہو جاتا۔

☆☆☆

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اساتذہ اور والدین کا اشتراک

مشترکہ جدوجہد کی ایک داستان

پچھلی کہانی میں بتایا گیا ہے کہ ایک والدہ نے ایک ٹیچر کے باہمی اشتراک نے مسائل سے دوچار بچے کی کیسے مدد کی۔ یہ آخری کہانی بتاتی ہے کہ ایک سکول نے مشترکہ جدوجہد سے علاقے کے والدین کو اپنے بچوں کی تعلیم میں دلچسپی لینے پر آمادہ کیا۔

☆ مجھے تدریس کی پہلی ذمہ داری ایک دیہی علاقے میں دی گئی۔ یہ بستی 710 افراد پر مشتمل تھی۔ ایک سٹور اور دو گیس پمپ سٹیشنوں کے علاوہ اس بستی میں گہما گہمی کا مرکز سکول تھا۔ اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے میرا خیال تھا کہ والدین ہمارے سکول کی پیرنٹس ٹیچرز ایسوسی ایشن کے اجلاس اور کانفرنسوں میں جوق در جوق آئیں گے لیکن ایسا نہ ہوا۔ گزشتہ سال کی کارکردگی کی روشنی میں سکول نے آئندہ حکمت عملی طے کرنے کے لیے ایک اجلاس بلایا۔ پہلی رات کو آڈیٹوریم بالکل خالی تھا۔ صرف 15 والدین نظر آئے۔ ہمارے سکول میں 139 طلبہ تھے۔ اس تعداد کے پس منظر میں والدین کی حاضری ایک خطرناک صورت حال تھی۔ میں خاصی مایوس ہوئی۔

اگلی صبح میں نے سٹاف کے اجلاس میں اپنی ایک ساتھی ٹیچر سے صورت حال پہ ناامیدی کا اظہار کیا تو اس نے کہا..... کچھ عرصہ بعد تم اس کی عادی ہو جاؤ گی۔ مجھے یہ رجحان سراسر شکست خوردہ لگا۔ میں نے پوچھا والدین کو سکول کی سرگرمیوں میں شامل کرنے کے لیے کیا کوئی فرد ذاتی دلچسپی لے سکتا ہے؟ سٹاف کے کچھ لوگوں نے دانت نکال کر نفی میں سر ہلایا۔ ایک ساتھی نے کہا..... میں وقت ضائع کر رہی ہوں۔ پرنسپل نے محض پدرانہ مسکراہٹ سے مجھے نوازا۔ اجلاس ختم ہوا تو میں خود کو احمق سمجھ رہی تھی۔ لیکن بعد میں دو اساتذہ..... مارگریٹ اور پیٹ میرے پاس آئے اور

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

رضا کارانہ طور پر میری مدد کے لیے خدمات پیش کیں۔ میرا خیال تھا کہ وہ میری اشک شوئی چاہتے تھے۔

اگلے روز ہم تینوں سکول کے بعد ملے تا کہ کوئی منصوبہ تیار کر سکیں۔ پیٹ نے مجھے وہ سب کچھ بتایا جس کو ماضی میں آزمایا جا چکا تھا لیکن ناکامی ہوئی۔ مثلاً اشتہارات پھینکنے کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ٹیلی فون پر ہر ٹیچر کو دس والدین سے رابطہ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی لیکن بہت سے والدین کے پاس فون نہ تھا۔ حتیٰ کہ مارگریٹ کے گھر پہ باربی کیو پارٹی بھی ناکامی کا شکار ہو گئی۔ اس نے بتایا کہ 24 بچوں اور والدین کو دعوت دی گئی لیکن صرف چھ لوگ آئے مجھے تسلیم کرنا پڑا کہ یہ سب کچھ حوصلہ شکن ہے لیکن ہم نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ ہم نے ایک ماہانہ سرگرمی کا منصوبہ بنایا تا کہ والدین کو سکول کی طرف متوجہ کرنے کی ایک اور کوشش کی جائے۔ ہمارا پہلا فنکشن مٹھائیوں کی دعوت تھی۔ اس میں ہوم اکنامکس کی طالبات نے میٹھے پکوان پیش کرنا تھے اور تمام سامان ہم تینوں نے فراہم کرنا تھا۔ ہم نے والدین کو دعوت نامے ڈاک کے ذریعے بھجوا دیے۔ سٹور، گیس سٹیشنوں اور فائر بریگیڈ کی عمارات پہ یہ اشتہار ات بھی چسپاں کرا دیے۔ اساتذہ کو بھی اس میں شرکت کے لیے رغبت دلائی۔ بہت کم لوگ آئے لیکن اختتام پر ہمیں دو مزید اساتذہ اور آٹھ والدین کی مدد مل گئی پرنسپل نے بھی ہماری ان کوششوں کی تعریف کی۔ اگلے مہینے ہم نے ''سپیگٹی'' کی دعوت کا اہتمام کیا۔ اس کا انعقاد فٹ بال میچ سے پہلے ہوا۔ شاندار نتائج سامنے آئے۔ ہوم اکنامکس روم کو استعمال کی گیا۔ آٹھ والدین اور پانچ اساتذہ نے تقریباً سو افراد کے لیے سپیگٹی تیار کیں۔ اگرچہ حاضرین میں زیادہ تر دونوں ٹیموں کے کھلاڑی، ان کے والدین وار رشتہ دار تھے لیکن بہت اچھا وقت گزرا۔ شام گہری ہونے سے پہلے میں نے مائیک پکڑا اور اعلان کیا کہ رات ہم ایک میٹنگ کریں گے

اور

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اگلے پروگرام کی منصوبہ بندی کی جائے گی۔ مزید پانچ والدین اور تین اساتذہ ہمارا ساتھ دینے کی حامی بھر لی۔ جو دیوار اساتذہ اور والدین کی درمیان کھڑی تھی آہستہ آہستہ گرنے لگی۔

ہفتہ کے روز میٹنگ میں والدین میں سیا یک نے تجویز پیش کی کہ علاقے کے لوگوں کو سکول کی سرگرمیوں سے آگاہ کرنے کے لیے ایک ماہانہ نیوز لیٹر شائع کیا کریں۔ پرنسپل اس تجویز سے اتنی متاثر ہوئی کہ اس نے ڈاک کے تمام اخراجات ادا کرنے کی پیشکش کر دی۔ سکول کے سیکرٹری نے ٹائپ کرنے اور بھجوانے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ کچھ والدین اور اساتذہ نے سکول کی لائبریری میں بیٹھ کر نیوز لیٹر تہہ کرنے' پن لگانے اور ایڈریس لکھنے کی خدمات سرانجام دینے کی حامی بھر لی۔

نیوز لیٹر نے ایک طوفان برپا کر دیا۔ وہ ہمارے اور آبادی کے لوگوں کے درمیان رابطہ کا ذریعہ بن گئے۔ اساتذہ نے انہیں اپنی تجاویز اور والدین نے تشویش ناک باتوں کے اظہار کے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ مثلاً ہم نے دیکھا کہ کچھ والدین کو اس بات پر تشویش تھی کہ ان کے نوخیز بچے ویک اینڈ پہ تفریح کے لیے تیس مل دور ایک بڑے شہر میں جاتے ہیں اور خود ڈرائیونگ کرتے ہیں۔ چنانچہ شراب نوشی اور ٹریفک حادثات کے واقعات بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ کچھ اساتذہ نے رضا کارانہ طور پر ہر ہفتہ وار موسیقی اور دوسری سرگرمیوں کی سرپرستی شروع کر دی تاکہ بچے اپنی بستی ہی میں رہیں۔

جب والدین نے جان لیا کہ سکول کو ان کی مدد اور کوششوں کی ضرورت ہے تو وہ ایسی تجاویز لائے جو ہماری بے پناہ توقعات سے بھی بڑھ کر تھیں۔ انہوں نے ایک ہاٹ لنچ کا انتظام اپنے طور پر کیا (ہمارے سکول کے پاس ایسا کوئی فنڈ نہیں تھا کہ ہم انتظام کرتے)۔ پھر انہوں نے ایک رنگا رنگ نائٹ شو کا اہتمام کیا۔ جم ایک تفریحی پارک میں تبدیل ہو گیا۔ لوگ رات بھر مختلف کھیلوں اور مشاغل سے لطف اندوز

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہوتے ۔والدین کلاس رومز میں بھی ہماری مدد کرنے پر تیار رہتے۔ ماؤں نے ابتدائی جماعتوں میں بچوں کے ساتھ کام کیا۔ایک والد نے آخری سال کے طلبہ کو مختصر کورس میں مشینوں کے خاکے بنانے سکھائے ۔ایک اور والد جو کھانا پکانے کے ماہر تھے انہوں نے ہوم اکنامکس کی طالبات کی بہت مدد کی ۔والدین اساتذہ اور طلبہ کے ایک گروہ نے ایک (پراجیکٹ گریجوایشن کمیٹی) تشکیل دی۔اس نے پورا سال فنڈز جمع کر کے دیے تا کہ سینیئر اور آخری سال کے طلبہ کو تین دن کے لیے ڈزنی لینڈ کے تفریحی دورہ پر بھیجا جا سکے۔سینئر طلبہ کا وقت بہت عمدہ گزرا۔والدین مطمئن تھے کہ اب ان کے اٹھارہ سالہ بچے گریجوایشن منانے کے لیے شراب اور ڈرائیونگ کو ذریعہ نہیں بناتے ۔

والدین کے تعاون اور شمولیت نے اساتذہ کو مزید متحرک کیا۔جب مارگریٹ کو معلوم ہوا کہ کچھ والدین لکھ پڑھ نہیں سکتے تو اس نے تعلیم بالغاں کی ایک جماعت کا انتظام کیا۔یہ پروگرام بہت مقبول ہوا۔اب شام تعلیم بالغاں کے لیے مخصوص ہو گئی ۔والدین کو یہاں لکھنا پڑھنا سینا پرونا سیکھنے کے ساتھ ساتھ اور کمپیوٹر کی مہارتیں حاصل کرنے لگے۔

پرنسپل اب ہمیں پر جوش تعاون مہیا کر رہی تھی ۔اسنے تجویز دی کہ جن والدین سے ابھی تک ہمارا رابطہ نہیں ہو سکا انکے گھروں کے دورے کا پروگرام بنایا جائے ۔ ہمارے نیوز لیٹر میں اعلان کیا گیا کہ اساتذہ مختصر دورے پر طلبہ کے گھروں میں آئیں گے ۔ہر ٹیچر کو آٹھ سے دس طلبہ کے نام دے کر کہا گی کہ وہ ایک ششماہی کے دوران ایک دفعہ ان کے گھروں میں ضرور جائیں ۔ پیٹ نے اپنے سکول کی بسوں کو اس مقصد کے لیے استعمال کرنے کی شاندار تجویز دی چنانچہ ہر جمعرات کو سکول کے بعد وہ اساتذہ جو کسی خاندان سے ملنا چاہتے تھے اپنے طلبہ کے ساتھ بس میں سوار ہو کر جا سکتے تھے ۔تیس منٹ کے بعد ڈرائیور انہیں واپس لے جانے کے لیے پابند کر

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دیے گئے ۔ یہ پروگرام زبردست کامیابی سے ہم کنار ہوا ۔ اساتذہ کے دورے والدین اور خود اساتذہ کے لیے بہت مفید ثابت ہوئے

سال کی آخری.....والدین اساتذہ کی میٹنگ کی رات میں کچھ جلدی سکول میں آ گئی ۔ مجھے والدین کے لیے کچھ اشتہارات مکمل کرنا تھے ۔ جب میں نے انہیں مکمل کیا تو مجھے پرنسپل کی گرجدار آواز سنائی دی ۔ میں نے جان لیا کہ میٹنگ شروع ہو چکی ہے ۔ میں نے خاموشی سے کسی نشست پر بیٹھنے کا سوچا لیکن جب میں نے آڈیٹوریم کا دروازہ کھولا تو دم بخود رہ گئی ۔ ہاں میں کوئی سیٹ خالی نہ تھی ۔ سارا آڈیٹوریم والدین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا ۔ وہ اپنے سکول کا حصہ بننے کے لیے پورے جوش و خروش سے آئے تھے ۔

☆☆☆

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

آٹھواں باب

ڈریم کیچر

سکول کا آخری دن تھا۔ بڑی بڑی لمبی پیلی بسیں سکول کے باہر سڑک پر کھڑی تھیں۔ جیسے ہی اساتذہ نے بچوں کو چھٹی دی وہ کمرے سے باہر ابل پڑے اور بسوں کی طرف بھاگے جو پہلے ہی اودھم مچاتے بچوں سے بھری پڑی تھیں۔

ملحقہ گلی میں منتظر والدین کی کاریں قطاروں میں لگی تھیں۔ وہ اپنے بچوں کو متوجہ کرنے کے لیے ہارن بجا رہے تھے۔ سکول سے باہر نکلنے والے بچوں کی آخری کلاس میری تھی۔ سورج چمکدار اور فضا گرم تھی۔ جون کی گرمی کی لہریں میرے چہرے سے ٹکرائیں۔ مجھے الوداع کہنے سے نفرت ہے۔ میں ان بچوں کو الوداع نہیں کہہ سکتی تھی جو سال بھر میری سوچوں کا مرکز رہے تھے ور مجھے بے حد عزیز ہو گئے تھے لیکن مجھے ایسا کرنا پڑ رہا تھا۔ ہر بچے کو خدا حافظ کہتے اور گلے لگاتے ہوئے مجھے بار بار یاد آ جاتا تھا کہ ان کے ساتھ میرا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب اس طریقے سے ہم کبھی بھی رابطہ میں نہیں رہیں گے۔

جب تک آخری بچ والدین کے ساتھ وہاں سے چلا نہ گیا میں ہاتھ ہلاتی کھڑی رہی۔ تب میں مڑی اور تقریباً خالی عمارت میں واپس آ گئی۔ اپنے کلاس روم میں اپنی میز پر بیٹھ گئی اور خالی اور خاموش کمرے کو دیکھنے لگی۔ نہ تو نشستوں پہ کچھ تھا اور نہ بلیٹن بورڈ پر..... یہاں تک کہ فرش پر بھی کسی کاغذ کا کوئی ٹکڑا نہ تھا۔ یہ تعلیمی منصوبہ بندی، غور و فکر اور تدریس کا پورا سال تھا۔ اب یہ ختم ہو گیا تھا۔ مکمل ہو گیا تھا۔ کیا کوئی چیز باقی رہ گئی ہے؟..... چند یادوں کے سوا؟ میں اداس ہو گئی۔

دروازے پر مدھم سی دستک ہوئی۔ یہ رائے شلز تھا۔

ہیلو رائے..... کیا تم کچھ بھول گئے؟

اس نے اپنا سر ہلایا اور کھڑا رہا۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب سا تاثر تھا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

وہ کیا چاہتا ہے..... ذاتی الوداعی کلمات؟

ایک ہفتہ پہلے اس کی ماں نے مجھے فون کیا تھا وہ بہت متفکر تھی۔ اس کی مل والی نوکری ختم ہوگئی تھی۔ وہ اب رائے کو لے کر شکاگو جانا چاہتی تھی۔ وہاں انہیں رائے کی خالہ کے پاس رہنا تھا۔ وہ پریشان تھی کہ نہ جانے اسے وہاں کوئی ملازمت مل سکے گی؟ اس کی بہن ایک خراب علاقے میں رہتی تھی جہاں غنڈے پائے جاتے تھے۔ رائے وہاں جانے پہ تیار نہ تھا۔ وہ نئے سرے سے کسی سکول میں آغاز نہیں کرنا چاہتا تھا۔

رائے اندر آجاؤ.....

''میری بس چلی گئی ہے.....''

''اوہ کیا تمہیں سواری کی ضرورت ہے؟''

''نہیں میں پیدل چلا جاؤں گا۔ کیا میں آپ کو کچھ بتا سکتا ہوں؟''

''یقیناً..... اندر آؤ..... بیٹھ جاؤ''۔ میں نے کہا۔

جیسے ہی وہ میرے سامنے والی نشست کی طرف سرکا۔ میں حیران رہ گئی۔ وہ اپنی قمیص کے نیچے ڈریم کیچر پہنے ہوئے تھا۔ یہ میں نے ایک دن پہلے اسے الوداعی تحفے کے طور پر دی تھی۔ چمڑے کے دائرے میں باریک تاروں سے مکڑی کا جالا بنا ہوا تھا۔ یہ میں نے خود بنایا تھا۔ مقامی امریکی روایت کے مطابق اگر اسے کسی سوئے ہوئے شخص کے بستر کے اوپر لٹکا دیا جائے تو یہ برے خوابوں اور بری روحوں کو پکڑ لیتا ہے اور صرف اچھے خوابوں اور روحوں کو سونے والے شخص تک جانے دیتا ہے۔ میں نے رائے سے کہا تھا کہ میں یہ ڈریم کیچر اسے اس لیے دینا چاہتی ہوں کہ وہ جہاں بھی رہے اسے میں اور میرا سکول یاد رہیں۔ اس نے پوری سنجیدگی کے ساتھ ڈریم کیچر لے لیا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اس لمحے کو وہ جانتا تھا کہ میں اسے یہ کیوں دے رہی ہوں۔ ایک سال کے دوران رائے بڑا ہو چکا تھا۔ صرف قد اور جسامت میں نہیں..... سوچ اور فہم میں بھی۔ وہ گالیاں دینا اور لہجوں کو بگاڑنا چھوڑ چکا تھا۔ اب نہ تو وہ کسی کو برا بھلا کہتا تھا اور نہ ہی غنڈہ گردی اور شیخی خودی کرتا تھا۔ اب وہ اس بیزار اور سخت گیر اور غصیلے بچے سے کوئی مشابہت نہیں رکھتا تھا جو سال بھر پہلے کلاس کے آغاز پر کلاس روم میں ایک کھوپڑی اور دو ہڈیوں والی جیکٹ پہنے اس طرح لگتا تھا جیسے جنگ میں مصروف ہو۔ اب تو وہ ایسا طالب علم تھا جس سے اکثر اساتذہ درخواست کرتے تھے کہ وہ بڑی مشکل بچوں کے لیے ''ساتھی ٹیوٹر'' کا کام کرے۔ کیونکہ رائے شلز ہی ان سب کو سنبھال سکتا تھا۔

اب اس کے ساتھ کیا ہوگا؟ اس کی مشکل سے حاصل کی ہوئی کامیابی کا کیا بنے گا؟ وہ ایک نفرت انگیز ماحول میں کیا ردعمل دکھائے گا؟ کیا وہ واپس اسی کردار میں لوٹ جائے گا؟ وہ کیوں نہیں لوٹے گا؟ کوئی بچہ کیوں نہیں لوٹ سکتا؟

رائے..... تم مجھے کیا بتانا چاہتے ہو؟

میرا کزن اسی عمارت میں رہتا ہے جہاں ہم شفٹ ہو رہے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ جب تم وہاں رہو گے تو تمہیں غنڈوں کے گروہ میں شامل ہونا پڑے گا۔

''شامل ہونا پڑے گا..... کیوں؟''

''حفاظت کے لیے''۔

''کس کے خلاف''۔

''ان بچوں کے خلاف جو مجھے مارنا چاہتے ہیں''۔

''اوہ تو تم پر غنڈوں کے گروہ میں شمولیت کا دباؤ ہے''۔

''ہاں لیکن ہو سکتا ہے کہ میں دوسرے دوست بنا لوں''۔

''یقیناً تم اس جماعت میں بہت سے دوست بنا چکے ہو''۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

''جی ہاں.....''

''میرا خیال ہے کہ تمہارے سامنے یہ ایک مشکل فیصلہ ہے''۔

لیکن کسی غنڈہ گرد گروہ میں شامل نہیں ہوں گا۔ میں اب مزید اس طرح کا کام نہیں کرنا چاہتا۔ میں آپ کو صرف یہی بتانا چاہتا تھا۔ پھر اس نے میرے ساتھ ہاتھ ملایا اور چلا گیا۔

میں جذباتی ہو رہی تھی۔ یہ گیارہ سالہ لڑکا ایک ایسے فیصلے کی کشمکش کر رہا ہے جو پختہ عمر کے فرد کو بھی ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ لیکن اسنے بہت بلند اور دشوار راستے کا انتخاب کیا ہے۔ جوش کے ساتھ میں نے سوچا کہ کاش میں اس کے لیے مزید کچھ کر سکتی۔ چند لمحوں کے بعد جیسے ہی میں نے جانے کے لیے اپنی چیزیں اکٹھا کرنا چاہیں تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ کام میں پہلے ہی کر چکی ہوں۔ وہ اقدار جن کو میں نے اس چار دیواری کے اندر ترقی دینے کی کوشش کی وہ رائے کے اندر اتر کر اس کی شخصیت کا حصہ بن چکی ہیں اور شاید وہ اقدار اس کو نقصان دہ راستے سے بچ نکلنے میں مدد کریں گی۔

شاید وہی جذبہ ہی دراصل ڈریم کیچر ہے جو میں نے اپنی کلاس میں پیدا کرنا چاہا۔ یہی ان کی حفاظت کرے گا۔

اور شاید ان سینکڑوں گھنٹوں اور ہزاروں مرتبہ تبادلہ خیال کرنے کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوا وہی برقرار رہے گا وہی تحفظ فراہم کرے گا..... ایک ایسا تجربہ جو بچوں کو مزید توانا' زیادہ ہمدرد اور سوچنے سمجھنے اور محبت کرنے کے قابل بنائے گا..... بہر طور..... میں تو ایسا ہی سوچتی ہوں۔

☆☆☆

---------- اختتام ----------

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اُردو کُتب خانہ

URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT